حکومت کرناٹک

نو بہارِ اَدب

اُردو زبان اوّل نصابی کتاب

NAU BAHAR-E-ADAB

Urdu First Language

Tenth 10 **Standard**

برائے دسویں جماعت

(ترمیم شدہ)

©KTBS Not to be republished

KARNATAKA TEXT BOOK SOCIETY (R)
100 Ft. Ring Road, Banashankari III Stage
Bengaluru - 560 085

نصابی کمیٹی

☆ ڈاکٹر حلیمہ فردوس، اسوسی ایٹ پروفیسر — چیرمین
صدر شعبۂ اردو، گورنمنٹ آر۔سی۔کالج، بنگلورو-560 001

☆ جناب محمد ظفر اللہ شریف۔ اردو منشی، ایم۔اے۔بی۔ایڈ — رکن
گورنمنٹ پری یونیورسٹی کالج، ساگر-577401

☆ ڈاکٹر کوثر پروین، — رکن
نیشنل ہائی سکول، درگاہ روڈ، کلبرگی

☆ حافظ محمد کفایت اللہ، ایم۔اے۔بی۔ایڈ — رکن
قوت الاسلام ہائی سکول، بور بینک روڈ، بنسن ٹاؤن، بنگلورو -560 046

☆ ڈاکٹر فرزانہ فرح محتشم — رکن
انجمن پری یونیورسٹی کالج، بستی روڈ، بھٹکل -581320

☆ جناب شفیع اللہ خاں، اُردو منشی، ایم۔اے۔بی۔ایڈ — رکن
گورنمنٹ پری یونیورسٹی کالج (گرلز)، چامراج نگر-571313

☆ جناب افروز احمد، موظف پروفیسر — تنقیح کار
نمبر 205، چوتھا مین، ساتواں کراس، بی منٹپ سی، لے آوٹ، میسورو-15

☆ جناب شانتپا، انتونی ہائی سکول، گایتری پورم، میسورو-19 — مصور

ایڈیٹوریل بورڈ

ڈاکٹر مہ نور زمانی بیگم، سابق صدر شعبۂ اُردو بنگلورو یونیورسٹی بنگلورو۔

ڈاکٹر جہاں آرا بیگم، سابق صدر شعبۂ اُردو کرناٹک اسٹیٹ اوپن یونیورسٹی میسورو۔

صلاح کار

☆ شری ناگیندرا کمار
مینیجنگ ڈائرکٹر
کرناٹک ٹکسٹ بک سوسائٹی بنگلورو

☆ شریمتی سی۔ناگامنی
ڈپٹی ڈائرکٹر
کرناٹک ٹکسٹ بک سوسائٹی بنگلورو

☆ شری موڈمبڑی تایا
کوآرڈینیٹر
کرناٹک ٹکسٹ بک سوسائٹی بنگلورو

☆ شری پانڈورنگا
سینئر اسسٹنٹ ڈائرکٹر
کرناٹک ٹکسٹ بک سوسائٹی بنگلورو

©KTBS Not to be republished

Preface

The Textbook Society, Karnataka has been engaged in producing new textbooks according to the new syllabi which in turn are designed on NCF - 2005 since June 2010. Textbooks are prepared in 12 languages; seven of them serve as the media of instruction. From standard 1 to 4 there is the EVS, mathematics and 5th to 10th there are three core subjects namely mathematics, science and social science.

NCF - 2005 has a number of special features and they are:

- connecting knowledge to life activities
- learning to shift from rote methods
- enriching the curriculum beyond textbooks
- learning experiences for the construction of knowledge
- making examinations flexible and integrating them with classroom experiences
- caring concerns within the democratic policy of the country
- making education relevant to the present and future needs.
- softening the subject boundaries- integrated knowledge and the joy of learning.
- the child is the constructor of knowledge

The new books are produced based on three fundamental approaches namely.

Constructive approach, Spiral Approach and Integrated approach

The learner is encouraged to think, engage in activities, master skills and competencies. The materials presented in these books are integrated with values. The new books are not examination oriented in their nature. On the other hand they help the learner in the all round development of his/her personality, thus help him/her become a healthy member of a healthy society and a productive citizen of this great country, India.

The most important objectives of teaching language are listening, speaking,

©KTBS Not to be republished

reading, writing and reference work. These skills have been given a lot of importance in all the language textbooks. Along with the inculcation of these skills, fundamental grammar, opportunities for learners to appreciate beauty and imbibe universal life values have been integrated in language textbooks. When learners master these competencies, they would stop studying textbooks for the sake of passing examinations. In order to help learners master these competencies, a number of paired and group activities, assignments and project work have been included in the textbooks. It is expected that these activities would help learner master communicative skills. Ultimately, it is expected that students master the art of learning to learn and make use of these competencies in real life. Textbooks for students X have a special significance. As any other new textbook they help learners' master skills and competencies and at the same time there is going to be a public examination based on them.

The Textbook Society expresses grateful thanks to the chairpersons, writers, scrutinisers, artists, staff of DIETs and CTEs and the members of the Editorial Board and printers in helping the Text Book Society in producing these textbooks. A few works of some writers and poets have been included in these textbooks. The textbook society is extremely grateful to them for giving their consent for the inclusion of these pieces in the textbooks.

Prof. G S Mudambadithaya
Coordinator
Curriculum Revision and Textbook Preparation
Karnataka Textbook Society®
Bengaluru - 85

Nagendra Kumar
Managing Director
Karnataka Textbook Society®
Bengaluru - 85

©KTBS
Not to be republished

عرضِ مدعا

دسویں جماعت زبان اول کی نصابی کتاب ''نو بہارِ ادب'' قومی درسیات کا خاکہ......2005ء کے نکات کی روشنی میں تیار کی گئی ہے۔نصاب کی تدوین وترتیب کے دوران نہ صرف دوسری ریاستوں کے تعلیمی نصاب کو پیشِ نظر رکھا گیا، بلکہ پچھلی جماعت کے معیار اور طلبہ کے مزاج کو اولیت دی گئی ہے۔زبان کی تدریس سے متعلق قومی درسیاتی خاکے میں شامل نکات جیسے سماجی مساوات، اخلاقی اقدار، قومی یکجہتی، سماجی حصے داری کے علاوہ کامیاب زندگی کے لئے درکار مہارتوں جیسے قوتِ فیصلہ، قوتِ برداشت، احساسِ یگانگت اور شخصی روابط کو فروغ دینے والے موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے۔

زیرِ مطالعہ درسی کتاب کی مشمولات کا انتخاب کرناٹک ٹکسٹ بک کمیٹی کے فراہم کردہ خاکے کے مدنظر ترتیب دیا گیا ہے گو مخصوص عنوانات پر محیط ادبی فن پاروں کی تلاش میں دقتیں پیش آئیں۔اس کے باوجود اس کتاب میں طلبہ کو اردو زبان وادب کے اصناف سے متعارف کرانے کی بھر پور سعی کی گئی ہے۔نثر اور نظم کا حصہ کلاسیکی اور جدید ادب کے فن پاروں پر مشتمل ہے۔نثری حصے میں شخصیات، افسانہ، خودنوشت کے علاوہ مختلف قسم کے مضامین شامل ہیں۔جب کہ شعری حصہ حمد، نعت، مرثیہ، مختلف ہیئتوں میں لکھی گئی نظموں، غزلوں اور رباعیوں پر مشتمل ہے۔

اس درسی کتاب کے اسباق کے متن سے پہلے تخلیق اور تخلیق کار کی ذیلی سرخیوں کے تحت اجمالی انداز میں معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ اسباق میں پہلی بار فرہنگ کے تحت طلبہ کو لغت کی افادیت سے متعلق سمجھایا گیا ہے۔دو چار اسباق میں الفاظ کو لغوی اعتبار سے ترتیب دیا گیا ہے اور اگلے اسباق میں اس سے متعلق سوالات پوچھے گئے ہیں۔الفاظ کے صحیح تلفظ کی ادائیگی کیلئے اعراب اور اُس سے متعلق مشق بھی دی گئی ہے۔ادب فہمی اور ادبی ذوق کو فروغ دینے کے لئے نثری اور شعری بیان کے معنوی حسن کی جانب توجہ دلائی گئی ہے۔طلبہ کی تفہیمی صلاحیت کی جانچ کے لئے اسی نوعیت کے سوالات ترتیب دیئے گئے ہیں۔سوالات کا تیسرا حصہ طلبہ کی خود آموزی کے عمل کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ٹکسٹ بک کمیٹی کی ہدایت کے مطابق زیادہ سے زیادہ لسانی مشقوں، اور سرگرمیوں کو شامل کیا گیا ہے۔2005ء کے درسی خاکے میں تخلیقی مزاج (Cerative Sprit) اور تعمیری طریقۂ عمل (Constructive Approach) کی پرزور سفارش کی گئی ہے۔اس لئے مشقوں میں ان نکات کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ اس کے لئے تفہیمی مشقوں اور عملی سرگرمیوں کے علاوہ اضافی معلومات پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ جہاں تک قواعد کی تدریس کا تعلق ہے عام روایتی تعارفی قواعد کے بجائے عملی قواعد کو ترجیح دی گئی ہے۔عموماً متعلقہ سبق سے مثالیں دے کر جملوں کے اقسام کی وضاحت کی گئی ہے۔اس غرض سے مشقوں کے سوالات کی نوعیت میں تبدیلی کی گئی ہے تاکہ طلبہ کی تخلیقی صلاحیتوں میں اضافہ ہو، وہ غور وفکر کرنے پر آمادہ ہوں اور رٹنے کی عادت سے چھٹکارا پا سکیں۔

طلبہ میں سننے، بولنے، پڑھنے اور لکھنے کی بنیادی صلاحیتیں ثانوی جماعتوں تک فروغ پاتی ہیں۔ہائی اسکول کی سطح پر زبان وادب کی تدریس پر توجہ دینا لازمی ہے۔زبان کی تفہیم اور ترسیل کے لئے بہتر نصاب کی تدوین کے ساتھ ساتھ موثر طریقۂ تدریس بھی نہایت ضروری ہے۔طلبہ کو حرف شناسی، زبان دانی، قواعد شناسی، ادب شناسی، آزادانہ غور وفکر، تبادلہ خیال اور مافی الضمیر کے اظہار پر قدرت حاصل کرنے کے قابل بنانا استاد کا اولین فریضہ ہے۔

اساتذہ سے امید کی جاتی ہے کہ وہ تدریس کی منصوبہ بندی میں مذکورہ بالا نکات کو اہمیت دیں۔طلبہ نہ صرف ہمارے مذہبی، تہذیبی اور سماجی مسائل کو سمجھنے کے قابل بنیں، بلکہ ان میں ادبی فن پاروں سے لطف اندوز ہونے کی اہلیت بھی پیدا ہو۔

غرض نو بہارِ ادب (برائے دسویں جماعت) کو دلکش، دلچسپ، فکر انگیز اور منفرد بنانے کی حتی الامکان کوشش کی گئی ہے۔ہم کرناٹک ٹکسٹ بکس سوسائٹی بنگلورو کے اربابِ مجاز کے شکرگزار ہیں، جن کے تعاون اور مفید مشوروں سے یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

صدر وارا کین

نصابی کمیٹی برائے دسویں جماعت، زبان اول

©KTBS Not to be republished

مجالسِ نظرِ ثانی برائے نصابی کتاب

صدرِ مجالس:

پروفیسر برگوررا ماچندر پّا، مجلسِ نظرِ ثانی برائے ریاستی نصابی کتاب، کرناٹک ٹیکسٹ بک سوسائٹی (رجسٹرڈ) بنگلورو۔

مجلسِ نظرِ ثانی

صدر:

پروفیسر سی۔ سید خلیل احمد، چیرمین، ڈپارٹمنٹ آف پی جی اسٹڈیز اینڈ ریسرچ اِن اردو، کوئمپو یونیورسٹی، سہیادری کالج، شیوا موگا-203 577

اراکین:

ڈاکٹر سید ثناء اللہ، اسوسیٹ پروفیسر اینڈ چیرمین، ڈپارٹمنٹ آف اردو، سہیادری سائنس کالج، شیوا موگا-3

محترمہ وحیدہ نسرین، ایجوکیشن آفیسر، ڈائرکٹریٹ برائے اردو اور دیگر اقلیتی لسانی مدارس، بنگلورو۔

جناب سلیمان خمار، ایل آئی جی-83 جال نگر، وجے پورہ-101 586

جناب اختر سہیل، معاون معلم، فاروقیہ بوائس ہائی اسکول، تلک نگر، میسورو-001 570

محترمہ مہرالنساء بیگم۔ کے۔ مکاندار، اردو معلّمہ، گورنمنٹ اردو ہائی اسکول، جمکھنڈی، ضلع باگل کوٹ۔

محترمہ سائرہ بانو، معاون معلّمہ، گورنمنٹ مسلم رسیڈنشیل اسکول، سری رنگاپٹن، ضلع منڈیا۔

محترمہ حبیبہ خانم، معاون معلّمہ، گورنمنٹ اردو لوئر پرائمری اسکول، یم۔ کے۔ محلّہ، رام نگر۔159 562

محترمہ شمع پروین سوداگر، معاون معلّمہ، گورنمنٹ اردو لوئر پرائمری اسکول، گاندھی پور ضلع ہاویری-110 581

اعلیٰ مجلسِ نظرِ ثانی

پروفیسر نورالدین، وظیفہ یاب پروفیسر، نمبر 1/13، سیکٹر 14، جیون بھیما نگر، بنگلورو-007 560

پروفیسر محمد اعظم شاہد، پروفیسر، گورنمنٹ فرسٹ گریڈ کالج، یلہنکا، بنگلورو-094 560

میر صلاح کار:

شری نرسمہیّا، مینیجنگ ڈائرکٹر، کرناٹک ٹیکسٹ بک سوسائٹی (رجسٹرڈ) بنگلورو-85

شریمتی سی۔ ناگامنی، اسسٹنٹ ڈائرکٹر، کرناٹک ٹیکسٹ بک سوسائٹی (رجسٹرڈ) بنگلورو-85

پروگرام کوآرڈینیٹر:

شری پانڈورنگا، سینئر اسسٹنٹ ڈائرکٹر، کرناٹک ٹیکسٹ بک سوسائٹی (رجسٹرڈ) بنگلورو-85

©KTBS Not to be republished

ಪರಿಷ್ಕರಣೆ ಕುರಿತು

ಒಂದರಿಂದ ಹತ್ತನೇ ತರಗತಿಯ ಪಠ್ಯಪುಸ್ತಕಗಳ ಬಗ್ಗೆ ಪ್ರಕಟಗೊಂಡ ಸಾರ್ವಜನಿಕ ಅಭಿಪ್ರಾಯಗಳನ್ನು ಗಮನಿಸಿ ಮಾನ್ಯ ಮುಖ್ಯಮಂತ್ರಿಯವರೂ ಅರ್ಥಸಚಿವರೂ ಆಗಿರುವ ಶ್ರೀ ಸಿದ್ದರಾಮಯ್ಯನವರು ತಮ್ಮ ೨೦೧೪–೧೫ ರ ಬಜೆಟ್‌ನಲ್ಲಿ ತಜ್ಞರ ಸಮಿತಿಯನ್ನು ರಚಿಸುವ ಘೋಷಣೆ ಮಾಡಿದರು. ತಜ್ಞರು ಅನುಸರಿಸಬೇಕಾದ ಮೂಲ ಆಶಯವನ್ನು ಹೀಗೆ ಹೇಳಿದರು: "ಪಠ್ಯಪುಸ್ತಕಗಳನ್ನು ಸಾಮಾಜಿಕ ಸಾಮರಸ್ಯ, ನೈತಿಕಮೌಲ್ಯಗಳು, ವ್ಯಕ್ತಿತ್ವವಿಕಸನ, ವೈಜ್ಞಾನಿಕ ಮತ್ತು ವೈಚಾರಿಕ ಮನೋಭಾವ, ಜಾತ್ಯತೀತತೆ ಮತ್ತು ರಾಷ್ಟ್ರೀಯ ಬದ್ಧತೆಗಳಿಗೆ ಅನುವಾಗುವಂತೆ ತಜ್ಞರ ಸಮಿತಿಯನ್ನು ಪುನರ್ ರಚಿಸಲಾಗುವುದು" ಇದು ಬಜೆಟ್ ಭಾಷಣದಲ್ಲಿ ಸಾದರಪಡಿಸಿದ ಆಶಯ.

ಆನಂತರ ಶಿಕ್ಷಣ ಇಲಾಖೆಯು ಒಂದರಿಂದ ಹತ್ತನೇ ತರಗತಿಯವರೆಗಿನ ಪಠ್ಯಪುಸ್ತಕಗಳ ಪರಿಷ್ಕರಣೆಗಾಗಿ ೨೭ ಸಮಿತಿಗಳನ್ನು ರಚಿಸಿ ದಿನಾಂಕ: ೨೪.೧೧.೨೦೧೫ ರಂದು ಆದೇಶಹೊರಡಿಸಿತು. ಈ ಸಮಿತಿಗಳು ವಿಷಯವಾರು ಮತ್ತು ತರಗತಿವಾರು ಮಾನದಂಡಕ್ಕನುಗುಣವಾಗಿ ರಚಿತವಾದವು. ವಿವಿಧ ಪಠ್ಯವಿಷಯಗಳಿಗೆ ಸಂಬಂಧಿಸಿದ ತಜ್ಞರು, ಅಧ್ಯಾಪಕರು ಈ ಸಮಿತಿಗಳಲ್ಲಿದ್ದಾರೆ. ಈಗಾಗಲೇ ಲಿಖಿತವಾಗಿ ಬಂದಿರುವ ಅನೇಕ ಆಕ್ಷೇಪಗಳು ಮತ್ತು ವಿಶ್ಲೇಷಣೆಗಳನ್ನು ಪರಿಶೀಲಿಸಿ, ತಪ್ಪು ಒಪ್ಪುಗಳ ಬಗ್ಗೆ ನಿರ್ಣಯಿಸಿ ಪಠ್ಯಪುಸ್ತಕಗಳನ್ನು ಪರಿಷ್ಕರಿಸುವ ಹೊಣೆಹೊತ್ತ ಈ ಸಮಿತಿಗಳಿಗೆ 'ಅಗತ್ಯವಿದ್ದಲ್ಲಿ ಪಠ್ಯವಸ್ತುವನ್ನು ಪರಿಷ್ಕರಿಸಿ ನಂತರ ಪಠ್ಯಪುಸ್ತಕಗಳನ್ನು ಪರಿಷ್ಕರಿಸುವ' ಸ್ವಾತಂತ್ರ್ಯವನ್ನು ೨೪.೧೧.೨೦೧೫ರ ಆದೇಶದಲ್ಲೇ ನೀಡಲಾಗಿತ್ತು. ಆನಂತರ ೧೯.೦೯.೨೦೧೫ ರಂದು ಹೊಸ ಆದೇಶ ಹೊರಡಿಸಿ 'ಅಗತ್ಯವಿದ್ದಲ್ಲಿ ಪುನರ್ ರಚಿಸುವ' ಸ್ವಾತಂತ್ರ್ಯವನ್ನು ನೀಡಲಾಯಿತು. ಹೀಗೆ ಸಮಗ್ರ ಪರಿಷ್ಕರಣೆಗೊಂಡ ಪಠ್ಯಪುಸ್ತಕಗಳನ್ನು ೨೦೧೬–೧೭ ರ ಬದಲು ೨೦೧೭–೧೮ನೇ ಶೈಕ್ಷಣಿಕ ವರ್ಷದಲ್ಲಿ ಜಾರಿಗೊಳಿಸಲಾಗುವುದೆಂದು ಇದೇ ಆದೇಶದಲ್ಲಿ ತಿಳಿಸಲಾಯಿತು.

ಅನೇಕ ವ್ಯಕ್ತಿಗಳೂ ಸಂಘಟನೆಗಳೂ ಸ್ವಯಂಪ್ರೇರಿತರಾಗಿ ಪಠ್ಯಪುಸ್ತಕಗಳ ಮಾಹಿತಿದೋಷ, ಆಶಯದೋಷಗಳನ್ನು ಪಟ್ಟಿಮಾಡಿ ಶಿಕ್ಷಣ ಸಚಿವರಿಗೆ, ಪಠ್ಯಪುಸ್ತಕ ಸಂಘಕ್ಕೆ ಕಳುಹಿಸಿದ್ದರು. ಅವುಗಳ ಪರಿಶೀಲನೆಮಾಡಿದ್ದಲ್ಲದೆ, ಸಮಿತಿಗಳಾಚೆಗೆ ಅನೇಕ ಸಂವಾದಗಳನ್ನು ಏರ್ಪಡಿಸಿ ವಿಚಾರ ವಿನಿಮಯ ಮಾಡಿಕೊಂಡಿದ್ದೇವೆ. ಪ್ರಾಥಮಿಕ ಮತ್ತು ಪ್ರೌಢಶಾಲಾ ಅಧ್ಯಾಪಕರ ಸಂಘಗಳ ಜೊತೆ ಚರ್ಚಿಸಿದ್ದಲ್ಲದೆ ಪ್ರಶ್ನಾವಳಿ ಸಿದ್ಧಪಡಿಸಿ ಅಧ್ಯಾಪಕರಿಗೆ ನೀಡಿ ಅಭಿಪ್ರಾಯಗಳನ್ನು ಸಂಗ್ರಹಿಸಲಾಗಿದೆ. ಅಧ್ಯಾಪಕರು, ವಿಷಯಪರಿವೀಕ್ಷಕರು ಮತ್ತು ಡಯಟ್ ಪ್ರಾಂಶುಪಾಲರ ಪ್ರತ್ಯೇಕ ಸಭೆಗಳನ್ನು ನಡೆಸಿ ವಿಶ್ಲೇಷಣಾತ್ಮಕ ಅಭಿಮತಗಳನ್ನು ಪಡೆಯಲಾಗಿದೆ. ವಿಜ್ಞಾನ, ಸಮಾಜವಿಜ್ಞಾನ, ಗಣಿತ, ಭಾಷೆ ಸಾಹಿತ್ಯಗಳಿಗೆ ಸಂಬಂಧಿಸಿದ ತಜ್ಞರಿಗೆ ಮೊದಲೇ ಪಠ್ಯಪುಸ್ತಕಗಳನ್ನು ಕಳುಹಿಸಿ ಆನಂತರ ಸಭೆ ನಡೆಸಿ ಚರ್ಚಿಸಲಾಗಿದೆ.

© KTBS Not to be republished

ಬಹುಮುಖ್ಯವಾದ ಇನ್ನೊಂದು ಸಂಗತಿಯನ್ನು ಇಲ್ಲಿ ಹೇಳಬೇಕು. ಕೇಂದ್ರೀಯ ಶಾಲಾ (ಎನ್.ಸಿ.ಇ.ಆರ್.ಟಿ) ಪಠ್ಯಪುಸ್ತಕಗಳ ಜೊತೆ ರಾಜ್ಯದ ಪಠ್ಯಪುಸ್ತಕಗಳನ್ನು ತೌಲನಿಕವಾಗಿ ಅಧ್ಯಯನ ಮಾಡಿ ಸಲಹೆಗಳನ್ನು ನೀಡಲು ವಿಜ್ಞಾನ, ಗಣಿತ ಮತ್ತು ಸಮಾಜವಿಜ್ಞಾನಕ್ಕೆ ಸಂಬಂಧಿಸಿದಂತೆ ತಜ್ಞರ ಮೂರು ಸಮಿತಿಗಳನ್ನು ರಚಿಸಲಾಯಿತು. ಈ ಸಮಿತಿಗಳು ನೀಡಿದ ತೌಲನಿಕ ವಿಶ್ಲೇಷಣೆ ಮತ್ತು ಸಲಹೆಗಳನ್ನು ಆಧರಿಸಿ ರಾಜ್ಯ ಪಠ್ಯಪುಸ್ತಕಗಳ ಗುಣಮಟ್ಟವನ್ನು ಹೆಚ್ಚಿಸಲಾಗಿದೆ. ಕೇಂದ್ರೀಯ ಶಾಲಾ ಪಠ್ಯಪುಸ್ತಕಗಳಿಗಿಂತ ನಮ್ಮ ರಾಜ್ಯದ ಪಠ್ಯಪುಸ್ತಕಗಳ ಗುಣಮಟ್ಟ ಕಡಿಮೆಯಾಗದಂತೆ ಕಾಯ್ದುಕೊಳ್ಳಲಾಗಿದೆ. ಜೊತೆಗೆ ಆಂಧ್ರ, ತಮಿಳುನಾಡು, ಮಹಾರಾಷ್ಟ್ರ ರಾಜ್ಯಗಳ ಪಠ್ಯಪುಸ್ತಕಗಳ ಜೊತೆ ನಮ್ಮ ಪಠ್ಯಪುಸ್ತಕಗಳನ್ನು ಪರಿಶೀಲಿಸಲಾಗಿದೆ.

ಇನ್ನೊಂದು ಸ್ಪಷ್ಟನೆಯನ್ನು ನೀಡಲು ಬಯಸುತ್ತೇನೆ. ನಮ್ಮ ಸಮಿತಿಗಳು ಮಾಡಿರುವುದು ಪರಿಷ್ಕರಣೆಯೇ ಹೊರತು ಪಠ್ಯಪುಸ್ತಕಗಳ ಸಮಗ್ರ ರಚನೆಯಲ್ಲ. ಆದ್ದರಿಂದ ಈಗಾಗಲೇ ರಚಿತವಾಗಿರುವ ಪಠ್ಯಪುಸ್ತಕಗಳ ಸ್ವರೂಪಕ್ಕೆ ಎಲ್ಲಿಯೂ ಧಕ್ಕೆಯುಂಟುಮಾಡಿಲ್ಲ. ಲಿಂಗತ್ವ ಸಮಾನತೆ, ಪ್ರಾದೇಶಿಕ ಪ್ರಾತಿನಿಧ್ಯ, ರಾಷ್ಟ್ರೀಯ ಸಮಗ್ರತೆ, ಸಮಾನತೆ, ಸಾಮಾಜಿಕ ಸಾಮರಸ್ಯಗಳ ಹಿನ್ನೆಲೆಯಲ್ಲಿ ಕೆಲವು ಪರಿಷ್ಕರಣೆಗಳು ನಡೆದಿವೆ. ಹೀಗೆ ಪರಿಷ್ಕರಿಸುವಾಗ ರಾಷ್ಟ್ರೀಯ ಪಠ್ಯಕ್ರಮ ಚೌಕಟ್ಟು ಮತ್ತು ರಾಜ್ಯ ಪಠ್ಯಕ್ರಮ ಚೌಕಟ್ಟುಗಳನ್ನು ಮೀರಿಲ್ಲವೆಂದು ತಿಳಿಸಬಯಸುತ್ತೇವೆ, ಜೊತೆಗೆ ನಮ್ಮ ಸಂವಿಧಾನದ ಆಶಯಗಳನ್ನು ಅನುಸರಿಸಲಾಗಿದೆ. ಸಮಿತಿಗಳು ಮಾಡಿದ ಪರಿಷ್ಕರಣೆಯನ್ನು ಮತ್ತೊಮ್ಮೆ ಪರಿಶೀಲಿಸಲು ವಿಷಯವಾರು ಉನ್ನತ ಪರಿಶೀಲನ ಸಮಿತಿಗಳನ್ನು ರಚಿಸಿ ಅಭಿಪ್ರಾಯಪಡೆದು ಅಳವಡಿಸಲಾಗಿದೆ.

ಹೀಗೆ ಕ್ರಮಬದ್ಧವಾಗಿ ನಡೆದ ಕೆಲಸಕ್ಕೆ ತಮ್ಮನ್ನು ತಾವು ಸಂಪೂರ್ಣ ತೊಡಗಿಸಿಕೊಂಡ ೨೭ ಸಮಿತಿಗಳ ಅಧ್ಯಕ್ಷರು ಮತ್ತು ಸದಸ್ಯರನ್ನು ಹಾಗೂ ಉನ್ನತ ಪರಿಶೀಲನಾ ಸಮಿತಿಯ ಸಮಸ್ತರನ್ನು ಕೃತಜ್ಞತೆಯಿಂದ ನೆನೆಯುತ್ತೇವೆ. ಅಂತೆಯೇ ಸಮಿತಿಗಳ ಕೆಲಸ ಸುಗಮವಾಗಿ ನಡೆಯುವಂತೆ ವ್ಯವಸ್ಥೆಮಾಡಲು ಕಾರ್ಯಕ್ರಮ ಅಧಿಕಾರಿಗಳಾಗಿ ನಿಷ್ಠೆಯಿಂದ ದುಡಿದ ಪಠ್ಯಪುಸ್ತಕ ಸಂಘದ ಎಲ್ಲಾ ಅಧಿಕಾರಿಗಳನ್ನೂ ನೆನೆಯುತ್ತೇವೆ. ಸಹಕರಿಸಿದ ಸಿಬ್ಬಂದಿಗೂ ನಮ್ಮ ವಂದನೆಗಳು. ಅಭಿಪ್ರಾಯ ನೀಡಿ ಸಹಕರಿಸಿದ ಸರ್ವ ಸಂಘಟನೆಗಳು ಮತ್ತು ತಜ್ಞರಿಗೆ ಧನ್ಯವಾದಗಳು.

(ನರಸಿಂಹಯ್ಯ)
ವ್ಯವಸ್ಥಾಪಕ ನಿರ್ದೇಶಕರು
ಕರ್ನಾಟಕ ಪಠ್ಯಪುಸ್ತಕ ಸಂಘ (ರಿ)
ಬೆಂಗಳೂರು-೮೫

(ಪ್ರೊ. ಬರಗೂರು ರಾಮಚಂದ್ರಪ್ಪ)
ಸರ್ವಾಧ್ಯಕ್ಷರು
ರಾಜ್ಯ ಪಠ್ಯಪುಸ್ತಕ ಪರಿಷ್ಕರಣ ಸಮಿತಿ
ಕರ್ನಾಟಕ ಪಠ್ಯಪುಸ್ತಕ ಸಂಘ (ರಿ)
ಬೆಂಗಳೂರು-೮೫

© KTBS Not to be republished

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	اصناف	تخلیق کار	صفحہ نمبر
1	حمد	(نظم)	ڈاکٹر صغریٰ عالم	1
2	حجۃ الوداع	(خطبہ)	سید سلیمان ندوی	6
3	نعت	(نظم)	ماہر القادری	15
4	بدایوں کے شام وسحر	(خودنوشت سوانح سے اقتباس)	ادا جعفری	19
5	آمد بہار	(نظم)	شوق قدوائی	27
6	جواہر لال نہرو کی اُردو دوستی	(مضمون)	محمد رفیع انصاری	31
7	رشوت	(نظم)	جوش ملیح آبادی	39
8	قولِ فیصل	(تقریر)	مولانا ابوالکلام آزاد	44
9	غزلیں (حصہ الف)	غزل	حسن شوقی، غالب، اصغر گونڈوی	52
10	جگنو	(نظم)	فراق گورکھپوری	66
11	درشتی	(افسانہ)	زہرہ جمال	70
12	مرثیہ	(نظم)	میر انیس	80
13	سویرے جو کل آنکھ میری کھلی	(مزاحیہ مضمون)	پطرس بخاری	85
14	سرحدوں کا جال	(آزاد نظم)	سلیمان خمار	96
15	زعفران	(معلوماتی مضمون)	نصابی کمیٹی	99
16	مچھر کا الٹی میٹم	(مزاحیہ نظم)	دلاور فگار	107
17	طوطیٔ ہند۔ امیر خسرو	(مضمون)	نصابی کمیٹی	111
18	غزلیں (حصہ ب)	غزل	اقبال، مجاز، حمیدالماس، خلیل مامون	120
19	رباعیات	(نظم)	شاد عظیم آبادی، تلوک چند محروم، بیکل اتساہی، اعجاز احسنی،	134
20	سوالی پرچہ کا نمونہ	-	نظر ثانی کمیٹی	138

©KTBS Not to be republished

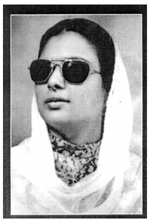

ڈاکٹر صغریٰ عالم

سبق:1

حمد

تخلیق: لفظ ’’حمد‘‘ مدح سے مشتق ہے۔ مدح کے معنی تعریف کے ہیں۔ خدا کی تعریف میں لکھی گئی نظم کو حمد کہتے ہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفات ظاہر کرنے والے اسماء اور اس کی نعمتوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ شاعر بخشش کا طلب گار رہتا ہے۔ حمد عموماً غزل کی ہیئت میں لکھی جاتی ہے۔ اکثر شعراء اپنے مجموعہ کلام کی ابتدا حمد سے کرتے ہیں۔

ذیل کی حمد میں شاعرہ نے مخصوص و منفرد انداز میں ربِ ذوالجلال کی حمد و ثنا کی ہے۔ پہلے شعر میں خالقِ کائنات کی ابدیت۔ دوسرے شعر میں اس کی نعمتوں کا بیان، تیسرے شعر میں عشقِ الٰہی اور چوتھے شعر میں اللہ تعالیٰ کے اسما اور صفات کا ذکر ہے اور مقطع میں یومِ دین کے مالک سے بخشش کی گذارش ہے۔

تخلیق کار: نام صغریٰ بیگم، قلمی نام صغریٰ عالم۔ 18 رجنوری 1938ء کو ضلع کلبرگی کے ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئیں۔ ابتدائی تعلیم کلبرگی میں پائی، یہیں درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے ہوئے خانگی طور پر ایم۔اے، بی۔ایڈ اور پی۔ ایچ ڈی کی ڈگریاں حاصل کیں۔

ڈاکٹر صغریٰ عالم ہماری ریاست کی نامور شاعرہ ہیں۔ ’’حیطۂ صدف‘‘ ’’بیت الحروف‘‘ ’’صف ریحان‘‘ ’’قوسِ قزح‘‘ ’’حنائے غزل‘‘ ان کے شعری مجموعے ہیں۔ ’’کفِ میزان‘‘ تنقیدی مجموعہ ہے۔ ان کے نعتیہ و حمدیہ کلام کے مجموعے، محرابِ دعا اور بابِ جبرئیل، عشقِ الٰہی اور عشقِ محمدی کا ثبوت ہیں۔ انھوں نے دوہے بھی لکھے۔ موصوفہ کی نثری تصانیف بھی شائع ہوئی ہیں۔ صغریٰ عالم کو ان کی تدریسی اور ادبی خدمات پر مختلف اعزازات سے نوازا گیا۔ 10 رمارچ 2010ء کو ان کا انتقال ہوا۔

©KTBS
Not to be republished

صدائے کن سے ابد تک شباب تیرا ہے
عیاں بھی تو ہے اور پنہاں حجاب تیرا ہے

کسی بھی در سے اجالوں کی بھیک کیا مانگیں
اندھیری شب بھی تری آفتاب تیرا ہے

صنم ترے ہیں، خدا ناشناس بھی تیرے
نمازِ عشق کا ہر اک نصاب تیرا ہے

رضا تری ہے، غفورالرحیم بھی تو ہے
غضب و قہر بھی تیرا، ثواب تیرا ہے

دمِ وداع ہے صغریٰ کو بخش دے یارب
تو یومِ دین کا مالک، حساب تیرا ہے

فرہنگ:

I (الف) الفاظ ومعانی:

(نوٹ: الفاظ کے معنی سے پہلے قوسین میں دیئے گئے اشارات یعنی ع، ف سے عربی، فارسی اور مث سے مونث، مذ سے مذکر اور صف سے صفت مراد ہے۔)

صدا	=	(ع۔مث) گونج، گنبد کی آواز	ابد	=	(ع۔مذ) ہمیشگی، دوام
عیاں	=	(ع۔صف) ظاہر، علانیہ، نمودار	حجاب	=	(ع۔مذ) پردہ، اوٹ، حیا، شرم، لحاظ
پنہاں	=	(ف۔صف) چھپا ہوا، پوشیدہ	یوم	=	(ع۔مذ) روز، دن، تاریخ
صنم	=	(ع۔مذ) بُت، دلبر، پیارا	غضب	=	(ع۔مذ) قہر، غصّہ

کن = (ع۔صیغۂ امر حاضر) ہو جا (اللہ تعالیٰ کو جب کائنات کا پیدا کرنا منظور ہوا تو یہ لفظ فرمایا)

صغریٰ = (ع۔ا۔مث) چھوٹی لڑکی، سب سے چھوٹی چیز، یہاں بطور تخلص استعمال کیا گیا ہے۔

نصاب = (ع۔مذ) متعین شدہ درس، سرمایہ، پونجی، وہ مال جس پر زکوٰۃ دینا واجب ہے۔

©KTBS Not to be republished

(ب) مرکبات:

صدائے کن = خدا کی آواز جو اس نے دنیا بنانے کے لئے دی تھی

ناشناس = ناواقف

غفورالرحیم = خدا کے اسماء صفات (معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا)

دمِ وداع = آخری وقت (موت کی گھڑی)

یومِ دین = حشر کا دن

نمازِ عشق = نماز سے محبت

II (الف) ایک جملے میں جواب لکھئے۔

۱) اللہ تعالیٰ کی کس صدا سے دنیا وجود میں آئی؟

۲) شاعرہ کسی اور در سے اُجالا کیوں نہیں مانگنا چاہتی ہیں؟

۳) نمازِ عشق کے نصاب کا کیا مطلب ہے؟

۴) دمِ وداع شاعرہ کس سے بخشش کی طلب گار ہے؟

۵) حمد کے چوتھے شعر میں اللہ کے کس نام کا ذکر ہے؟

(ب) اس حمد کا خلاصہ لکھئے۔

III (الف) اشعار کا مطلب لکھئے۔

۶) صنم ترے ہیں، خدا ناشناس بھی تیرے
نمازِ عشق کا ہر اک نصاب تیرا ہے

۷) رضا تیری ہے، غفورالرحیم بھی تو ہے
غضب و قہر بھی تیرا، ثواب تیرا ہے

(ب) اس حمد کو زبانی یاد کیجئے۔

IV (الف) موزوں جواب کی نشاندہی کیجئے۔

۸) لفظ ''حمد'' کس لفظ سے مشتق ہے؟

(الف) مدعا (ب) مدح (ج) مداوا (د) مراد

©KTBS Not to be republished

۹) ''صدائے کن سے ابد تک شباب تیرا ہے۔ شباب سے مراد

(الف) دین و دُنیا (ب) خدا کا جلوہ (ج) چاند اور سورج (د) جوانی

۱۰) خدا ناشناس کا مطلب ہے۔

(الف) ایمان نہ رکھنے والے (ب) جاہل (ج) بے وقوف (د) معصوم

۱۱) ''یومِ دین'' سے مراد ہے۔

(الف) وحشت کا دن (ب) حشر کا دن (ج) خوشی کا دن (د) ملاقات کا دن

۱۲) نمازِ عشق کے معنی ہیں؟

(الف) نماز سے محبت (ب) عبادت کی دیوانگی (ج) نمازِ حاجت (د) عبادت کا حکم

۱۳) عموماً شعراء مجموعہ کلام کی ابتدا اس صنف سے کرتے ہیں۔

(الف) نعت (ب) مناجات (ج) حمد (د) قصیدہ

(ب) اضداد لکھیے۔

ابد x .... عیاں x .... خدا شناس x ....

اجالا x .... شب x .... صغریٰ x ....

قہر x .... دن x ....

(ج) پہلے دو لفظوں کی مناسبت سے تیسرے لفظ کا جوڑ لکھیے۔

(1) نعت : حضور ﷺ کی تعریف : : حمد : ....

(2) ازل : ابد : : پنہاں : ....

(3) بابِ جبرئیل : نعتیہ و حمدیہ مجموعہ : : کفِ میزان: ....

(4) سدا : ہمیشہ : : صدا : ....

©KTBS Not to be republished

(د) الفاظ سازی:

ذیل میں دیئے گئے لفظوں میں شامل حروف کی مدد سے تین الفاظ بنایئے۔

مثال:	شباب	=	شب،	باب،	اب
	نماز	=	....	....	....
	پنہاں	=	....	....	....
	آفتاب	=	....	....	....
	مالک	=	....	....	....

نثر و نظم کا فرق:

- ہمارا ہندوستان سارے جہاں سے اچھا ہے۔ (جملہ)
- سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا (مصرعہ)

مذکورہ بالا پہلی مثال نثر کی ہے اور دوسری مثال نظم یعنی شاعری کی۔ دونوں میں یکساں الفاظ ہونے کے باوجود ان کی ترتیب میں یکسانیت نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ نظم الفاظ کی مخصوص ترتیب اور موزونیت کا نام ہے جس سے شاعری میں آہنگ اور روزن پیدا ہوتا ہے۔

شاعری میں اوزان اور ان کا علم ہی علمِ عَرُوض کہلاتا ہے۔ یعنی علمِ عَرُوض وہ علم ہے جس کے ذریعے شعر کا وزن یا ارکان کی تکرار معلوم کی جاتی ہے۔ ارکان کی تکرار سے پیدا ہونے والے مخصوص وزن کو بحر کہتے ہیں۔

(ارکان: وہ مقررہ الفاظ جن سے بحر بنتی ہے)

(بحر: ارکان کی تکرار سے جب کوئی وزن پیدا ہوتا ہے تو اُسے بحر کہتے ہیں)

سرگرمی: اردو کے مشہور شعراء کا حمدیہ کلام جمع کیجئے۔

☆☆☆

©KTBS Not to be republished

سبق: 2

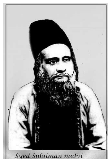

حجۃ الوداع

سید سلیمان ندوی

تخلیق: یہ مضمون سید سلیمان ندوی کی سیرت پاکؐ پر لکھی گئی کتاب ''رحمتِ عالم'' کا حصہ ہے۔ جس میں حضورؐ کے حجۃ الوداع کا خطبہ پیش کیا گیا ہے، اس خطبہ میں معاملاتِ زندگی، حقوق باہمی، آدابِ معاشرت، حسنِ سلوک اور رواداری کے جو اصول پیش کئے گئے ہیں وہ اپنی نظیر آپ ہیں۔ خطبہ کا ہر لفظ اور ہر جملہ، ساری انسانیت کے لئے مشعلِ راہ ہے۔

تخلیق کار: سید سلیمان ندوی ریاست بہار کے پٹنہ ضلع کے ایک چھوٹے سے گاؤں ''دسنہ'' میں 1884ء کو پیدا ہوئے۔ وہ ایک جید عالم، مؤرخ اور محقق ہونے کے علاوہ ایک بلند پایہ نقاد بھی تھے۔ علامہ شبلیؒ کے شاگرد تھے، شبلیؒ کی لکھی ہوئی تصنیف ''سیرت النبی'' کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ سید سلیمان ندوی کا طرزِ تحریر سادہ اور دلکش ہے، رسالہ معارف، اعظم گڈھ کے برسوں ایڈیٹر رہے۔ تقسیمِ ہند کے بعد پاکستان چلے گئے اور وہیں 1953ء میں انتقال کیا۔ ارض القرآن، رحمتِ عالم، حیاتِ شبلی، خطباتِ مدراس، نقوشِ سلیمانی اور سیرتِ عائشہؓ آپ کی یادگار تصانیف ہیں۔

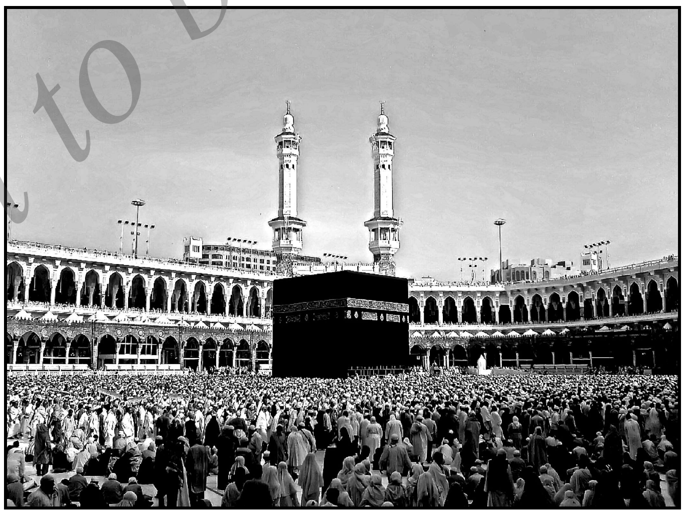

©KTBS Not to be republished

ذیقعدہ 10 ھ میں ہر طرف منادی ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سال حج کے ارادے سے مکہ معظّمہ تشریف لے جائیں گے۔ یہ خبر دفعتاً پورے عرب میں پھیل گئی اور سارا عرب ساتھ چلنے کے لئے اُمنڈ آیا، ذیقعدہ کی 26/ تاریخ کو آپؐ نے غسل فرمایا اور چادر تہمد باندھی اور ظہر کی نماز کے بعد مدینے سے باہر نکلے۔ مدینے سے چھ میل پر 'ذوالحلیفہ' کے مقام پر رات گزاری اور دوسرے دن دوبارہ غسل فرما کر دو رکعت نماز ادا کی اور احرام باندھ کر 'قصوا' نامی اونٹنی پر سوار ہوئے۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ہم نے نظر اٹھا کے دیکھا تو آگے پیچھے، دائیں بائیں جہاں تک نظر کام کرتی تھی آدمیوں کا جنگل نظر آتا تھا۔ جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لبیک فرماتے تو یہی نعرہ بلند ہوتا تھا اور دفعتاً پہاڑوں کی چوٹیاں اس کی جوابی آواز سے گونج اُٹھتیں۔ اس طرح منزل بہ منزل آپؐ آگے بڑھتے چلے یہاں تک کہ ذی الحجہ کی 5، تاریخ کو مکہ میں داخل ہوئے۔ کعبہ نظر آیا تو فرمایا، اے خدا! اس گھر کو عزت اور شرف دے۔ کعبہ کا طواف کیا، اور 'مقام ابراہیمؑ' میں کھڑے ہو کر دو رکعت نماز ادا کی اور 'صفا' کی پہاڑی پر چڑھ کر فرمایا:۔

''خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی اور اسی کی حمد ہے۔ وہی مارتا اور جلاتا ہے۔ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، کوئی خدا نہیں مگر وہی اکیلا خدا، اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اپنے بندے کی مدد کی اور اکیلے سارے جتھوں کو شکست دی''

عمرے سے فارغ ہو کر آپؐ نے دوسرے صحابیوں کو احرام کھول دینے کی ہدایت فرمائی۔ اسی وقت حضرت علیؓ مرتضیٰ یمنی حاجیوں کے ساتھ مکہ پہنچے۔ جمعرات کے روز آٹھویں ذی الحجہ کو آپؐ نے سارے مسلمانوں کے ساتھ 'منٰی' میں قیام فرمایا۔ دوسرے دن نویں ذی الحجہ کو صبح کی نماز پڑھ کر 'منٰی' سے روانہ ہوئے۔ عام مسلمانوں کے ساتھ 'عرفات' آ کر ٹھہرے، دوپہر ڈھل گئی تو 'قصوا' پر سوار ہو کر میدان میں آئے اور اسی اونٹنی پر بیٹھے بیٹھے حج کا خطبہ دیا۔ آج پہلا دن تھا کہ اسلام اپنے جاہ و جلال کے ساتھ نمودار ہوا اور جاہلیت کے سارے بے ہودہ مراسم مٹا دئے گئے، آپؐ نے فرمایا:

''ہاں! جاہلیت کے سارے دستور اور رسم و رواج میرے دونوں پاؤں کے نیچے ہیں۔ جاہلیت کے سارے خون کے بدلے ختم کر دیئے گئے اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کا خون ربیعہ بن حارث کے بیٹے کے انتقامی خون کے بدلہ لینے کا حق چھوڑتا ہوں (یعنی دشمن کو معاف کرتا ہوں) جاہلیت کے سود مٹاتا ہوں۔ وہ اپنے خاندان کا یعنی عباسؓ بن عبدالمطلب کا ہے۔''

©KTBS
Not to be republished

تمام عرب میں سودی کاروبار کا ایک جال بچھا تھا جس سے عرب کے غریب مزدور اور کاشت کار یہودی مہاجنوں اور عرب سرمایہ داروں کے ہاتھوں میں پھنسے تھے اور ہمیشہ کے لئے وہ ان کے غلام ہو جاتے تھے۔ آج اس جال کا تار تار الگ کیا جاتا ہے اور اس کے لئے بھی سب سے پہلے اپنے خاندان کا نمونہ پیش کیا جا رہا ہے۔

نیز فرمایا: ''عورتوں کے معاملے میں خدا سے ڈرو، تمھارا حق عورتوں پر ہے، اور عورتوں کا تم پر ہے۔ اپنے غلاموں کے حق میں انصاف کرو۔ جو خود کھاؤ وہ ان کو کھلاؤ۔ اور جو خود پہنو وہ ان کو پہناؤ۔ آپس میں تمھاری جان اور تمھارا مال ایک دوسرے کے لئے قیامت تک اتنا ہی عزت کے قابل ہے جتنا آج کا دن اس پاک مہینے میں اور اس پاک شہر میں۔''

عرب میں امن و امان نہ تھا، جان و مال کی کوئی قیمت نہ تھی اس لئے امن و سلامتی کا بادشاہ ساری دنیا کو صلح کا پیغام دیتا ہے۔

''ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں۔''

''ہاں! کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی بڑائی نہیں۔ تم سب ایک آدم کے بیٹے ہو اور آدم مٹی سے بنا تھا۔''

''میں تم میں ایک چیز چھوڑ جاتا ہوں۔ اگر تم نے اس کو مضبوط پکڑ لیا تو پھر کبھی گمراہ نہ ہو گے اور وہ خدا کی کتاب ہے۔''

(یہ فرما کر آپؐ نے مجمع کی طرف خطاب کیا) ''تم سے خدا کے ہاں، میری نسبت پوچھا جائے گا تو تم کیا جواب دو گے؟''

ایک لاکھ زبانوں نے ایک ساتھ گواہی دی: "ہم کہیں گے کہ آپؐ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا اور اپنا فرض ادا کر دیا۔" یہ سن کر آپؐ نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور تین بار فرمایا: ''اے خدا تو گواہ رہ۔''

عین اس وقت جب آپؐ نبوت کا یہ آخری فرض ادا کر رہے تھے، (قرآن کی آیت نازل ہوئی) جس کا ترجمہ یہ ہے۔ ''آج میں نے تمھارے لئے تمھارے دین کو پورا کر دیا، اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی۔ اور تمھارے لئے اسلام کے دین کو چن لیا۔''

خطبہ سے فارغ ہوئے تو حضرت بلالؓ نے اذاں دی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ ادا فرمائی۔ نماز سے فارغ ہو کر ناقہ پر سوار مسلمانوں کے ساتھ موقف تشریف لائے۔ اور وہاں کھڑے

©KTBS Not to be republished

ہو کر دیر تک قبلے کی طرف منہ کیئے ہوئے دعا وزاری میں مصروف رہے۔ جب آفتاب ڈوبنے لگا تو چلنے کی تیاری کی۔ دفعتاً ایک لاکھ آدمیوں کے سمندر میں تلاطم برپا ہو گیا۔ آپؐ آگے بڑھتے جاتے تھے اور ہاتھ سے اشارہ کرتے، زبان سے فرماتے جاتے تھے۔ ''لوگو! امن اور سکون کے ساتھ، لوگو! امن اور سکون کے ساتھ۔''

مغرب کا وقت تنگ ہو رہا تھا کہ سارا قافلہ 'مزدلفہ' کے مقام پر پہنچا۔ یہاں پہلے مغرب، پھر عشاء کی نماز ادا ہوئی۔ صبح سویرے فجر کی نماز پڑھ کر کنکریاں پھینکیں اور لوگوں سے خطاب کر کے فرمایا:

''مذہب میں خدا کی مقرر کی ہوئی حد سے آگے نہ بڑھنا، تم سے پہلی قومیں اسی سے برباد ہوئیں۔'' ''حج کے مسئلے سیکھ لو، میں نہیں جانتا کہ پھر حج کر سکوں گا۔''

یہاں سے نکل کر آپؐ 'منیٰ' میں تشریف لائے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناقہ پر سوار تھے۔ آپؐ نے آنکھیں اُٹھا کر اس عظیم الشان مجمع کو دیکھا تو نبوت کے 23 سال کے کارنامے نگاہوں کے سامنے تھے۔ زمین سے آسمان تک قبول اور اعتراف کا نور پھیلا تھا۔ اب ایک نئی شریعت، ایک نئے نظام اور ایک نئے عہد کا آغاز تھا۔ اسی عالم میں محمدؐ کی زبان سے یہ فقرے ادا ہوئے۔

''ہاں! اللہ نے آسمان اور زمین کو جب پیدا کیا تھا آج زمانہ پھر پھرا کر اسی فطرت پر آ گیا۔ تمھاری جانیں اور تمھاری ملکیتیں آپس میں ایک دوسرے کے لئے ویسی ہی عزت کے قابل ہیں جیسے آج کا دن، اس عزت کے مہینے میں اور اس عزت والی آبادی میں، ہاں دیکھنا! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ خود ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ تم کو خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے اور وہ تم سے تمھارے کاموں کی بابت پوچھے گا، اگر تم پر ایک کالا نکٹا غلام بھی سردار بنا دیا جائے جو تم کو خدا کی کتاب کے مطابق لے چلے تو اس کا کہا ماننا۔ اپنے پروردگار کی پرستش کرنا، پانچوں وقتوں کی نمازیں پڑھنا، رمضان کے مہینے کا روزہ رکھنا اور میرے حکموں کو ماننا۔ تم اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہو گے۔''

''ہاں! اب شیطان اس سے ناامید ہو گیا کہ تمہارے اس شہر میں اس کی پرستش پھر کبھی ہو گی۔ ہاں! چھوٹی چھوٹی باتوں میں اس کے کہنے میں آ جاؤ گے اور وہ اسی سے خوش ہو گا۔''

یہ کہہ کر آپؐ نے مجمع کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ''کیا میں نے اپنا پیغام پہنچا دیا؟'' ہر طرف سے آوازیں آنے لگیں۔'' ہاں! بے شک۔ فرمایا: ''خداوندا گواہ رہنا۔'' یہ کہہ کر ارشاد فرمایا: ''جو یہاں موجود ہے وہ اس

©KTBS Not to be republished

پیغام کو اس تک پہنچادے جو یہاں نہیں۔ یہ گویا تبلیغ کا وہ فریضہ تھا جو ہر مسلمان کی زندگی کا جز ہے۔ ان سب کے بعد آپؐ نے تمام مسلمانوں کو الوداع کہا۔'' حج کے دوسرے کاموں سے فرصت کر کے 14/ذی الحجہ کو فجر کی نماز خانۂ کعبہ میں پڑھ کر سارا قافلہ اپنے اپنے مقام کو روانہ ہوگیا۔ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے جھرمٹ میں مدینہ کی راہ لی۔

فرہنگ:

I (الف) الفاظ ومعانی:

احرام = (ع۔مث) عمرہ اور حج کا لباس یعنی حج کے موقعہ پر بغیر سلے پہنے جانے والے کپڑے
انتقام = (ع۔مذ) بدلہ، عوض   تلاطم = (ع۔مذ) لہر، طوفان، جوش
تہمد = (ار۔مذ) لنگی، تہبند   جتھ = (ہ۔مذ) جتھا، گروہ، جماعت، فرقہ
جمرہ = (ع۔مذ) وہ جگہ جہاں شیطان نے حضرت ابراہیمؑ کو بہکایا تھا۔
حجۃ الوداع = (ع۔مذ) آخری حج
شریعت = (ع۔مث) اسلامی قانون، طریقہ، اصول
طواف = (ع۔مذ) کسی چیز کے اردگرد گھومنا، کسی مقدس مقام کے گرد چکر لگانا۔
عجم = (ع۔مذ) عرب کے سوا باقی ممالک (مراد ایران)
قصوا = (ع۔مث) اونٹنی کا نام   دستور = (ع۔مذ) ڈھنگ، قاعدہ، رسم
مُزدلفہ = (ع۔مذ) منٰی اور عرفات کے درمیان واقع ایک مقام
مِنٰی = (ع۔مذ) مکہ سے 6 کلومیٹر پر واقع ایک مقام کا نام
ناقہ = (ع۔مث) اونٹنی   قافلہ = (ع۔مذ) کارواں، جماعت

(ب) مترادفات:

1) بندہ = غلام 2) بدلہ = انتقام 3) خون = لہو 4) خانہ = گھر 6) مہینہ = ماہ

(ج) اضداد:

آغاز x انجام   دعا x بددعا   آقا x غلام   امن x جنگ

©KTBS Not to be republished

II (الف) درجِ ذیل سوالات کے جوابات ایک جملہ میں لکھئے۔

۱) کس مقام پر حضورؐ نے صحابہؓ سے خطاب فرمایا؟

۲) حضورؐ نے کس ناقہ پرسوار ہوکر حج ادا کیا؟

۳) حضورؐ کس تاریخ کو حج کے لئے روانہ ہوئے؟

۴) حجۃ الوداع کے موقعہ پر مسلمانوں کی تعداد کتنی تھی؟

۵) مزدلفہ میں قیام کے دوران حضورؐ نے کون کونسی نمازیں ایک ساتھ ادا کیں؟

۶) حضورؐ نے عورتوں کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟

۷) خطبہ حجۃ الوداع کے بعد کس صحابیؓ نے اذاں دی؟

(ب) درجِ ذیل سوالات کے جوابات دوتین جملوں میں لکھئے۔

۸) نویں ذی الحجہ کو عازمینِ حج نے کیا کیا؟

۹) غلام اور خدام کے حسن سلوک کے بارے میں آپؐ نے کیا ارشاد فرمایا؟

۱۰) امراء اور حکام کی فرماں برداری کے بارے میں حضورؐ کا کیا حکم ہے؟

۱۱) ایامِ جاہلیت کے رسم و رواج کے تعلق سے حضورؐ نے کیا ارشاد فرمایا؟

(ج) درجِ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات لکھئے۔

۱۲) حجۃ الوداع کے موقعہ پر دئے گئے خطبہ میں حضورؐ نے حسن معاشرت سے متعلق کیا ارشاد فرمایا؟

۱۳) حضورؐ نے حجۃ الوداع کی تیاریاں کس طرح کیں؟

III (الف) مندرجہ ذیل جملوں کی بحوالہ متن وضاحت کیجئے۔

۱۴) ''ہم کہیں گے کہ آپؐ نے خدا کا پیغام پہنچادیا اور اپنا فرض ادا کردیا۔''

۱۵) ''اے خدا تو گواہ رہ۔''

۱۶) ''کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی بڑائی نہیں۔''

©KTBS Not to be republished

۱۷) ''لوگو! امن وسکون کے ساتھ، لوگو! امن وسکون کے ساتھ۔''

۱۸) ''جو یہاں موجود ہے وہ اس پیغام کو اس تک پہنچا دے جو یہاں نہیں۔''

(ب) جمع لکھیے۔

1) حکم 2) وقت 3) مقام 4) منزل 5) خطبہ

(ج) ان ذو معنی الفاظ کا معنوی فرق لکھیے۔

1) عَہد، عُہد 2) ماہ، ماہ 3) حق، حق 4) مہر، مہر

(د) مندرجہ ذیل غیر منقوط عبارت کو پڑھیے اور خط کشیدہ لفظوں کے ہم معنی منقوط لفظ لکھیے۔

''رسول اللہ ﷺ لوگوں سے ہم کلام ہوئے اور کہا ''محمد ہوں، ماحی ہوں، احمد ہوں، اس دور کے اہل علم سے لوگوں کو معلوم ہوا ہے کہ اک رسول مکہ مکرمہ کی وادی سے آئے گا اور اس کا اسم محمد ہوگا۔ اسی طمع کے لئے اس دور کے کئی لڑکوں کے اسم محمد رکھے گئے۔'' (مصنف ولی رازی)

(ھ) پہلے دو لفظوں کی مناسبت سے تیسرے لفظ کا جوڑ لکھیے۔

(1) مزدلفہ	:	ایک مقام کا نام	: : قصوا	: ....
(2) آغاز	:	انجام	: : آقا	: ....
(3) صحابی	:	صحابہ	: : آیت	: ....
(4) مکّہ سے مدینہ ہجرت کرنے والے	:	مہاجرین	: : مدینہ کے باشندے	: ....

قواعد

۱) رات گزاری۔

۲) منادی ہوئی۔

۳) نماز ادا کی اور قصوا اونٹنی پر سوار ہوئے۔

۴) خدا کا پیغام پہنچا دیا اور اپنا فرض ادا کر دیا۔

مذکورہ مثالیں، الفاظ کے مجموعے ہیں، ہر مثال الفاظ کا ایسا مجموعہ ہے جس سے بات پوری طرح سمجھ میں

©KTBS Not to be republished

آ رہی ہے، لہٰذا ''الفاظ کا ایسا مجموعہ جس سے پوری طرح بات سمجھ میں آ جائے جملہ کہلاتا ہے''۔

اوپر دی گئی مثالوں سے معلوم ہوا کہ پہلے دو جملے ایک جیسے ہیں، جو مفرد جملے کہلاتے ہیں۔ تیسرا اور چوتھا جملہ دو، دو جملوں کو ملا کر بنایا گیا ہے وہ مرکب جملہ کہلاتا ہے۔ لہٰذا صورت کے لحاظ سے جملے کی دو قسمیں ہیں۔ یعنی

۱) مفرد جملہ ۲) مرکب جملہ

1) مفرد جملہ وہ جملہ ہے، جو ایک ہی مسند اور مسند الیہ سے بنا ہو۔ جیسے:

۱) رات گزاری

۲) منادی ہوئی

2) مرکب جملہ وہ جملہ ہے جو دو مفرد جملوں سے بنا ہو۔ جیسے:

۱) نماز ادا کی اور قصوا اونٹنی پر سوار ہوئے۔

۲) خدا کا پیغام پہنچا دیا اور اپنا فرض ادا کر دیا۔

(مسند یا خبر: جملے کا وہ حصّہ جس میں کسی شخص یا چیز کے بارے میں کہا جائے وہ مسند یا خبر کہلاتا ہے)

(مسند الیہ یا مبتداء: جملے کا وہ حصّہ جس میں کسی شخص یا چیز کا ذکر ہو وہ مسند الیہ یا مبتداء کہلاتا ہے)

درج ذیل ہر سوال کے لئے چار متبادل دئے گئے ہیں، ان میں سے سب سے مناسب جواب چن کر لکھئے:

(1) الفاظ کا مجموعہ جس سے پوری بات سمجھ میں آ جائے کہلاتا ہے۔

(الف) جملہ (ب) مجموعہ کلام (ج) مجموعہ الفاظ (د) محاورہ

(2) ''رات گزاری'' یہ جملہ مفرد جملہ کہلاتا ہے، کیونکہ

(الف) اس میں صرف دو الفاظ ہیں (ب) ''رات'' واحد ہے

(ج) اس میں صرف ایک مسند اور ایک مسند الیہ ہے (د) مختصر بات کہی گئی ہے

(3) صورت کے لحاظ سے جملہ کی دو قسمیں یہ ہیں۔

(الف) جملۂ فعلیہ اور جملۂ اسمیہ (ب) جملۂ انشائیہ اور جملۂ اسمیہ

(ج) جملۂ مرکب اور جملۂ فعلیہ (د) جملۂ مفرد اور جملۂ مرکب

(4) ''خدا کا پیغام پہنچا دیا اور اپنا فرض ادا کر دیا۔'' یہ مرکب جملہ کہلاتا ہے، کیونکہ

(الف) اس میں ایک مسند اور ایک مسند الیہ ہے۔ (ب) اس میں بہت سے الفاظ ہیں۔

©KTBS Not to be republished

(ج) یہ طویل جملہ ہے۔ (د) یہ دو مفرد جملوں سے بنا ہے۔

(5) اِن میں مرکب جملہ ہے۔

(الف) ''عورتوں کے معاملے میں خدا سے ڈرو۔'' (ب) ''تمھارا حق عورتوں پر ہے، اور عورتوں کا تم پر ہے۔''

(ج) ''اپنے غلاموں کے حق میں انصاف کرو۔'' (د) ''جو خود کھاؤ وہ اُن کو کھلاؤ۔''

سرگرمی:

☆ حضورؐ نے خطبۂ حجۃ الوداع میں جو نصیحتیں فرمائی ہیں انھیں اپنے الفاظ میں لکھیے۔

☆ خطبۂ جمعہ، و دیگر دینی جلسوں میں سنے ہوئے وعظ، نصیحت اور تقاریر کو اپنے الفاظ میں لکھ کر ہم جماعت ساتھیوں کو سنائیے۔

اضافی معلومات:

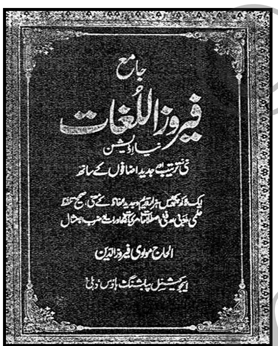

لغت سے دوستی: لغت الفاظ کے صحیح استعمال کا ذریعہ ہے۔ لغت یعنی فرہنگ جسے انگریزی میں "Dictionary" کہتے ہیں۔ اس میں الفاظ سے متعلق مختلف تفصیلات دی جاتی ہیں۔ اس میں الفاظ کے معنی ہی درج نہیں ہوتے بلکہ محاوروں اور کہاوتوں کے معنی تلفظ اور ان کے ماخذ کی تفصیل دی جاتی ہے۔ جیسے (ع=عربی، ف=فارسی، س= سنسکرت، ت=ترکی،) تلفظ کی ادائیگی کا طریقہ اور قواعد کے اعتبار سے اس کی تفصیل بتائی جاتی ہے جیسے لفظ ''کتاب'' ہے۔ کتاب = (کِ۔تا۔ب۔)(ع۔ا۔مث) پہلے قوسین میں لفظ کا تلفظ ہوتا ہے، دوسرے قوسین میں لفظ کی تفصیل درج ہوتی ہے۔ جیسے ع سے مراد عربی، الف، سے مراد اسم اور مث سے مؤنث، اور مذ، سے مذکر مراد ہے، لغت میں الفاظ کو حروفِ تہجی کے اعتبار سے ترتیب دیا جاتا ہے۔ اسم کے علاوہ صفت کا ذکر ہوتا ہے اور اس کی تفصیل اپنے استاد سے معلوم کیجیے۔ اس سبق کے الفاظ لغت کے اعتبار سے دیئے گئے ہیں اس پر غور کیجیے۔

☆☆☆

© KTBS Not to be republished

سبق:3

نعت

ماہرالقادری

تخلیق: ایسی نظم جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اور سیرت کی تعریف وتوصیف ہو، وہ نعت کہلاتی ہے۔ اس صنف کا تعلق حبِ رسولؐ سے ہوتا ہے۔شاعر نعت میں سرورِ کائنات محمدؐ کے اوصافِ حمیدہ اور معجزات کا ذکر کرتا ہے۔

تخلیق کار: نام منظور حسین قادری، اور قلمی نام ماہرالقادری، 1906ء میں ضلع کیسر کلاں بلند شہر یو پی میں پیدا ہوئے۔ تلاش معاش کی خاطر حیدرآباد کا رُخ کیا پھر پاکستان منتقل ہوئے اور وہیں 1978ء میں انتقال ہوا۔ وہ بچپن ہی سے شعر گوئی کی جانب مائل رہے۔حیدرآباد کے ادبی ماحول اور مشاہیر کی صحبتوں نے ان کی شخصیت میں چار چاند لگائے۔اسی زمانے میں انھوں نے مشہور ومقبول نعتیہ نظم ''ظہورِقدسی'' (سلام اُس پر کہ جس نے بے کسوں کی دست گیری کی) لکھی۔ سلاست، فکر کی بلند پروازی اور چست تراکیب ان کے کلام کا جوہر ہیں۔شاعری کے علاوہ ان کے بے لاگ تبصرے ادبی طبقے میں مقبول ہیں۔ انھوں نے ایک عرصے تک ماہنامہ ''فاران'' کی ادارت کا فریضہ بھی نبھایا۔اس کے علاوہ ''جذباتِ ماہر''، ''محسوساتِ ماہر'' اور ''ذکرِ جمیل'' اُن کے مجموعے کلام ہیں۔

کچھ کفر نے فتنے پھیلائے، کچھ ظلم نے شعلے بھڑکائے
سینوں میں عداوت جاگ اٹھی، انسان سے انساں ٹکرائے

پامال کیا برباد کیا، کمزور کو طاقت والوں نے
جب ظلم و ستم حد سے گذرے تشریف محمدؐ لے آئے

رحمت کی گھٹائیں لہرائیں، دنیا کی امیدیں بر آئیں
اِکرام و عطا کی بارش کی، اخلاق کے موتی برسائے

©KTBS Not to be republished

تہذیب کی شمعیں روشن کیں، اونٹوں کے چرانے والے نے
کانٹوں کو گلوں کی قیمت دی، ذرّوں کے مقدر چمکائے

اللہ سے رشتہ کو جوڑا ، باطل کے طلسموں کو توڑا
جو وقت کے دھارے کو موڑا ، طوفاں میں سفینے تیرائے

تلوار بھی دی قرآں بھی دیا، دنیا بھی عطا کی عقبیٰ بھی
مرنے کو شہادت فرمایا، بے چین دلوں کے کام آئے

عورت کو حیا کی چادر دی، اور غیرت کا غازہ بخشا
شیشوں میں نزاکت پیدا کی، کردار کے جوہر چمکائے

توحید کا دھارا رک نہ سکا، اسلام کا پرچم جھک نہ سکا
کفار بہت کچھ جھنجھلائے، شیطان ہزاروں بل کھائے

اے نام محمدؐ صلی علیٰ، ماہرؔ کے لئے تو سب کچھ ہے
ہونٹوں پہ تبسم بھی آیا آنکھوں میں بھی آنسو بھر آئے

فرہنگ:

I الفاظ و معانی:

اکرام	=	(ع۔ا۔مذ) بخشش، کرم کی جمع	باطل	=	(صف) جھوٹ، غلط
پامال	=	(صف) تباہ و برباد	پرچم	=	(ا۔مذ) پھریرا، جھنڈا
جوہر	=	(ا۔مذ) ہنر، کمال	رحمت	=	(ا۔مذ) کرم، مہربانی
سفینہ	=	(ا۔مذ) کشتی	شہادت	=	(ا۔مث) گواہی، راہِ خدا میں شہید ہونا

©KTBS Not to be republished

طلسم = (ا۔مذ) جادو، سحر | عداوت = (ا۔مث) دشمنی
عقبیٰ = (ا۔مث) آخرت | غازہ = (ا۔مذ) اُبٹن، خوشبودار پاؤڈر
غیرت = (ا۔مث) لحاظ، شرم، حیا | فتنہ = (ا۔مذ) فساد

II (الف) مندرجہ ذیل سوالات کے ایک جملے میں جواب لکھئے۔

۱) سینے میں نفرت کے بھڑکنے کا انجام کیا ہوتا ہے؟
۲) طاقت والوں نے کمزوروں کے ساتھ کیا سلوک کیا؟
۳) اونٹوں کو چرانے والے سے مراد کون ہیں؟
۴) حضورؐ کی آمد سے عورتوں کی حالت میں کیا تبدیلی آئی؟
۵) شیطان کے بل کھانے کی کیا وجہ تھی؟
۶) حضورؐ نے ''مرنے'' سے متعلق کیا فرمایا؟
۷) اخلاق کے موتی کس نے برسائے؟

(ب) درج ذیل سوالات کے جوابات تین یا چار جملوں میں لکھئے۔

۸) آپؐ کی آمد سے قبل دنیا کا کیا عالم تھا؟
۹) ہم پر حضورؐ کی کیا کیا عطا ہے؟
۱۰) حضورؐ کا نام آتے ہی شاعر کیسا محسوس کرتا ہے؟

III (الف) اشعار کی تشریح کیجئے۔

۱۱) تہذیب کی شمعیں روشن کیں، اونٹوں کے چَرانے والے نے
کانٹوں کو گلوں کی قیمت دی، ذروں کے مقدر چمکائے

۱۲) تلوار بھی دی قرآں بھی دیا، دُنیا بھی عطا کی عقبیٰ بھی
مرنے کو شہادت فرمایا، بے چین دلوں کے کام آئے

۱۳) عورت کو حیا کی چادر دی، اور غیرت کا غازہ بخشا
شیشوں میں نزاکت پیدا کی، کردار کے جوہر چمکائے

(ب) جمع بنائیے۔

عِلم، کافر، کرم، ظلم، جوہر

(ج) ان تراکیب کو نعت کے حوالے سے مکمل کیجیے۔

رحمت کی.............، اکرام وعطا کی.........، اخلاق کے...........،

تہذیب کی.......، وقت کا.............، حیا کی.........،

غیرت کا..........، کردار کے.........، توحید کا............،

(د) مصرعوں کے خط کشیدہ الفاظ کے مترادفات لکھیے۔

۱۴) سینوں میں عداوت جاگ اٹھی، انسان سے انساں ٹکرائے

۱۵) رحمت کی گھٹائیں لہرائیں، دُنیا کی امیدیں بر آئیں

۱۶) جو وقت کے دھارے کو موڑا، طوفاں میں سفینے تیرائے

۱۷) توحید کا دھارا رُک نہ سکا، اسلام کا پرچم جھک نہ سکا

(ھ) اس نعت کے ابتدائی چار اشعار یاد کیجیے۔

اضافی معلومات۔

جاگ۔ بھاگ ذرّوں۔ درّوں موڑا۔ توڑا عطا۔ خطا رُک۔ جھک

مذکورہ الفاظ کی جوڑیاں ہم وزن ہیں۔ ہم وزن الفاظ کو قوافی کہتے ہیں۔ قوافی قافیے کی جمع ہے عموماً قافیے مصرعوں کے آخر میں آتے ہیں۔ مگر شاعر کبھی کبھی مصرعوں کے درمیان قافیوں اور وقفوں کا استعمال کرتا ہے۔ شعر کی صحیح قرأت اور اس کا تاثر قائم رکھنے کے لیے وقفوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ ذیل میں اندرونی قافیوں اور وقفوں کی مثالیں دی گئی ہیں ان اشعار کو صحیح انداز سے پڑھیے۔

☆ کچھ کفر نے فتنے پھیلائے، کچھ ظلم نے شعلے بھڑکائے
سینوں میں عداوت جاگ اٹھی، انسان سے انساں ٹکرائے

☆ تلوار بھی دی، قرآں بھی دیا، دُنیا بھی عطا کی، عقبٰی بھی
مرنے کو شہادت فرمایا، بے چین دلوں کے کام آئے

سرگرمی: (الف) اس نعت میں موجود قافیوں کی فہرست بنایئے۔

(ب) نعتوں کی بیاض تیار کیجیے۔

☆☆☆

©KTBS Not to be republished

سبق:4

بدایوں کے شام وسحر

ادؔا جعفری

تخلیق: خودنوشت سوانح ایک نثری صنف ہے۔جس کے معنی اپنی سوانح یعنی زندگی کے حالات لکھنا ہے۔ چند ہستیوں کی زندگی عام ڈگر سے ہٹ کر ہوتی ہے۔ان کی زندگی کے حالات، ان کی کامیابی، ان کی ناکامیاں دوسروں سے مختلف ہوتی ہیں۔سوانح نگار زندگی کے واقعات میں سب کو شریک کرنے کا خواہش مند ہوتا ہے، اس کی یہی خواہش سوانح لکھنے کا محرک بنتی ہے۔وہ ان واقعات کو نہایت دل چسپ انداز میں بیان کرتا ہے۔

خودنوشت سوانح یادوں کا ایک البم ہوتی ہے جس کے مطالعہ سے قاری بھی لطف اندوز ہوتا ہے۔ جوش کی **''یادوں کی برات''**، قرۃ العین حیدر کی **''کارِ جہاں دراز ہے''** اور ممتاز مفتی کی **''علی پور کا ایلی''** اردو کی مشہور خودنوشت سوانح ہیں۔ یہ اقتباس ادا جعفری کی خودنوشت سوانح **''جو رہی سو بے خبری رہی''** سے ماخوذ ہے جس میں ان کے بچپن، ان کے خاندانی حالات، ان کی تربیت اور اس زمانے کی مخصوص تہذیب کا ذکر ہے۔

تخلیق کار: ادؔا جعفری کی ولادت، بدایوں شہر میں، 22 اگست 1926ء کو ہوئی ان کا نام عزیز جہاں ہے اور وہ ادؔا تخلص کرتی ہیں۔ ادبی دنیا میں وہ ادؔا جعفری کے نام سے مشہور ہیں۔ بدایوں ان کا آبائی وطن ہے، شادی کے بعد وہ کراچی منتقل ہوئیں۔ 24 برس کی عمر میں ان کا پہلا شعری مجموعہ ''میں ساز ڈھونڈتی رہی'' کے نام سے شائع ہوا۔ اس کے بعد ان کے تین شعری مجموعے: ''غزالاں تم تو واقف ہو'' ''شہرِ سخن بہانہ ہے'' اور ''شہر درد'' منظر عام پر آئے۔ وہ اُردو کی مقبول شاعرہ کے علاوہ اچھی نثر نگار بھی ہیں۔ آپ کا انتقال 12 مارچ 2015ء کو کراچی میں ہوا۔

غالباً 82ء تھا جب میں نے جیلانی بانو سے خاص طور پر بدایوں کی خیریت دریافت کی۔ یوں تو ہندوستان سے آنے والے ہر مہمان کے ساتھ بدایوں کی خوشبو آ ہی جاتی ہے لیکن ان کا آبائی وطن بدایوں ہے۔ اُن کے بزرگوں نے حیدرآباد دکن میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

معلوم ہوا کہ دستور ساز زمانہ کے خلاف یہی شہر وقت کے ساتھ بڑھنے اور پھیلنے نکھرنے کی بجائے اپنے ہی حدود میں کچھ اور سمٹ کر رہ گیا ہے۔ میرا خیال تھا کہ بدایوں اب تک ایک خوبصورت صنعتی شہر کا درجہ تو حاصل کر ہی چکا ہوگا۔ اجالے ہی اجالے ہوں گے۔ دکھ ہوا کہ وہ تو اور بھی دھندلا گیا ہے۔ شاید اس شہر کا مزاج اس کا سبب رہا ہو۔

©KTBS Not to be republished

جو بدایوں میں نے دیکھا اور جتنا بھی دیکھا اس میں قدامت پسندی تھی۔ بے لچک اصولوں کی پابندی تھی اور ایک طرح کی بے ساختہ سی خود ساختگی۔ ورنہ یہ شہر ہے جو ایک زمانے میں ثقافت کا مرکز رہا تھا۔ اس کی خاک سُرمۂ چشمِ بصیرت تھی۔ اب جو اس کی رونقیں بڑھنے کے بجائے گھٹیں تو اس کا تو ایک سبب اس کے مذہبی پس منظر کا گہرا رنگ بھی رہا ہوگا۔ پرانے لوگ گھروں کو چھوڑ کر چلے گئے اور نئے آنے والوں کے لئے یہ ماحول نامانوس تھا۔ یہاں رہنے بسنے میں ان کے لئے کوئی کشش نہیں تھی۔

میں ایک بار 49ء میں اور دوسری بار 55ء میں یا 56ء میں ہندوستان گئی تھی۔ دہلی، لکھنؤ، آگرہ اور بدایوں۔ اس کے بعد سے آج تک باوجود دعوت ناموں کے نہیں گئی۔ ہندوستان کے کسی بھی شہر جاؤں اور بدایوں نہ جاؤں گوارا نہیں اور ایک بار پھر خوبصورت یادوں کو مجروح ہوسکتا ہوا دیکھنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ میں جب گئی ہوں اس وقت تک وہ گھر موجود تھا لیکن اس گھر کے مکین وہاں نہیں تھے۔ صرف دیوان خانے میں چند رشتہ دار رہ گئے تھے۔ اب تو وہ رشتہ دار بھی نہیں رہے اور وہ گھر بھی نہیں رہا۔ کسی نے بتایا کہ جس جگہ بڑی حویلی تھی وہاں اب کئی فلیٹ تعمیر ہو چکے ہیں۔ چلتے وقت دیواروں پر ہاتھ کا لمس چھوڑا تھا وہ بھی نہیں رہا تو اب کس کے پاس جاؤں۔

ماضی کا دَور کتنی ہی دشواریوں میں گزرا ہو کتنی ہی محرومیاں اور مجبوریاں اس وقت مقدر بن گئی ہوں، یادوں کے آئینے میں سجی ہوئی ہر تصویر حسین بھی ہو جاتی ہے اور عزیز بھی۔ اب کبھی بڑی حویلی کا ذکر آجائے تو محبتوں کی پھوار میں بھیگ جاتی ہوں۔ وہ محبتیں جو اس وقت بھی بہت قیمتی تھیں، آج اور بیش قیمت معلوم ہوتی ہیں۔ ساری پابندیاں جن پر دل دُکھا کرتا تھا بے حقیقت نظر آتی ہیں۔ وہ شب و روز جن سے اس زمانے میں شکایتیں بھی ہوئیں آج اتنی دور سے دیکھتی ہوں تو دل کشا اور دلربا نظر آتے ہیں۔

وہ روز و شب بھی کہ جن سے شکایتیں تھیں بہت
اب اتنی دور سے دیکھا تو دل کشا ٹھہرے

بڑی حویلی کے دیوٹ پر ایک دیا اور بھی تھا۔ وہ ہماری امّاں تھیں۔ گھر کے چھوٹے بڑے سب انھیں امّاں کہتے تھے۔ مجھے یاد نہیں امّی نے کبھی اپنے بچوں پر غصہ کیا ہو۔ لیکن امّاں کی ڈانٹ ہم سب نے کھائی ہے۔ نابینا تھیں لیکن بڑی آن بان سے رہتیں۔ کہنے کو وہ ملازمہ تھیں مگر تمام نوکروں اور سب بچوں پر ان کا حکم چلتا تھا۔ خاص طور پر بچّوں کی تربیت وہ اپنا بہت بڑا فرض سمجھتی تھیں۔ انھوں نے میری والدہ کی پرورش کی تھی۔ پوری زندگی اسی ایک چوکھٹ پر گزار دی۔ اب بڑھاپے میں ان کا ہر طرح سے خیال رکھنا ہی نہیں، ادب کرنا بھی ہم پر لازم تھا۔

سانولا رنگ ’’دبلی پتلی‘ ہڈیوں پر کھال چپکی ہوئی کبھی لانبا قد رہا ہوگا مگر جب سے میں نے دیکھا لاٹھی کے

Not to be republished ©KTBS

سہارے جھک کر چلتی تھیں۔عمر میں اس خاندان کے ہر فرد سے بڑی تھیں اور اپنی اس بڑائی سے بخوبی واقف۔وہ کچھ بھی کہہ دیں گھر میں ایسا کوئی نہیں تھا جو پلٹ کر انھیں جواب دے۔تنخواہ ہر مہینے بڑے طنطنے سے وصول بلکہ قبول کرتیں۔

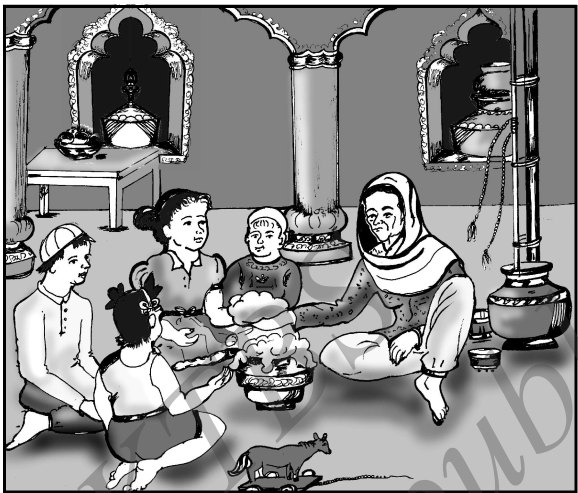

امّی کو بٹیا کہتیں تھیں۔ان کی تنبیہہ سے بچنا امّی کے لئے بھی مشکل تھا۔نوکرانیاں ان سے ڈری سہمی رہتی تھیں لیکن بچّے کسی نہ کسی طرح حساب چکاتے رہتے۔کبھی ان کی لاٹھی چھپادی،کبھی بڑوں کی آنکھ بچا کر ان کی گٹھری پوٹلی کھول دی۔ ہماری شرارتیں ٹال بھی جاتیں لیکن ہمارا ایک قصور ایسا تھا جو نا قابلِ درگزر رہی رہا۔ سردیوں کے موسم میں وہ اپنے بیٹے سے گاؤں کا خالص گھی منگواتیں اوراس میں زرد رنگ کی چھوٹی چھوٹی دکنی مرچیں ڈال کر کسی نوکرانی کو حکم دے کر اپنے دبدبے کی نگرانی میں پکواتیں۔یہ ملغوبہ ایک مٹّی کی ہانڈی میں ڈال کر پلنگ کے سرہانے بڑے طاق میں رکھ دیا جاتا۔ ہر صبح وہ ٹٹول کر ہانڈی اتارتیں‘ انگلیوں کی مدد سے جمے ہوئے گھی کا ایک حصہ نکال کر کھاتیں۔ایک بار ہم لوگوں سے کسی بات پر خوش ہو کر اس ناشتے کا راز بتا دیا کہ اس کے کھانے سے کوئی بیماری پاس نہیں پھٹکتی ساتھ ہی بڑی سختی سے تاکید کی کہ اگر کسی نے اس ہانڈی کو ہاتھ بھی لگایا تو اچھا نہیں ہوگا ظاہر ہے کہ یہ چیلنج تھا اور بچّے ہمہ وقت ہر چیلنج قبول کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔صحت اور بیماری سے ہمیں کوئی غرض نہیں تھی۔بات دھمکی کی آن پڑی تھی،موقع پاتے ہی ہانڈی میں سے مُٹھیاں بھر بھر کر یہ مقدّس غذا یا دوا برآمد کر لی گئی مگر جب انتہائے شوق میں اس لذیذ حلوے کو کھایا گیا تو مرچوں نے وہ حال کیا کہ اس چوری

Not to be republished ©KTBS

کی اطلاع دینے یا امّی سے شکایت کرنے کی انھیں ضرورت نہیں پڑی۔ ہمارے چہرے خود ہی اعلانِ جرم، اور اعترافِ جرم دونوں کا اشتہار بنے ہوئے تھے۔ وہ وقت تو خیر جیسے تیسے گزر گیا لیکن آئندہ کے لئے ہم اتنے محتاط ضرور ہو گئے کہ جب بھی امّاں سے ان کی کسی زیادتی کا بدلہ لینا ہوتا ان کا مرچوں کا حلوہ چُراتے ضرور تھے لیکن دوبارہ اسے کھایا کبھی نہیں۔

آخری عمر میں جب نقاہت کی وجہ سے لاٹھی کے سہارے بھی چلنا مشکل ہو گیا تو اپنے بیٹے کو بلا کر روتی دھوتی سب کو دعائیں دیتی گاؤں چلی گئیں۔ گھر سے ان کی پنشن مقرر کی گئی لیکن انھوں نے کہا کہ وہ کفن اپنے بیٹے کی کمائی کا پہننا چاہتی ہیں۔

بدایوں میں ٹونک والا خاندان کے علاوہ بھی کئی بڑے زمیندار گھرانے تھے، صاحبِ ثروت اور صاحبِ علم و فضل بھی مگر مجھے تو یہی بے نام و نشان ہستیاں یاد ہیں جنھیں میں نے کھلی کتاب کی طرح پڑھا۔ جن کے چہروں پر صبر و رضا کی تنویریں بھی تھیں اور جن کے طریقوں میں اہلِ حیا کی تعبیریں۔

بڑی حویلی سے میں جنوری 47ء میں رخصت ہوئی اور بدایوں سے مارچ 48ء میں۔ بدایوں اور بڑی حویلی جہاں اونچی اونچی چھتوں کے نیچے چھاؤں ہی چھاؤں تھی اور سرخ اینٹوں سفید پتھروں والے آنگن میں دھوپ ہی دھوپ۔

فرہنگ

I (الف) الفاظ و معانی:

آبائی = (صف) جس کا تعلق اجداد سے ہو
برآمد = (ا۔مذ) باہر نکالنا — پُھوار = (ا۔مث) ہلکا ہلکا مینہہ، ہلکی ہلکی بوندا باندی
ثقافت = (ا۔مث) تہذیب — تنویر = (ا۔مث) اجالا
تنبیہہ = (ا۔مث) نصیحت، تاکید — خودساختہ = (صف) خود سے بنائی گئی
مجروح = (صف) گھائل، زخمی — دریافت = (ف۔مذ) کسی موجود شئے کا پتہ لگانا
دِیوَٹ = (ا۔مذ) طاق — طنطنہ = (صف) رعب، دبدبہ، بربط کی آواز
کشش = (ا۔مث) جذبہ، دلربائی، رجحان رغبت
لمس = (ا۔مذ) چھونا — نقاہت = (ا۔صف) کمزوری

©KTBS Not to be republished

طاق = (ا۔مذ)محراب محتاط = (ع۔صف) احتیاط کیا ہوا، ہوشیار

(ب) مرکبات:

اعترافِ جرم = (ا۔مذ) جرم کو قبول کرنے والا اہل حیا = (مذ) شرم والے لوگ، عزت دار

بیش قیمت = (صف) نہایت قیمتی

پس منظر = (ا۔مذ) (مراد ماضی) کسی منظر، تصویر یا بیان کا وہ حصہ جس سے ہر پہلو نمایاں ہو۔

نابینا = اندھا نامانوس = اجنبی

صاحب ثروت = دولت مند دل کشا = دل خوش کرنے والا

دستور ساز = قانون بنانے والا قدامت پسندی = قدیم رسم ورواج کی پابندی

بے نام ونشان = جس کا نام ونشان نہ ہو

(ج) اضداد:

خوبصورت × بدصورت رونق × بے رونق بیش قیمت × کم قیمت

شب × روز ماضی × حال دشوار × آسان

II (الف) درجِ ذیل سوالات کے جوابات ایک جملے میں لکھئے۔

۱) آدا جعفری نے بدایوں کی خیریت کس سے دریافت کی؟

۲) کس شہر کو سوانح نگار نے ثقافت کا مرکز کہا ہے؟

۳) بڑی حویلی کے دیوٹ پر ایک دیا کسے قرار دیا گیا ہے؟

۴) بچوں کو اماں سے بدلہ لینا ہوتا تو وہ کیا کرتے؟

۵) جس جگہ حویلی تھی وہاں اب کیا تعمیر ہو چکے ہیں؟

۶) بدایوں کے مشہور زمیندار خاندان کا نام کیا ہے؟

(ب) درجِ ذیل سوالات کے جوابات دو تین جملوں میں لکھئے۔

۷) بدایوں پہلے کیسا شہر تھا؟

۸) اماں کی شکل اور قد کے بارے میں لکھئے؟

©KTBS Not to be republished

۹) بڑی حویلی کا ذکر مصنفہ کو بیش قیمت کیوں لگتا ہے؟

(ج) درجِ ذیل سوالات کے جوابات تین چار جملوں میں لکھئے۔

۱۰) اماں ملغوبہ کس طرح تیار کرواتی تھیں؟

۱۱) بدایوں کی کونسی ہستیاں مصنفہ کو یاد ہیں اور کیوں؟

۱۲) آخری عمر میں اماں نے کیا کیا؟

(د) تفصیلی جوابات لکھئے۔

۱۳) ادا جعفری بدایوں کیوں جانا نہیں چاہتی تھیں؟

۱۴) ماضی کے دَور کی دشواریوں کے باوجود مصنفہ کے کیا احساسات ہیں؟

۱۵) بچوں پر گھی کی ہانڈی کو ہاتھ نہ لگانے کی تنبیہہ کا کیا اثر ہوا؟

III (الف) بحوالۂ متن وضاحت کیجئے۔

۱۶) ''دکھ ہوا کہ وہ تو اور بھی دھندلا گیا ہے۔''

۱۷) ''یادوں کے آئینے میں سجی ہوئی ہر تصویر حسین بھی ہو جاتی ہے اور عزیز بھی۔''

۱۸) ''اگر کسی نے اس ہانڈی کو ہاتھ بھی لگایا تو اچھا نہیں ہوگا۔''

۱۹) ''اس کے کھانے سے کوئی بیماری پاس نہیں پھٹکتی۔''

۲۰) ''مٹھیاں بھر بھر کر یہ مقدس غذا یا دوا برآمد کر لی گئی۔''

(ب) خانہ پُری کیجئے۔

۲۱) بدایوں وہی شہر ہے جو ایک زمانے میں ۔۔۔۔۔۔ کا مرکز تھا۔

۲۲) چلتے وقت ۔۔۔۔۔۔ پر ہاتھ کا جو لمس چھوڑا تھا وہ بھی نہیں رہا۔

۲۳) اماں ۔۔۔۔۔۔ کے سہارے جھک کر چلتی تھیں۔

۲۴) امّی کو امّاں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہتی تھیں۔

۲۵) وہ کفن اپنے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کی کمائی کا پہننا چاہتی ہیں۔

©KTBS Not to be republished

قواعد

مفرد جملوں کی قسمیں: مفرد جملے کی دو قسمیں ہیں۔ (1) جملۂ اسمیہ (2) جملۂ فعلیہ

(1) جملۂ اسمیہ:

ان جملوں کو غور سے پڑھیے:

۱) بدایوں قدامت پسند شہر ہے۔ ۲) اماں ملازمہ تھیں۔

۳) خودنوشت سوانح ایک نثری صنف ہے۔

(1) مذکورہ بالا مثالوں میں بدایوں، اماں اور خودنوشت سوانح مسندالیہ ہیں۔ شہر، ملازمہ اور نثری صنف مسند ہیں۔ مسندالیہ اور مسند دونوں اسم ہیں۔

''ایسا جملہ جس میں مسندالیہ اور مسند دونوں اسم ہوں جملہ اسمیہ کہلاتا ہے۔''

درجِ بالا جملوں میں ہے، تھیں اور ہے، فعل ناقص ہیں، مسندالیہ کو مبتدا اور مسند کو خبر کہتے ہیں۔

''اماں ملازمہ تھیں۔'' اس جملے میں اماں۔ مبتدا، ملازمہ۔ خبر، تھیں۔ فعل ناقص ہے۔

جملے میں اگر فعل ناقص ہو تو وہ جملہ، اسمیہ کہلاتا ہے۔

(2) جملۂ فعلیہ:

ان جملوں کو غور سے پڑھیے:

۱) بچوں نے ان کی پوٹلی کھولی۔ ۲) اماں لاٹھی کے سہارے چلتی تھیں۔ ۳) ناصر گھوم گھام کر آیا۔

''جملہ فعلیہ وہ جملہ ہے جس میں مسندالیہ اسم اور مسند فعل ہوتا ہے۔''

مذکورہ مثالوں میں بچوں، اماں، ناصر، مسندالیہ اور اسم ہیں۔

کھولی، چلتی، آیا سب فعل ہیں۔

جس جملہ میں فعل لازم یا فعل متعدی ہو وہ جملہ، فعلیہ کہلاتا ہے۔

(فعلِ لازم: وہ فعل ہے، جو صرف فاعل کے ساتھ مل کر پورا مطلب ادا کرے اور مفعول کی ضرورت نہ رہے۔

مثلاً: (۱) بلّی بیٹھی ہے۔ (۲) بچّہ روتا ہے۔)

(فعلِ متعدی: وہ فعل ہے، جس کے لئے فاعل کے علاوہ مفعول کی ضرورت پڑے۔

مثلاً: (۱) شیر نے کُتے کو مارا۔ (۲) میں نے دو گاڑیاں خریدیں۔)

©KTBS Not to be republished

درج ذیل ہر سوال کے لئے چار متبادل دئے گئے ہیں، ان میں سے سب سے مناسب جواب چن کر لکھئے:

(1) مفرد جملے کی قسمیں ہیں۔

(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

(2) جس جملے میں مسند اور مسند الیہ اسم ہو وہ جملہ کہلاتا ہے۔

(الف) جملۂ مفرد (ب) جملۂ مرکب (ج) جملۂ اسمیہ (د) جملۂ فعلیہ

(3) ''اماں گھر کی ملازمہ تھیں'' اس جملہ میں مسند ہے۔

(الف) اماں (ب) ملازمہ (ج) گھر کی (د) تھیں

(4) ''ممبئی جدّت پسند شہر ہے۔'' اس جملے میں فعلِ ناقص یہ ہے۔

(الف) ممبئی (ب) جدّت پسند (ج) شہر (د) ہے

(5) ''بچّے اسکول کی طرف چلے۔'' قواعد کے اعتبار سے اس جملے میں فعل ہے۔

(الف) بچّے (ب) اسکول (ج) کی طرف (د) چلے

(6) اِن جملوں میں جملۂ فعلیہ ہے۔

(الف) ہندوستان مختلف تہذیبوں کا گہوارہ ہے۔ (ب) اُردو شیریں زبان ہے۔

(ج) ندیاں زمین کو سیراب کرتی ہیں۔ (د) نوجوان ملک کی طاقت ہیں۔

عملی کام:

سابق صدر جمہوریہ ڈاکٹر اے. پی. جے. عبدالکلام کی خودنوشت سوانح "Wings of Fire" ''پرواز'' کے نام سے اُردو میں شائع ہوئی ہے۔ اسکول لائبریری میں ہو تو اس کا مطالعہ کیجئے۔

سرگرمی: کسی پکنک یا تعلیمی سفر (Educational Tour) کی رُوداد قلمبند کیجئے۔

مندرجہ ذیل الفاظ کو لغت کے مطابق ترتیب دیجئے۔

کنکر، دلکش، مشعل، رواداری، عہد، دفعتاً، آہ وزاری، پیغام،
جنت، قصوا، شریعت، طواف، تلاطم، بندے، کمزور، جڑواں،
شمع، عابد، طبیعت، اول، برداشت، قدرت، پروانہ، رخصت

☆☆☆

©KTBS Not to be republished

سبق:5

آمدِ بہار......نظم

شوقؔ قدوائی

تخلیق: نظم کے معنیٰ ''پرونے'' کے ہیں، نظم وہ منظوم کلام ہے جس میں کوئی خیال یا موضوع کو ترتیب و تنظیم کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔اس میں آزادئ خیال کی پوری گنجائش ہوتی ہے۔قدرتی مناظر، حب وطن، قومی یکجہتی جیسے موضوعات پر نظمیں لکھنے کا چلن عام ہے۔اس نظم میں موسم بہار کی آمد کے خوشنما منظر کی تصویر کشی کی گئی ہے۔ بہار کے آنے سے سارا ماحول بدل جاتا ہے۔ہنستی ہوئی کلیاں، اِترا کر چلتی ہوئی شمیم، سرخ لباس پہنے پھول اور چڑیوں کی صدائیں گویا بہار کا اعلان ہیں۔اس نظم میں دل لبھانے والے خوبصورت منظر کا ذکر کیا گیا ہے۔

تخلیق کار: احمد علی نام، قلمی نام شوق قدوائی ہے وہ جگور ضلع بارہ بنکی (اتر پردیش) کے رہنے والے تھے۔ انھوں نے قدرتی مناظر کے علاوہ تتلیوں اور چڑیوں پر بڑی دلچسپ نظمیں لکھی ہیں، وہ موزوں الفاظ اور آسان زبان میں ایسی تصویر کھینچتے ہیں کہ اس چیز یا منظر کا سارا حسن آنکھوں کے آگے گھوم جاتا ہے۔شوق قدوائی کا ''نیچرل شاعری'' میں ایک اہم مقام ہے۔

© KTBS Not to be republished

ہَوا چاروں طرف اقصائے عالم میں پکار آئی
بہار آئی، بہار آئی، بہار آئی، بہار آئی

ہوائے صبح اس کے ساتھ پنکھا جھلتی آتی ہے
ہنسی پڑتی ہیں کلیاں جب یہ ان کو منہ دکھاتی ہے

پہاڑوں سے بہایا اُس نے برفِ صاف پگھلا کر
رواں ہو کر، وہی پانی، سمندر میں ملا جا کر

شمیمِ باغ نے سیکھا چلن اِترا کے چلنے کا
زمانہ آگیا پردے سے سبزے کے نکلنے کا

دلھن کی شکل، ہر گُل نے، لباسِ سرخ پہنا ہے
شجر کے جسم پر، کیا خوشنما، پھولوں کا گہنا ہے

تعجب کیا جو ہیبت سے خزاں کے رخ پہ زردی ہے
کہ وہ فوج اس پہ غالب آئی جس کی سرخ وردی ہے

پلاتی ہے شجر کو اوس اپنا دودھ لا لا کر
محبت سے ہوا منہ چومتی ہے بار بار آکر

جڑیں اندر ہی اندر پھیل کر قوّت پکڑتی ہیں
زمیں ان کو جکڑتی ہے، زمیں کو وہ جکڑتی ہیں

چمن اور دشت میں ہے ہر طرف انبار پھولوں کا
جدھر دیکھو زمیں پہنے ہوئے ہے ہار پھولوں کا

ہیں روشن چاندنی کے پھول یا تارے چمکتے ہیں
کھلے ہیں، پھول لالے کے، یہ انگارے دہکتے ہیں

ہزاروں رنگ کی چڑیاں، ہیں شکلیں خوشنما جن کی
ادائیں دلربا جن کی، صدائیں نغمہ زا جن کی

بہار آنے سے خوش ہیں، ہر طرف اتراتی پھرتی ہیں
ہوا تو ناچتی پھرتی ہے، چڑیاں گاتی پھرتی ہیں

©KTBS Not to be republished

فرہنگ:

I الفاظ و معانی:

انبار	= (ا۔مذ) ڈھیر، ذخیرہ	اقصائے عالم	= (اسم) دُور تک پھیلی دُنیا
اوس	= (ا۔مث) شبنم	جھلنا	= (مص) حرکت دینا
دشت	= (ا۔مذ) جنگل	دہکنا	= (مص) جلنا، تپش
دلربا	= (صف) دل لبھانے والا، معشوق	رواں	= (صف) جاری رہنا
سبزہ	= (ا۔مذ) شادابی، تازگی، ہریالی، نباتات		
شمیم	= (ا۔مث) خوشبودار ٹھنڈی ہوا	لالہ	= (ا۔مذ) ایک قسم کا سرخ پھول
نغمہ زا	= (ا۔صف) گانا	وردی	= (ا۔مث) ہم وضع لباس

II (الف) ایک جملے میں جوابات لکھیے۔

۱) ہوا چاروں طرف کیا پکارتی آئی؟

۲) کلیاں کب ہنس پڑتی ہیں؟

۳) اوس کونسا کام انجام دیتی ہے؟

۴) خزاں کے رخ پہ زردی کیوں چھائی ہے؟

۵) لالہ کے پھولوں کو دیکھ کر کیا محسوس ہوتا ہے؟

(ب) دو تین جملوں میں جواب دیجیے۔

۶) بہار کے آنے سے پہاڑوں میں کیا تبدیلی آئی؟

۷) درخت پھولوں کے گہنے کب پہنتے ہیں؟

۸) بہار کے موسم میں چڑیاں کیا کرتی ہیں؟

©KTBS Not to be republished

(ج) ''آمدِ بہار'' نظم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے۔

III (الف) اضداد لکھئے۔

ہار، بہار، زمین، روشن، خوشنما

(ب) تذکیر و تانیث کی نشاندہی کیجئے۔

شمیم، دلھن، پنکھا، ہوا، بہار، شجر، اوس

(ج) ذیل کے مصرعوں کو مناسب الفاظ سے مکمل کیجئے۔

۹) ہنسی پڑتی ہیں..............جب یہ ان کو منہ دکھاتی ہے (گلیاں، کلیاں)

۱۰) رواں ہو کر وہی پانی.............میں ملا جا کر (سمندر، دریا)

۱۱) چمن اور دشت میں ہر طرف انبار.............کا (پتوں، پھولوں)

۱۲) ہزاروں رنگ کی چڑیاں ہیں شکلیں.............جن کی (بدنما، خوشنما)

۱۳) ہوا تو ناچتی پھرتی ہے چڑیاں.............پھرتی ہیں (کھاتی، گاتی)

سرگرمی:

- قدرتی مناظر سے متعلق مختلف شعراء کی نظموں کا مطالعہ کیجئے۔
- نثر ہو یا نظم لفظ کی تکرار سے بیان پُر اثر ہو جاتا ہے۔ جیسے اس نظم کے دوسرے مصرعے میں فقرہ ''بہار آئی'' کی چار بار تکرار ہے۔ جو بہار آنے کی خوشی کا اعلان ہے۔ ایک محاورہ ہے ''دل باغ باغ ہونا'' اس کے معنی بہت خوش ہونا۔

قوسین میں دیئے گئے الفاظ کی تکرار سے یہ اقتباس مکمل کیجئے۔

(سوندھی، روم، اُمنڈ، رِم جھم، بار، ٹھنڈی، باغ، ہلکی، سائیں)

دیکھو ہوا..........کرنے لگی اور بادل بھی..........کر آنے لگے۔ لو..........برسات ہونے لگی۔ ہر طرف مٹی کی..........خوشبو مہکنے لگی۔ چلو چل کر..........برسات کا مزا لوٹیں۔ ایسا موقع..........نہیں آتا۔ آہا..........نشے میں ڈوبنے لگا ہے۔..........پھوار کا مزہ ہی کچھ اور ہے۔ اس سہانے موسم کا لطف اُٹھاتے ہوئے دل..........ہوگیا۔

☆☆☆

©KTBS Not to be republished

سبق:6

جواہر لال نہرو کی اُردو دوستی

محمد رفیع انصاری

تخلیق: غیر افسانوی انداز میں لکھی جانے والی تحریر مضمون کہلاتی ہے۔ یہ مضمون اردو زبان کی مقبولیت سے متعلق ہے۔ اُردو زبان سے محبت اور اس کی مقبولیت سے متعلق بے شمار نظمیں اور مضامین لکھے گئے ہیں۔ محمد رفیع انصاری کا یہ مضمون ہمارے پہلے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو کی اُردو دوستی کی یاد دلاتا ہے۔ جواہر لال نہرو نہ صرف سیاست دان تھے بلکہ وہ اُردو کے سچے عاشق تھے۔ انھوں نے اُردو کے ساتھ کی جانے والی ناانصافیوں کے خلاف ہمیشہ آواز بلند کی۔

تخلیق کار: محمد رفیع انصاری یکم جون 1951ء کو بھیونڈی ضلع تھانہ میں پیدا ہوئے۔ رئیس ہائی اسکول اور جونیر کالج بھیونڈی میں درس وتدریس کے فرائض انجام دینے کے بعد حال ہی میں ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ وہ مضمون نگار، شاعر اور کالم نویس بھی ہیں۔ اُن کے دو مزاحیہ مضامین کے مجموعے ''خمیازہ'' اور ''رفع دفع'' شائع ہو چکے ہیں۔ بچوں کی نظموں پر مشتمل دو مجموعے ''زمین کے تارے'' اور ''جگ جگ جیو'' منظر عام پر آئے ہیں۔ آپ کا قلمی سفر جاری ہے۔

پنڈت جواہر لال نہرو کو اُردو سے دلی لگاؤ تھا۔ ان کے والد موتی لال نہرو اردو اور فارسی سے بہت اچھی واقفیت رکھتے تھے۔ اُردو، نہرو جی کی والدہ، اہلیہ، دادی اور نانی کی مادری زبان تھی جبکہ خود نہرو جی نے احمد نگر کی اسیری کے دوران مولانا ابوالکلام آزاد سے اُردو کا درس لیا تھا۔ پنڈت جواہر لال کی بیٹی اندرا ان سے ہمیشہ خط میں اُردو اشعار کی فرمائش کیا کرتی تھیں۔ احمد نگر جیل سے لکھے گئے اپنے ایک خط میں وہ اندرا جی کو لکھتے ہیں۔ ''تم نے ہر خط میں مجھے اُردو کا شعر لکھنے کو کہا تھا لیکن میں نے اس پر عمل نہیں کیا کہ اُردو یا ہندی کے خطوط سنسر والے روک لیتے ہیں۔ وہ ان میں کچھ خفیہ معنی پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ غالب کے اشعار قدرے مشکل ہوتے ہیں۔ ان کے مقابلے میں اُردو کی ہلکی پھلکی شاعری زیادہ مفید رہے گی۔ ذیل میں دو اشعار لکھ رہا ہوں۔ ایک غالب کا ہے اور دوسرا نظم طباطبائی کا۔''

ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دل کے خوش رکھنے کو غالبؔ یہ خیال اچھا ہے

اس طرح طئے کی ہیں ہم نے منزلیں
گِر گئے، گِر کر اُٹھے، اُٹھ کر چلے

اشعار لکھنے کے بعد عموماً انگریزی میں ترجمہ بھی کرتے تھے۔ نہرو جی کی اہلیہ کملا نہرو کو بھی اُردو سے بڑا اشغف تھا۔ جن دنوں اُردو کے مشہور محقق قاضی عبدالودود سوئٹزرلینڈ کے ایک نرسنگ ہوم میں زیرِ علاج تھے، ان ہی دِنوں کملا نہرو بھی وہیں بغرضِ علاج مقیم تھیں۔ قاضی صاحب کے مطابق کملا نہرو اُردو جانتی تھیں اور برآمدے میں آرام کرسی پر دراز اُردو کی کتابیں پڑھا کرتی تھیں۔

فراقؔ گورکھپوری کسی زمانے میں نہرو جی کے سکریٹری تھے۔ جس زمانے میں رگھوپتی سہائے فراقؔ گورکھپوری الٰہ آباد یونیورسٹی میں انگریزی کے استاد تھے، ان ہی دِنوں کا ایک واقعہ ڈاکٹر محمد حسن نے اپنے مضمون ''نہرو اور میں'' میں تحریر کیا ہے۔

''جواہر لال نہرو کی جیل یاترا کا سلسلہ جاری تھا۔ جیل سے چھوٹ کر آئے تو ملنے والوں میں ایک صاحب کا کارڈ سامنے آیا، لکھا تھا آر۔ سہائے فراقؔ۔ نہرو جی نے ذہن پر زور ڈالا، کچھ یاد نہ آیا۔ اتنے میں فراقؔ صاحب داخل ہوئے۔ جواہر لال نہرو نے تپاک سے خیر مقدم کیا ''ارے رگھوپتی تم ہو۔ فراق کب سے ہو گئے۔۔۔؟

فراقؔ صاحب نے مختصر لفظوں میں جواہر لال نہرو کی جیل یاترا کے دوران شاعری کرنے کا حال سنایا، بولے ''اس بار جیل گیا تو تم رگھوپتی سہائے سے آر۔ سہائے فراقؔ ہو گئے، اگلی بار جیل گیا تو تم فقط ''ہائے فراق'' رہ جاؤ گے۔''

یہ جان کر شاید بہت لوگوں کو تعجب ہو کہ پنڈت نہرو ''لال'' کو ''الف'' سے نہیں بلکہ ''ع'' سے لکھتے تھے۔ ظفر پیامی اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ مصر کے جمال عبدالناصر کے دورۂ ہند کے موقع پر ایک محفل میں نہرو جی نے جمال عبدالناصر سے جب یہ کہا کہ میرے نام کے تینوں الفاظ جواہر، لعل اور نہرو عربی یا فارسی سے آئے ہیں تو جمال عبدالناصر نے یہ سن کر جواب دیا کہ یہ الفاظ فارسی نہیں خالص عربی ہیں۔

©KTBS Not to be republished

پنڈت جواہر لال نہرو کی اُردو دوستی کا یہ نا قابلِ فراموش واقعہ بھی ہماری نئی نسل تک پہنچنا ضروری ہے۔ جمہوریۂ ہند کی آئین ساز اسمبلی میں زبان کے سوال پر بحث چل رہی تھی۔ سوال یہ تھا کہ کن زبانوں کو آٹھویں جدول میں رکھ کر قومی زبان کا درجہ دیا جائے۔ پنڈت نہرو نے جن زبانوں کی فہرست پیش کی ان میں اُردو بھی تھی۔ اس پر جبل پور کے ایک کانگریس سیٹھ گووند داس نے چلاّ کر پوچھا ''اُردو بھلا کس کی مادری زبان ہوسکتی ہے''؟ پنڈت نہرو نے اسی جھلاّہٹ کے لہجے میں چیخ کر جواب دیا ''اُردو میری اور میری دادی کی زبان ہے۔''

اُردو کے فروغ کے لیے ہمیشہ انھوں نے مخلصانہ کوششیں کیں اور اس باب میں فرقہ پرستوں اور متعصبوں کو ترکی بہ ترکی جواب دیتے رہے۔ فروری 1958ء کو انجمن ترقیِ اُردو ہند کی کُل ہند اُردو کانفرنس کے افتتاحی اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے انھوں نے کہا تھا۔ ''مجھے اردو کے بارے میں بالکل فکر نہیں۔ وہ ایک جان دار زبان ہے۔ اسے دبانا یا ختم کرنا ناممکن ہے۔ لیکن تنگ دلی کے مظاہرے پر مجھے اکثر افسوس ہوتا ہے۔ میری خواہش ہے کہ اردو ترقی کرے، پھلے پھولے۔''

وہ ادیبوں اور شاعروں سے بہت قریب تھے۔ خاص طور پر اردو کے شاعروں اور ادیبوں کی بہت عزت کیا کرتے تھے۔ جوشؔ ملیح آبادی سے تو اُن کی دوستی بڑی گہری تھی۔ جوش صاحب جب بھی چاہتے، انھیں پنڈت جی کے ساتھ ملاقات کے لیے وقت مل جاتا۔ دونوں میں چوٹیں بھی چلتیں اور ہنسی ٹھٹھا بھی ہوتے آپ نہ صرف شعرا کی سرپرستی کرتے بلکہ مشاعروں میں شرکت بھی کرتے اور کبھی اپنی رہائش گاہ تری مورتی میں شعری نشستوں کا اہتمام بھی کرتے۔ 1948ء میں شیخ محمد عبداللہ اور بخشی غلام محمد نے ذاتی دلچسپی لے کر سری نگر میں ایک مشاعرے کا اہتمام کیا تھا۔ بقول جگن ناتھ آزاد اس مشاعرے کی صدارت اور نظامت دونوں کے فرائض نہرو جی نے انجام دئے۔ فہرست سامنے رکھ کر یکے بعد دیگرے ایک ایک شاعر کو زحمتِ کلام دیتے رہے۔

اس سلسلے کا ایک دلچسپ واقعہ بھی بیان کرنے سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ واقعہ کنور سنگھ بیدی سحرؔ اکثر اپنے دوستوں کو سناتے تھے۔ جشنِ جمہور کا مشاعرہ پنڈت نہرو کی صدارت میں لال قلعہ میں منعقد تھا۔ کنور مہندر سنگھ بیدی نظامت کر رہے تھے۔ جوشؔ ملیح آبادی کا نام پکارا گیا تو انھوں نے بڑے جوش وخروش کے ساتھ اپنی نظم ''ماتمِ آزادی'' سنائی۔ نظم کیا تھی ملک کی آزادی اور حکومت پر براہِ راست حملہ تھا۔

کھدر پہن پہن کے بد اطوار آ گئے
در پر سفید پوش سیہ کار آ گئے

چلنے لگی لغت پہ چھُری انتقام کی
چھانٹی گئیں تمام جو لفظیں تھیں کام کی
رحمٰن ہی کی بات چلی اور نہ رام کی
گدّی سے کھینچ گئی جو زباں تھی عوام کی

وہ جو تمام راہزنوں کا امام ہے
وہ شخص آج خضر علیہ السلام ہے

حکّام مجرموں کے ہیں دامن سیئے ہوئے
سی آئی ڈی ہے بادۂ غفلت پیئے ہوئے
داروغہ جی ہیں قول بدوں کو دیے ہوئے
چوروں سے کوتوال ہے سازش کئے ہوئے

برطانیہ کے خاص غلامانِ خانہ زاد
دیتے تھے لاٹھیوں سے جو حُبّ وطن کی داد
جن کی ہر ایک ضرب ہے اب تک سروں کو یاد
وہ آئی سی ایس اب بھی ہیں خوش وقت و بامراد

شیطان ایک رات میں انسان بن گئے
جتنے نمک حرام تھے کپتان بن گئے

وحشت روا، عناد روا، دشمنی روا
ہلچل روا، خروش روا، سنسنی روا
رشوت روا، فساد روا، رہزنی روا

انسان کا لہو تو پیو اذنِ عام ہے
انگور کی شراب کا پینا حرام ہے

وہ تازہ انقلاب ہوا آگ پر سوار
وہ سنسنائی آنچ وہ اُڑنے لگے شرار
وہ گُم ہوئے پہاڑ وہ غلطاں ہوا غبار
اے بے خبر وہ آگ لگی آگ ہوشیار

جوش صاحب پورے طُمطراق کے ساتھ نظم پڑھے جارہے تھے۔ مجمع بے اختیار ہو کر ایک ایک شعر پر بے تحاشا داد دے رہا تھا۔ جناب صدر پنڈت نہرو بڑے شوق سے نظم سن رہے تھے اور ناظمِ جلسہ بیدی سحر (جو دلّی کے مجسٹریٹ تھے) کی حالت دیدنی تھی۔ وہ کریں بھی تو کیا کریں۔۔۔ مشاعرہ جب ختم ہوا تو کنور صاحب نے جوش صاحب سے دوستانہ شکایت کرتے ہوئے ازراہِ مزاح کہا کہ ''جوش صاحب! آپ کو تو کوئی کچھ نہ کہے گا لیکن اب میری چھٹّی ہو جائے گی۔'' دوسرے دن نہرو جی کی طرف سے جوش صاحب اور کنور صاحب کے نام فرمائش آئی کہ آپ دونوں حضرات میرے یہاں تشریف لائیے۔ جوش صاحب کے نام یہ پیغام بھی تھا کہ آپ نے لال قلعہ کے مشاعرے میں جو نظم پڑھی تھی، وہ بھی ساتھ لائیں۔ کنور صاحب کہتے ہیں کہ ''اب تو بڑی حد تک یقین ہو گیا کہ کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے۔'' لیکن جوش صاحب اور کنور مہندر سنگھ بیدی سحر تری مورتی ہاؤس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ محفل سجی ہے۔ پنڈت جی کے علاوہ اندرا جی اور نہرو خاندان کے بعض اراکین اور عزیز و اقارب اکٹھا ہیں اور جوش صاحب کا انتظار ہو رہا ہے۔ پنڈت جی نے دونوں کو احترام سے بٹھایا اور جوش صاحب سے فرمائش کی کہ نظم ''ماتمِ آزادی'' ارشاد فرمائیں۔ کیونکہ یہ اصحاب جو کل کے مشاعرے میں نہیں تھے نظم سننے کے آرزومند ہیں۔ کنور صاحب فرماتے ہیں ''یہ نقشہ دیکھنے کے بعد میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔'' یہ تھے اُردو دوست، ہندوستان کے اولین وزیرِاعظم پنڈت جواہر لال نہرو جن کا جواب ملنا بہت مشکل ہے۔

فرہنگ

I (الف) الفاظ و معانی:

اسیری	=	(ا۔مث) قید، نظر بندی	سنسر	=	(ا۔مذ) احتساب، کسی بات سے روکنا
شغف	=	(ا۔مذ) بے حد محبت، بے انتہا رغبت	مقیم	=	(صف) قیام کرنے والا، رہنے والا
واقفیت	=	(ا۔مث) جان پہچان، شناسائی، جانچ پرکھ	اہتمام	=	(ا۔مذ) انتظام، بندوبست
احتساب	=	(ا۔مذ) حساب، جانچ پڑتال	خفیہ	=	(مذ۔صف) پوشیدہ، چھپا ہوا
محقق	=	(ا۔مذ) تحقیق کرنے والا، حکیم، فلسفی	دیدنی	=	(صف) دیکھنے کے قابل
جواہر	=	(ا۔مذ) جوہر کی جمع			
لعل	=	(ا۔مذ) سُرخ رنگ کے جواہر، قیمتی پتھر جیسے الماس، یاقوت، ہیرا وغیرہ			

©KTBS Not to be republished

سازش = (ا۔مث) کسی کی مخالفت کے لیے آپسی اتفاق   اِذن = (ا۔مذ) حکم، اجازت

نظامت = (ا۔مث) ناظم کا کام، کاروائی چلانا   ارشاد = (ا۔مذ) ہدایت، حکم

داد = (ا۔مث) تعریف، تحسین، عدل انصاف   تپاک = (ا۔مذ) گرم جوشی، شوق

اراکین = (ا۔مذ) رُکن کی جمع ممبر، اُمراء ، وزراء   خروش = (ا۔مذ) شور غل

شرکت = (ا۔مث) شامل ہونا، شریک ہونا   عِناد = (صف) لڑائی، دشمنی

اجلاس = (ا۔مذ) حاکم کے بیٹھنے کی جگہ، دربار، جلسہ   فروغ = (ا۔مذ) روشنی، چمک، ترقی

طُمطراق = (طُم۔طُ۔راق) (ا۔مذ) شان وشوکت، دھوم دھام

(ب): مرکبات:

جاندار = طاقت ور، مضبوط، زندہ   براہِ راست = سیدھا

ازراہِ مزاح = مذاقاً، مزاح کے انداز سے   عزیز و اقارب = رشتہ دار اور دوست

تنگ دلی = کم ظرفی، کنجوسی   فرقہ پرست = تنگ نظر

سیہ کار = بداطوار   بداطوار = بُرے چال چلن کا

خیر مقدم = (خے ر، مَق، دَم) استقبال   راہ زن = لُٹیرا، ڈاکو

بادۂ غفلت = غفلت کی شراب، غفلت کا نشہ   زحمتِ کلام = کلام پڑھنے کی دعوت دینا

زیرِ علاج = علاج کے دوران، جس کا علاج جاری ہو   نمک حرام = ناشکرا

(ج): محاورے:

ترکی بہ ترکی جواب دینا = جیسا کوئی کہے ویسا جواب دینا / سخت جواب دینا

چوٹ کرنا = وار چلنا، حملہ ہونا/ طنز کرنا

II (الف) ایک جملے میں جواب لکھیے۔

۱) پنڈت جواہر لال نہرو کو کس زبان سے دلی لگاؤ تھا؟

۲) احمد نگر جیل میں پنڈت نہرو نے کس کی مدد سے اُردو سیکھی؟

۳) پنڈت نہرو اپنے پورے نام کا اِملا کس طرح لکھا کرتے تھے؟

©KTBS Not to be republished

۴) رگھو پتی سہائے فراقؔ یونیورسٹی میں کونسا مضمون پڑھایا کرتے تھے؟
۵) نہرو نے کانگریسی لیڈر سیٹھ گووند داس کے سوال کا کیا جواب دیا؟
۶) لال قلعے کے مشاعرے میں سنائی گئی جوشؔ کی نظم کا عنوان کیا تھا؟
۷) مشاعرے میں نظم سنانے کے بعد کنور سنگھ نے جوشؔ سے کیا کہا؟
۸) ہندوستان کے اُردو دوست پہلے وزیر اعظم کون تھے؟

(ب) دو تین جملوں میں جواب لکھئے۔

۹) نہرو نے اندرا کی فرمائش کا کیا جواب دیا؟
۱۰) قاضی عبدالودود نے کملا نہرو کے اردو سے شغف کے بارے میں کیا کہا؟
۱۱) فراقؔ کی زبانی جیل یاترا کے دوران شاعری کا حال سن کر نہرو نے کیا جواب دیا؟
۱۲) نہرو اور جوشؔ کی دوستی کس قسم کی تھی؟
۱۳) پنڈت نہرو نے جوشؔ اور مہندر سنگھ کو تری مورتی ہاؤس آنے کی دعوت کیوں دی؟

(ج) تفصیلی جواب لکھئے۔

۱۴) جواہر لال نہرو کی اردو دوستی کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ لکھئے۔
۱۵) جوشؔ کی نظم ''ماتمِ آزادی'' میں کس پر چوٹیں کی گئی ہیں؟

III (الف) متن کے حوالے سے جملوں کی وضاحت کیجئے۔

۱۶) ''اردو یا ہندی کے خطوط سنسر والے روک لیتے ہیں۔''
۱۷) ''اگلی بار جیل گیا تو تم فقط ''ہائے فراق'' رہ جاؤ گے۔''
۱۸) ''اردو میری اور میری دادی کی زبان ہے۔''
۱۹) ''اردو بھلا کس کی مادری زبان ہو سکتی ہے؟''
۲۰) ''جوشؔ صاحب! آپ کو تو کوئی کچھ نہیں کہے گا لیکن اب میری چھٹی ہو جائے گی۔''

(ب) جمع اور واحد کے لحاظ سے غیر موزوں لفظ پر نشان لگایئے۔

۲۱) واقعات، برسات، حالات ۲۲) الفاظ، اعمال، احسان
۲۳) محافل، محافظ، ممالک ۲۴) فرائض، حقائق، جائز
۲۵) خطوط ، جنون، فنون ۲۶) جواہر، طاہر، جزائر

©KTBS Not to be republished

(ج) ذیل کے جملوں کے خط کشیدہ الفاظ کو ہدایت کے مطابق تبدیل کیجیے۔

۲۷) غالبؔ کے اشعار قدرے آسان ہوتے ہیں۔ (ضد)

۲۸) ہم کو جنت کی حقیقت معلوم ہے۔ (جنس)

۲۹) اردو ایک جاندار زبان ہے۔ (مترادف)

۳۰) میرے نام کے تینوں الفاظ جواہر، لعل اور نہرو عربی یا فارسی سے آئے ہیں۔ (واحد)

۳۱) نہرو فرقہ پرستوں اور متعصبوں کو ترکی بہ ترکی جواب دیتے رہے۔ (محاورے کے معنی)

قواعد: معنی کے لحاظ سے جملوں کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) جملۂ خبریہ (۲) جملۂ انشائیہ

اِن جملوں کو غور سے پڑھیے۔

۱) نہرو جی نے احمد نگر کی اسیری کے دوران مولانا ابوالکلام آزاد سے اردو کا درس لیا تھا۔

۲) اردو کے مشہور محقق قاضی عبدالودود سوئٹزرلینڈ کے ایک نرسنگ ہوم میں زیرِ علاج تھے۔

۳) جوشؔ صاحب پورے طُمطُراق کے ساتھ نظم پڑھے جا رہے تھے۔

اِن تین جملوں میں کسی خبر یا کیفیت کا ذکر ہے۔ پہلے جملے میں نہرو جی کے اردو سیکھنے کی خبر ہے۔ دوسرے جملے میں قاضی عبدالودود کی علاج کی خبر بیان کی گئی ہے جبکہ تیسرے جملے میں جوشؔ صاحب کے نظم پڑھنے کی کیفیت کا ذکر ہے۔ ایسے جملے ''جملۂ خبریہ'' کہلاتے ہیں۔ کسی واقعہ، کیفیت یا صورتِ حال کی خبر دینے والے جملے کو ''جملۂ خبریہ'' کہتے ہیں۔

سرگرمی:

اُردو زبان ایک مقبول زبان ہے۔ اس زبان کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اس کے کئی اشعار زبان زد خاص و عام ہیں۔ اردو زبان سے ناواقف شخص بھی موقع بہ موقع اشعار استعمال کرتا ہے جیسے۔

سر فروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے
دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے

اُستاد کی مدد سے ایسے مشہور اشعار اپنی بیاض میں نقل کیجیے۔

- اُردو زبان سے متعلق کوئی گیت یا ترانہ ترنم سے اپنے اسکول کے جلسے میں پیش کیجیے۔
- مرکزی حکومت کی جانب سے آج بھی جشنِ جمہوریہ کے موقع پر لال قلعہ میں مشاعرہ منعقد کیا جاتا ہے۔ ملک کے مشہور و معروف شعراء کو مدعو کیا جاتا ہے۔ آپ بھی اپنے اسکول میں مشاعرے کا انعقاد کیجیے۔

☆☆☆

©KTBS Not to be republished

سبق:7

رشوت

جوشؔ ملیح آبادی

تخلیق: نظم میں کسی بھی موضوع کو تسلسل کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ نظم کے مصرعوں کو بند کی شکل میں لکھا جاتا ہے اور بند میں چار، پانچ، یا چھ مصرعے ہوتے ہیں۔ شعراء نظموں میں مختلف سماجی مسائل کو کامیابی کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ مندرجہ ذیل نظم ''رشوت'' میں شاعر انقلاب جوشؔ ملیح آبادی نے سماج کے ایک اہم مسئلہ کو اجاگر کیا ہے۔ اس قسم کے قبیح مسائل کے تدارک کی یہ کوشش صحیح معنوں میں قابل ستائش ہے۔ اس نظم میں شاعر نے چور بازاری، بے ایمانی، بے ضمیری اور رشوت خوری کا پردہ فاش کیا ہے۔

تخلیق کار: نام شبیر حسن خان، جوشؔ تخلص، 5/دسمبر 1898ء ایک علمی و ادبی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ذاتی مطالعہ سے انھوں نے اپنی علمی معلومات میں اضافہ کیا۔ ایک عرصہ تک دارالترجمہ، جامعہ عثمانیہ حیدرآباد میں کام کرتے رہے۔ بعدازاں دہلی کے دوران قیام ایک ادبی رسالہ ''کلیم'' شائع کیا اور سرکاری رسالہ ''آج کل'' کے مدیر اعلیٰ رہے۔ تقسیمِ ہند کے بعد 1956ء میں پاکستان کے شہر کراچی منتقل ہوئے اور وہیں 1982ء میں ان کا انتقال ہوا۔

جوش ایک قادرالکلام شاعر تھے۔ ان کا شمار اردو کے مشہور نظم گو شعراء میں ہوتا ہے۔ ان کے کلام کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ 'نقش ونگار'، 'شعلہ و شبنم'، 'حرف وحکایت'، 'جنون وحکمت'، 'فکر ونشاط'، 'آیات ونغمات'، 'عرش وفرش'، 'سنبل و سلاسل' اور 'سموم وصبا' ان کے مجموعے کلام ہیں۔ ان کی خودنوشت سوانح ''یادوں کی برات'' کو کافی مقبولیت حاصل ہوئی۔

©KTBS Not to be republished

لوگ ہم سے روز کہتے ہیں یہ عادت چھوڑئے　　یہ تجارت ہے خلافِ آدمیت چھوڑئے
اس سے بدتر لت نہیں کوئی یہ لت چھوڑئے　　روز اخباروں میں چھپتا ہے کہ رشوت چھوڑئے

احمقانہ ہر عمل ہر قول مجنونانہ ہے
اپنی بستی ناصحوں کا ایک پاگل خانہ ہے

ہاتھ سے کھودیں اگر اس چیز کو پائیں گے کیا　　ہم اگر رشوت نہیں لیں گے تو پھر کھائیں گے کیا
قید بھی کردیں تو ہم کو راہ پر لائیں گے کیا　　یہ جنونِ عشق کے انداز چھٹ جائیں گے کیا

ملک بھر کو قید کردے کس کے بس کی بات ہے
خیر سے سب ہیں کوئی دو چار بس کی بات ہے

یہ ہوس یہ چور بازاری یہ مہنگائی یہ بھاؤ　　رائی کی قیمت ہو جب پربت تو کیوں آئے نہ تاؤ
اپنی تنخواہوں کی ندّی میں ہے پانی آدھ پاؤ　　اور لاکھوں ٹن کی بھاری اپنے جیون کی ہے ناؤ

مستعد ہیں ہم سے جو رشوت چھڑانے کے لئے
ریت میں کھیتے ہیں وہ کشتی چلانے کے لئے

سب سے پہلے خوں آشامیٔ صنعت روکئے　　تیغ زن سرمایہ داری کی شقاوت روکئے
اتنی کم تنخواہ دینے کی بھی خِسّت روکئے　　روز و شب بڑھتی ہوئی چیزوں کی قیمت روکئے

یہ ہلاکت خیزیاں جس دن فنا ہوجائیں گی
رشوتوں کی آندھیاں دَم میں ہوا ہوجائیں گی

فرہنگ

I (الف) الفاظ ومعانی:

تجارت	=	(ا۔مث) کاروبار	لت	=	(ا۔مث) بُری عادت
قول	=	(ا۔مذ) بات، عہد و پیمان، اقرار	مجنونانہ	=	(صف۔مذ) پاگل پن
ناصح	=	(ا۔مذ) نصیحت کرنے والا	بھاؤ	=	(ا۔مذ) قیمت
پربت	=	(ا۔مذ) پہاڑ	تاؤ	=	(ا۔مذ) غصہ

©KTBS Not to be republished

جنوں = (ا۔مذ) دیوانگی   ہوس = (ا۔مث) لالچ
ناؤ = (ا۔مث) کشتی   مستعد = (صف) تیار، آمادہ، چست
کھینا = (مص) چپو سے ناؤ چلانا   شقاوت = (ا۔مث) بدنصیبی، بدمعاشی
خسّت = (ا۔مث) بخیلی، کنجوسی

(ب) مرکبات:

خوں آشامی = خونخواری، ظلم وستم   ہلاکت خیز = تباہ کرنے والا
جنونِ عشق = عشق کی دیوانگی   تیغ زن = تلوار چلانے والا
خلافِ آدمیت = انسانیت کے خلاف   روز وشب = دن ورات

(ج) محاورے:

راہ پہ لانا = سیدھا راستہ بتانا   تاؤ آنا = غصہ آنا   ہوا ہونا = غائب ہونا، کافور ہونا

(د) معنوی فرق:

چھٹنا = صاف ہونا، بکھرنا   چھُٹنا = رہا ہونا، آزاد ہونا
چور = دوسروں کا مال چُرانے والا   چُور = ریزہ ریزہ، ٹکڑے ٹکڑے
عمل = کام   امل = اُمید، آرزو
رِیت = رواج   رَیت = بالو
دَم = لمحہ، سانس   دُم = پونچھ
مُلک = دیس، سلطنت   مَلک = فرشتہ

II (الف) درج ذیل کے جواب ایک جملے میں لکھئے۔

۱) شاعر کونسی عادت کو خلاف آدمیت کہہ رہا ہے؟
۲) شاعر اپنی بستی کو کن لوگوں کا پاگل خانہ کہہ رہا ہے؟

©KTBS Not to be republished

۳) شاعر کی نظر میں رشوت نہ لینے سے کیا نقصان ہوتا ہے؟

(ب) تفصیلی جوابات لکھئے۔

۴) شاعر کے نزدیک رشوت کو چھوڑنا کس لئے محال ہے؟

۵) رشوت ستانی کو مٹانے کے لئے کونسے اقدامات کرنے چاہئے؟

(ج) اس نظم کا خلاصہ لکھئے۔

III (الف) درج ذیل بند کو غور سے پڑھ کر اس میں لکھے گئے غلط الفاظ کی جگہ صحیح الفاظ درج کیجئے۔

لوگ ہم سے روز کہتے ہیں یہ لعنت چھوڑئے
یہ شرارت ہے خلافِ آدمیت چھوڑئے
اس سے بہتر لت نہیں کوئی ، یہ لت چھوڑئے
روز خبروں میں چھپتا ہے کہ رشوت چھوڑئے
احمقانہ ہر عمل ہر بول مجنونانہ ہے
اپنی بستی کاہلوں کا ایک پاگل خانہ ہے

(ب) پہلے دولفظوں میں جو تعلق ہے اس کی مناسبت سے اگلا لفظ لکھئے۔

۶) رشوت : جوش :: آمد بہار : ....

۷) احمق : احمقانہ :: ناصح : ....

۸) فنا : بقا :: قید : ....

۹) عادت : لت :: ہوس : ....

(ج) صحیح جواب کی نشاندہی کیجئے۔

۱۰) یہ تجارت ہے خلافِ آدمیت چھوڑئے

یہ تجارت سے مراد: سود، رشوت، قرض

©KTBS Not to be republished

۱۱) رائی کی قیمت ہو جب پربت تو کیوں آئے نہ تاؤ

تاؤ میں آنے کی وجہ: چھوٹی سی چھوٹی چیز کی مہنگائی

رائی کی قیمت میں اضافہ

پہاڑ جیسا نقصان

۱۲) ریت میں کھیتے ہیں وہ کشتی چلانے کے لئے۔

اس کا مطلب ہے: حالات سے نباہ کرنا

ناممکن کو ممکن سمجھنا

مستقبل کے حسین خواب دیکھنا

۱۳) اپنی بستی ناصحوں کا ایک پاگل خانہ ہے

اس مصرعہ کا لہجہ: مزاحیہ، سنجیدہ، طنزیہ

(د) درج ذیل الفاظ سے قوافی کی جوڑیاں بنائیے۔

رشوت، مجنونانہ، بھاؤ، قیمت، فنا، تاؤ، پاگل خانہ، بقا

عملی سرگرمی:

سماج میں موجود برائیوں پر لکھی گئی نظموں کو تلاش کیجئے اور اپنی جماعت میں پڑھ کر سنائیے اور اپنے استاد سے نظم کی تشریح سماعت کیجئے۔

یہ نظم ترکیب بند کی ہیئت میں لکھی گئی ہے۔ اس نظم میں ہر بند کا آخری شعر جداگانہ ہوتا ہے۔ اس نظم کے ہر بند کے قافیوں کی فہرست بنائیے۔

☆☆☆

©KTBS Not to be republished

سبق:8

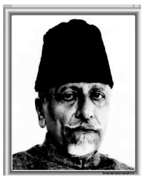

قولِ فیصل

مولانا ابوالکلام آزاد

تخلیق: مولانا آزاد کے بیانات کا مجموعہ کتابی شکل میں ''قولِ فیصل'' کے نام سے شائع ہوا ہے۔ یہ بیانات انگریزی حکومت کے استغاثہ کے جواب میں دیئے گئے تھے۔ آزاد ایک شعلہ بیاں مقرر تھے۔ فصیح و بلیغ زبان اور اشعار کا برجستہ استعمال ان کی تحریر وتقریر کا ایک خاص وصف ہے۔ اِس تقریر سے اُن کی صداقت پسندی اور جرأت مندی کا اندازہ ہوتا ہے۔

تخلیق کار: مولانا آزاد کا اصلی نام محی الدین، ابوالکلام لقب اور آزاد تخلص تھا۔ ان کی پیدائش 11/نومبر 1888ء میں مکہ مکرمہ میں ہوئی اور انتقال 22/فروری 1958ء میں ہوا۔ مولانا آزاد کی ابتدائی تعلیم والدین کی نگرانی میں ہوئی۔ نوعمری ہی میں عربی، فارسی اور اُردو زبانوں میں مہارت حاصل کی۔ ادبی سفر کا آغاز شاعری سے ہوا دراصل مولانا نثری میدان کے شہسوار تھے۔ ادبی دنیا مولانا کو ایک عظیم نثر نگار تسلیم کرتی ہے۔ ان کے ادبی سرمایے میں کئی رسائل اور تصانیف شامل ہیں جن میں کاروانِ خیال، غبارِ خاطر، تبرکاتِ آزاد، مکاتبِ آزاد، خطباتِ آزاد اور قولِ فیصل اہم ہیں۔

مولانا آزاد بارہ سال کی عمر میں ''المصباح'' کے مدیر بنے۔ مولانا شبلی نے ان کی غیر معمولی صلاحیتوں کو دیکھ کر رسالہ ''الندوہ'' کا مدیر مقرر کیا۔ مولانا آزاد کا سب سے بڑا کارنامہ الہلال، اور البلاغ کی اشاعت ہے۔ اس کے ذریعہ انھوں نے ہندوستانیوں میں آزادی کا جذبہ اُبھارا اور اتفاق واتحاد کی اہمیت کا احساس دلایا، ان کوششوں کے نتیجے میں ان کی زندگی کا سب سے بڑا حصہ قید و بند کی نذر ہوگیا۔ ان کی بیش بہا خدمات کی بدولت انھیں مرکزی وزیر تعلیم کے عہدے پر مامور کیا گیا۔ مرکزی حکومت نے پہلے وزیر تعلیم مولانا آزاد کی یومِ پیدائش یعنی 11/نومبر کو یومِ تعلیم منانے کا اعلان کیا ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ جب کبھی حکمراں طاقتوں نے آزادی اور حق کے مقابلے میں ہتھیار اُٹھائے ہیں تو عدالت گاہوں نے سب سے زیادہ آسان اور بے خطا ہتھیار کا کام دیا ہے۔ عدالت کا اختیار ایک طاقت ہے اور وہ

©KTBS
Not to be republished

انصاف وناانصافی دونوں کے لیے استعمال کی جاسکتی ہے۔منصف گورنمنٹ کے ہاتھ میں وہ عدل وحق کا سب سے بہتر ذریعہ ہےلیکن جابراور ظالم حکومتوں کے لیےاس سے بڑھ کرانتقام اور ناانصافی کا کوئی آلہ بھی نہیں۔

تاریخ عالم کی سب سے بڑی ناانصافیاں میدان جنگ کے بعد عدالت کے ایوانوں میں ہی ہوتی ہیں، دُنیا کے بانیانِ مذاہب سے لے کر سائنس کے محققین تک کوئی پاک اورحق پسند جماعت نہیں ہے جو مجرموں کی طرح عدالت کے سامنے کھڑی نہ کی گئی ہو۔ بلاشبہ زمانہ کے انقلاب سے عہدقدیم کی بہت سی برائیاں مٹ گئیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ اب دنیا میں دوسری عیسوی کی خوفناک رومی عدالتیں اورازمنہ متوسطہ کی پراسرار''انکویزیشن'' وجود نہیں رکھتی۔لیکن میں ماننے کے لیے تیار نہیں کہ جوجذبات ان عدالتوں میں کام کرتے تھےان سے بھی ہمارے زمانے کونجات مل گئی ہے۔وہ عمارتیں ضرور گرادی گئیں جن کے اندرخوفناک اسرار بند تھےلیکن دلوں کوکون بدل سکتا ہے جوانسانی خودغرضی اور ناانصافی کےخوفناک رازوں کا دفینہ ہیں؟

عدالت کی ناانصافی کی فہرست بڑی ہی طولانی ہے۔تاریخ آج تک اس کے ماتم سے فارغ نہ ہوسکی۔ہم اس میں حضرت مسیح جیسے پاک انسان کو دیکھتے ہیں جواپنے عہد کی اجنبی عدالت کے سامنے چوروں کے ساتھ کھڑے کیے گئے۔ہم کواس میں سقراط نظر آتا ہے جس کوصرف اس لیے زہر کا پیالہ پینا پڑا کہ وہ اپنے ملک کا سب سے زیادہ سچا انسان تھا۔ہم کواس میں گلیلیو کا نام ملتا ہے، جواپنی معلومات اورمشاہدات کواس لیے جھٹلا نہ سکا کہ وقت کی عدالت کے نزدیک ان کا اظہار جُرم ہے۔

یقیناً میں نے کہا ہے''موجودہ گورنمنٹ ظالم ہے''لیکن اگر میں یہ نہ کہوں تواور کیا کہوں؟ میں نہیں جانتا کہ مجھ سے کیوں یہ توقع کی جائے کہ ایک چیز کواس کے اصلی نام سے نہ پکاروں؟ میں سیاہ کوسفید کہنے سے انکار کرتا ہوں۔ میں کم سے کم اورنرم سے نرم لفظ جواس بارے میں بول سکتا ہوں، یہی ہے۔

میں یقیناً کہتا رہا ہوں کہ ہمارے فرض کے سامنے دو ہی راہیں ہیں گورنمنٹ، ناانصافی اورحق تلفی سے باز آجائے۔اگر باز نہیں آسکتی تو مٹادی جائے۔میں نہیں جانتا کہ اس کے سوااور کیا کہا جاسکتا ہے؟ یہ توانسانی عقائد کی اتنی پرانی سچائی ہے کہ صرف پہاڑ اورسمندر ہی اس کے ہم عمر کہے جاسکتے ہیں۔جو چیز بُری ہے اسے یا تو درست ہونا چاہئے یا مٹ جانا چاہئے تیسری بات کیا ہوسکتی ہے؟ جب کہ میں اس گورنمنٹ کی برائیوں پر یقین رکھتا ہوں تو یقیناً

©KTBS Not to be republished

یہ دعانہیں مانگ سکتا کہ وہ درست بھی نہ ہواور اس کی عمر بھی دراز ہو۔

میرا اعتقاد ہے کہ آزادرہنا ہر فرد اور ہر قوم کا پیدائشی حق ہے۔ کوئی انسان یا انسانوں کی گھڑی ہوئی بیورو کریسی یہ حق نہیں رکھتی کہ خدا کے بندوں کو محکوم بنائے، محکومی اور غلامی کے لیے کیسے ہی خوش نما نام کیوں نہ رکھ لیے جائیں وہ غلامی ہی ہے اور خدا کی مرضی اور اس کے قانون کے خلاف ہے۔ پس میں موجودہ گورنمنٹ کو جائز تسلیم نہیں کرتا اور اپنا ملکی، مذہبی اور انسانی فرض سمجھتا ہوں کہ اس کی محکومی سے ملک اور قوم کو نجات دلاؤں۔

انصاف کی پامالی میں اس کی جرأت ان تھک اور دلیری بالکل لگام ہیں۔ سمرنا میں 80 فیصدی مسلمانوں کی آبادی ہے مگر وزیراعظم بغیر کسی شرمندگی کے مسیحی آبادی کی کثرت کا اعلان کر دیتا ہے۔ یونانی حکومت تمام اسلامی آبادی کو خون اور آگ کے سیلاب میں غرق کر دیتی ہے لیکن وہ بے دھڑک ترکی مظالم کی فرضی داستانیں بیان کرتا رہتا ہے اور خود انگلستان کے بھیجے ہوئے امریکن کمیشن کی رپورٹ پوشیدہ کر دی جاتی ہے۔

پھر نہ تو ان تمام مظالم و جرائم کے لیے اس کے پاس اعتراف ہے نہ تلافی بلکہ ملک کی جائز اور با امن جدو جہد کو پامال کرنے کے لیے ہر طرح کا جبر و تشدد شروع کر دیا جاتا ہے اور وہ سب کچھ کیا جاتا ہے جو گزشتہ ایک سال کے اندر ہو چکا ہے۔۔۔ اس وقت تک ملک کے ہر حصے میں ہو رہا ہے میں اگر ایسی گورنمنٹ کو ''ظالم'' اور یا درست ہو جاؤ یا مٹ جاؤ نہ کہوں تو کیا ''عادل'' اور ''درست ہو نہ مٹو'' کہوں؟

کیا صرف اس لیے کہ ظلم طاقتور ہے اور اس کے پاس جیل ہے اس کا حقدار ہو جاتا ہے کہ اس کا نام بدل دیا جائے؟ میں اٹلی کے نیک اور حریت پرست جوزف میزینی کی زبان میں کہوں گا ''ہم صرف اس لیے کہ تمھارے ساتھ عارضی طاقت ہے تمھاری برائیوں سے انکار نہیں کر سکتے۔''

میں اپنا بیان اٹلی کے قتیل صداقت گارڈینیو برونو کے لفظوں پر ختم کرتا ہوں جو میری ہی طرح عدالت کے سامنے کھڑا کیا گیا تھا۔

''زیادہ سے زیادہ جو سزا دی جا سکتی ہے بلا تامل دے دو۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ سزا کا حکم لکھتے ہوئے جس قدر جنبش تمھارے دل میں پیدا ہو گی، اس کا عُشر عُشیر اضطراب بھی سزا سن کر میرے دل کو نہ ہو گا۔''

مسٹر مجسٹریٹ اب میں اور زیادہ وقت کورٹ کا نہ لوں گا۔ یہ تاریخ کا ایک دلچسپ اور عبرت انگیز باب ہے

©KTBS Not to be republished

جس کی ترتیب میں ہم دونوں یکساں طور پر مشغول ہیں۔ ہمارے حصے میں یہ مجرموں کا کٹہرا آیا ہے، تمہارے حصے میں مجسٹریٹ کی کرسی۔ وہ کرسی بھی اتنی ہی ضروری چیز ہے جس قدر یہ کٹہرا۔ آؤ اس یادگار اور افسانہ بننے والے کام کو جلد ختم کردیں۔ مؤرخ ہمارے انتظار میں ہے اور مستقبل کب سے ہماری راہ تک رہا ہے۔ ہمیں یہاں جلد جلد آنے دو اور تم بھی جلد جلد فیصلہ لکھتے رہو۔ ابھی کچھ دنوں تک یہ کام جاری رہے گا یہاں تک کہ ایک دوسری عدالت کا دروازہ کھل جائے۔ یہ خدا کے قانون کی عدالت ہے وقت اس کا جج ہے وہ فیصلہ لکھے گا اور اس کا فیصلہ آخری فیصلہ ہوگا۔

فرہنگ

I (الف) الفاظ و معانی

اضطراب = (ا۔مذ) بےچینی، بےقراری
تامل = (ا۔مذ) سوچ، غور وفکر، شک
پامالی = بربادی
جنبش = (ا۔مذ) حرکت، ہلچل
داستان = (ا۔مث) کہانی، قصہ
دفینہ = (ا۔مذ) خزانہ، دفن کیا ہوا
انکویزیشن = آزمائش، تفتیش
سقراط = (ا۔مذ) یونان کا مشہور فلسفی جسے زہر دیا گیا
حریت = (ا۔مث) آزادی، غلامی کے بعد
عارضی = (ا۔صف) وقتی، ہنگامی
عُشرِ عَشیر = (ا۔مذ) دسویں حصے کا دسواں حصہ 1/100، بہت تھوڑا

(ب) مترادفات:

ہتھیار = اسلحہ
پامال = برباد
زمانہ = عہد
توقع = اُمید
اجنبی = ناآشنا
ظالم = جابر
حُکمراں = فرماں روا
انتقام = بدلہ

(ج) کثیر المعانی الفاظ:

آبادی = آبادی کی گنتی، آرام، چین
اہل = لائق، قابل، صاحب
ظلم = بےانصافی، اندھیرا
حق = فرض، سچ، واجب، ٹھیک
گھڑنا = بنانا، جھوٹی بات بنانا، مارنا، گزرنا، واقع ہونا

©KTBS Not to be republished

شاہد = شہادت دینے والا، گواہی دینے والا، محبوب، معشوق

باز = دوبارہ، مکرر، کبوتر/ پتنگ باز

(د) ہم آواز الفاظ کے معانی:

عَہد = دور، اَحد = ایک صَرف= خرچ صِرف = سوائے

اَسرار= راز، سر کی جمع اِصرار = ضد، ہٹ قول = کہی ہوئی بات خول = چھلکا

کل = پرزہ کُل = تمام آلہ = اوزار اعلیٰ = بہت بلند

II (الف) درج ذیل سوالات کے جوابات صرف ایک جملے میں لکھئے۔

۱) عدالت کا کیا اختیار ہوتا ہے؟

۲) عدل وحق کا سب سے بہتر ذریعہ کس کے ہاتھ میں ہے؟

۳) کس وجہ سے عہدِ قدیم کی برائیاں مٹ گئیں؟

۴) تاریخ میں آج بھی کس بات کا ماتم کیا جاتا ہے؟

۵) سقراط کو زہر کا پیالہ کیوں پینا پڑا؟

۶) ہر فرد اور ہر قوم کا پیدائشی حق کیا ہے؟

۷) مولانا آزاد کس کی محکومی سے ملک اور قوم کو نجات دلانا چاہتے تھے؟

۸) کس کے حصّے میں مجرموں کا کٹہرا اور کس کے حصّے میں مجسٹریٹ کی کرسی آئی تھی؟

(ب) ان سوالات کے جوابات تین یا چار جملوں میں لکھئے۔

۹) تاریخ عالم کی سب سے بڑی ناانصافیاں کیا کیا ہیں؟

۱۰) انگریزی گورنمنٹ سے متعلق ابوالکلام نے کیا کہا؟

۱۱) مولانا آزاد کے سامنے فرض کی راہیں کتنی ہیں؟ اور کون کونسی؟

۱۲) مولانا آزاد کم اور نرم الفاظ میں کیا کہنا چاہتے ہیں؟

۱۳) اٹلی کے قتیل گارڈ نیو برونو نے عدالت میں کیا الفاظ کہے تھے؟

©KTBS Not to be republished

(ج) اِن کے تفصیلی جوابات لکھئے۔

۱۴) مولانا ابوالکلام آزاد کا ''آزادی'' سے متعلق کیا عقیدہ تھا؟

۱۵) وزیرِاعظم کے اعلان کے بعد یونانی حکومت میں مسلمانوں کو کن کن باتوں سے دوچار ہونا پڑا؟

III (الف) ان الفاظ کی واحد/جمع لکھئے۔

آخر، اسرار، بانیان، جذبات، داستان، ذریعہ، حق، عالم

(ب) ان الفاظ کی ضد لکھئے۔

حق، سفید، عارضی، قدیم، محکوم، مہمان

(ج) سابقے اور لاحقے۔

<u>نا</u>پاک، <u>لا</u>جواب، روش<u>ناس</u>، <u>کار</u> آمد، بد<u>کار</u>، یتیم <u>خانہ</u>

مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ مندرجہ بالا خط کشیدہ مناسب سابقوں اور لاحقوں کو جوڑ کر مرکبات بنائیے۔

معلوم، علم، فرض، گر، صنعت، دوا

(د) بحوالۂ متن درج ذیل جملوں کی وضاحت کیجئے۔

۱) ''یقیناً میں نے کہا ہے موجودہ گورنمنٹ ظالم ہے۔''

۲) ''میرا اعتقاد ہے کہ آزاد رہنا ہر فرد اور ہر قوم کا پیدائشی حق ہے۔''

۳) ''ہمارے حصے میں یہ مجرموں کا کٹہرا آیا ہے، تمہارے حصہ میں مجسٹریٹ کی کرسی۔''

۴) ''مورخ ہمارے انتظار میں ہے اور مستقبل کب سے ہماری راہ تک رہا ہے۔''

©KTBS Not to be republished

(ھ) پہلے دولفظوں کی مناسبت سے تیسرے لفظ کا جوڑ لکھئے:

(1) قول	:	کہی ہوئی بات	: :	خول	:	....
(2) لاعلم	:	سابقہ	: :	دواخانہ	:	....
(3) قولِ فیصل	:	مولانا ابوالکلام آزاد	: :	جواہر لال نہرو کی اُردو دوستی	:	....
(4) سر	:	اسرار	: :	حق	:	....

قواعد

امر = جو سزا دی جا سکتی ہے بلا تامل دے دو۔

نہی = میں موجودہ حکومت کو جائز تسلیم نہیں کرتا۔

ندا = اے خدا ! ہمیں صراطِ مستقیم پر چلا۔

استفہام = یہ نہ کہوں تو اور کیا کہوں؟

تحسین = ماشاءاللہ ! ہمارا ملک سائنسی ترقی میں پیچھے نہیں رہا۔

تعجب = واقعی جنگِ آزادی میں ہم نے بہت کچھ کھویا۔

تاسف = ہائے! یہ بربادی کے منظر دیکھے نہیں جاتے۔

تمنا = کاش! آج ہم میں کوئی سقراط جیسا سچا اور آزاد جیسا دلیر ہوتا۔

تنبیہہ = ہوشیار آگے کا راستہ پُر خطر ہے۔

شرط = اگر ہمارے بزرگ قربانی نہ دیتے تو ملک آزاد نہ ہوتا۔

عرض = مہربانی فرما کر مجھے اس عذاب سے نجات دلائیے۔

قَسم = واللہ میں نے ان کی پیشانی پر کبھی بَل نہیں دیکھے۔

©KTBS
Not to be republished

جملۂ انشائیہ: وہ جملہ ہے جس میں کہنے والے کے خیال اور اس کی خواہش یا جذبہ کا اظہار ہو۔ مذکورہ جملوں سے امر، نہی، ندا، استفہام، تحسین، تعجب، تاسف، تمنا، تنبیہہ، شرط، عرض اور قَسم کا اظہار ہو رہا ہے۔ ایسے جملے جملۂ انشائیہ کہلاتے ہیں۔

درج ذیل ہر سوال کے لئے چار متبادل دئے گئے ہیں، ان میں سے سب سے مناسب جواب چن کر لکھئے:

(1) وہ جملہ جو کسی واقعہ، کیفیت یا کسی صورتِ حال کی خبر دے۔

(الف) جملۂ اسمیہ (ب) جملۂ فعلیہ (ج) جملۂ خبریہ (د) جملۂ انشائیہ

(2) جملۂ انشائیہ وہ جملہ ہے جس میں

(الف) کہنے والے کے خیال، خواہش یا جذبے کا ذکر ہو (ب) ایک مسندالیہ اور ایک مسند ہو

(ج) اسمِ فاعل اور مفعول ہو (د) فعلِ لازم اور فعلِ متعدی ہو

(3) ''جو سزا دی جاسکتی ہے بلا تامل دے دو''۔ اس جملۂ انشائیہ میں ظاہر ہونے والا جذبہ ہے۔

(الف) امر (ب) تحسین (ج) تاسف (د) شرط

(4) تنبیہہ کو ظاہر کرتا ہوا جملۂ انشائیہ ہے۔

(الف) واللہ میں نے ان کی پیشانی پر کبھی بل نہیں دیکھے۔ (ب) یہ نہ کہوں تو اور کیا کہوں؟

(ج) کاش! کوئی سقراط جیسا سچا اور آزاد جیسا دلیر ہوتا۔ (د) ہوشیار آگے کا راستہ پُر خطر ہے۔

(5) اِن جملۂ انشائیہ میں ''شرط'' کی مثال ہے۔

(الف) اگر محنت نہ کرتے تو کامیاب نہ ہوتے۔ (ب) ہائے! یہ تباہی دیکھی نہیں جاتی۔

(ج) میری ضرورت پوری کر دیں۔ (د) واللہ کمال کا آدمی ہے۔

سرگرمی:

نامور قومی رہنماؤں کے مختصر تعارف کے ساتھ تصویری البم تیار کیجئے۔

☆☆☆

©KTBS Not to be republished

سبق:9

(ا) غزل

(حصہ الف)

حسن شوقی

تخلیق: غزل اردو شاعری کی مقبول صنف ہے۔ یہ صنف فارسی کی دین ہے۔غزل وہ منظوم کلام ہے جس کا ہر شعر معنی و مفہوم کے لحاظ سے مکمل ہوتا ہے۔غزل اور عشقیہ موضوعات لازم وملزوم ہیں۔اس صنف میں عارفانہ، ناصحانہ، فلسفیانہ، سیاسی، سماجی غرض ہر قسم کے مضامین بیان کئے جاتے ہیں۔غزل کا پہلا شعر مطلع کہلاتا ہے۔جس کے دونوں مصرعوں میں ردیف وقافیہ کا استعمال لازمی ہے۔کبھی کبھی دوسرے شعر کے دونوں مصرعوں میں یہ التزام برتا جاتا ہے جسے ''حسنِ مطلع'' کہتے ہیں۔غزل کے تمام اشعار کے مصرعِ ثانی میں قافیہ اور ردیف ہوتے ہیں غزل کے سب سے اچھے شعر کو بیت الغزل کہتے ہیں اور آخری شعر جس میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرتا ہے مقطع کہلاتا ہے۔

تخلیق کار: نام حسن، شوقی تخلص، ان کا ذکر عموماً گولکنڈہ کے شعراء میں کیا جاتا ہے۔ان کا تعلق دکن کے تین درباروں یعنی قطب شاہی، عادل شاہی اور نظام شاہی سلطنت سے رہا۔شوقی کی عمر کا زیادہ تر حصہ وجیاپورہ میں گزرا۔اُن کی زندگی میں ہی شہرت نے انھیں بامِ عروج پر پہنچادیا تھا۔

مشہور دکنی شاعر ابن نشاطی نے مثنوی ''پھولبن'' میں شوقی کی عظمت کا اعتراف کیا ہے۔بحیثیت مثنوی نگار انھیں کافی مقبولیت حاصل ہوئی۔''میزبانی نامہ'' اور ''فتح نامہ'' ان کی دو مشہور مثنویاں نظام شاہی دور کی یادگار ہیں۔ حسن شوقی نے غزلیات بھی لکھیں۔مندرجہ ذیل غزل خالص عشقیہ غزل ہے۔جس میں شاعر نے محبوب کوئی ناموں سے یاد کیا ہے۔

بے کل کر آہ بلبل، وہ گُل بدن کہاں ہے
جِن مَن ہریا ہمارا، وہ مَن ہرن کہاں ہے

در بزم ماہِ رُویاں، خورشید ہے سریجن
میں شمع ہوں جلوں گی، وہ انجمن کہاں ہے

از ہند تا خراساں، خوشبو ہوا ہے عالم
گلزار نئیں خبرلیا، وہ یاسمن کہاں ہے
لالہ سو لال میرا، لالی لگا گیا رے
کوئی مُج خبر کراوئے، اس کا وطن کہاں ہے

اس شاہ جوان پر میں تن من فدا کروں گا
ایسا جو مست لائیں، وہ من ہرن کہاں ہے

کِن یوں غزل سنایا، جلتیاں کوں پھر جلایا
سو رندِ لا اُبالی، شوقیؔ حسن کہاں ہے

I (الف) الفاظ ومعانی:

جِن	=	جس نے	مَن ہرن	=	دل چُرانے والا،محبوب
بےکل	=	بےچین	گل بدن	=	پھولوں ساجسم والا نازک محبوب
سریجن	=	محبوب	ماہ رویاں	=	چاند جیسے چہرے والا/ والی
خراسان	=	ملک کا نام	یاسمن	=	خوشبودار پھول یاسمین
نیں	=	نہیں	جلتیاں	=	جلنے والے،حسد کرنے والے
کِن	=	کون،کس	رند	=	شرابی
یوں/یو	=	یہ	لااُبالی	=	شوخ،الھڑ
فدا	=	نثار،قربان	تن من	=	جسم وجان
مست	=	متوالا،نشہ میں چور،دیوانہ،خوش	مُج	=	مجھے
لال	=	سرخ،پیارا،لاڈلا	لالی	=	لال رنگ،سرخی،عزت،آبرو
لالہ	=	ایک قسم کا سرخ پھول جس کے بیچ میں سیاہ نشان ہوتے ہیں۔			

©KTBS Not to be republished

II (الف) ایک جملے میں جواب لکھیے۔

۱) شاعر کو کس نے بے کل کر دیا؟

۲) دل کو چرانے والے کے لیے کونسا لفظ استعمال ہوا ہے؟

۳) بزم میں محبوب کس کی مانند نظر آتا ہے؟

۴) شاعر نے اپنے محبوب کی خوشبو کہاں کہاں محسوس کی؟

۵) شاعر خود کو کیا کہہ رہا ہے؟

۶) رِندلا اُبالی کا نام کیا ہے؟

۷) شمع کہاں جلا کرتی ہے؟

۸) مقطع میں شاعر جلتوں کو جلانے کی بات کیوں کر رہا ہے؟

(ب) درج ذیل اشعار کی تشریح کیجئے۔

۹) از ہند تا خراساں، خوشبو ہوا ہے عالم   گلزار نئیں خبر لیا، وہ یاسمن کہاں ہے

۱۰) سُن یوں غزل سنایا، جلتیاں کوں پھر جلایا   سو رندِ لا اُبالی، شوقیؔ حسن کہاں ہے

(ج) ذیل کے اشعار میں محبوب کے لیے جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں ان کی نشاندہی کیجئے۔

۱۱) بے کل کر آہ بلبل وہ گل بدن کہاں ہے
جن من ہریا ہمارا وہ من ہرن کہاں ہے

۱۲) در بزم ماہِ رویاں خورشید ہے سریجن
میں شمع ہوں جلوں گی وہ انجمن کہاں ہے

۱۳) از ہند تا خراساں خوشبو ہوا ہے عالم
گلزار نیں خبر لیا وہ یاسمن کہاں ہے

(د) مندرجہ ذیل خط کشیدہ الفاظ کی ضد لکھ کر خانہ پُری کیجئے۔

۱۴) خدا کی نظر میں شاہ اور............ایک ہیں۔

۱۵) مہتاب کی روشنی......................کی دین ہے۔

۱۶) بدبو سے ماحول آلودہ ہو چلا ہے۔ چلو اگربتی کی..........پھیلائیں۔

©KTBS
Not to be republished

۱۷) گلوں سے ....بہتر ہیں جو دامن تھام لیتے ہیں۔

۱۷) غافل انسان جوانی مستی میں گزارتا ہے اور..........رونے میں۔

درج ذیل ہر سوال کے لئے چار متبادل دئے گئے ہیں، ان میں سے سب سے مناسب جواب چن کر لکھئے:

(1) اُردو شاعری کی مقبول ترین صنف ہے۔

(الف) رباعی (ب) غزل (ج) قطعہ (د) مرثیہ

(2) وہ منظوم کلام جس کا ہر شعر معنی کے اعتبار سے مکمل ہوتا ہے۔

(الف) غزل (ب) حمد (ج) نعت (د) قصیدہ

(3) موضوعات جو غزل کے لئے لازم وملزوم ہیں۔

(الف) رزمیہ (ب) بزمیہ (ج) طنزیہ (د) عشقیہ

(4) غزل کا پہلا شعر کہلاتا ہے۔

(الف) ردیف (ب) قافیہ (ج) مطلع (د) مقطع

(5) مطلع کی پہچان

(الف) دونوں مصرعے ہم قافیہ وہم ردیف ہوتے ہیں (ب) آخری شعر ہوتا ہے۔

(ج) شاعر کا تخلص ہوتا ہے۔ (د) سب سے پسندیدہ ہوتا ہے۔

(6) غزل میں مطلع کے علاوہ دوسرے شعر کے دونوں مصرعوں میں بھی قافیہ وردیف آتا ہو تو وہ شعر کہلاتا ہے۔

(الف) محسنِ مطلع (ب) حُسنِ مقطع (ج) حُسنِ مطلع (د) احسن مطلع

(7) غزل کا سب سے اچھا شعر کہلاتا ہے۔

(الف) ملک الشعراء (ب) بیت الشعر (ج) شعرالعجم (د) بیت الغزل

(8) غزل کے آخری شعر کو کہتے ہیں۔

(الف) مطلع (ب) مقطع (ج) تخلص (د) قافیہ بند

©KTBS
Not to be republished

(9) مقطع کی پہچان

(الف) دونوں مصرعے ہم قافیہ وہم ردیف ہوتے ہیں۔ (ب) پہلا شعر ہوتا ہے۔

(ج) شاعر کا تخلص ہوتا ہے۔ (د) سب سے پسندیدہ ہوتا ہے۔

سرگرمی:

- ہر لفظ کے دو قافیے لکھیے۔

گُل .... / .... **بدن** .... / .... **عالم** ...... / ....

خبر .... / .... **شراب** .... / .... **تن** .... / ....

- قدیم دکنی شعراء کا کلام اپنے استاد کی مدد سے پڑھ کر دکنی شاعری کا لطف اٹھائیے۔

اضافی معلومات:

- مقطع میں تخلص کا استعمال شعراء اپنے مزاج کے لحاظ سے کرتے ہیں۔ عموماً صرف تخلص پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ کبھی نام اور تخلص مکمل طور پر برتا جاتا ہے اور کبھی اس کے مقام میں تبدیلی بھی کی جاتی ہے۔ جیسے

میرؔ ان نیم باز آنکھوں میں
ساری مستی شراب کی سی ہے

....

طرزِ بیدلؔ میں ریختہ لکھنا
اسد اللّٰہ خاں، قیامت ہے

....

کن یوں غزل سنایا جلتیاں کوں پھر جلایا
سو رند لا اُبالی شوقیؔ حسن کہاں ہے

©KTBS
Not to be republished

مرزا غالبؔ

غزل (۲)

تخلیق کار: مرزا غالبؔ کا شمار اُردو کے عظیم ترین شعراء میں ہوتا ہے۔نام مرزا اسداللہ خان، مرزا نوشہ لقب، نجم الدولہ، دبیرالملک جیسے شاہی خطابات سے نوازے گئے۔انھوں نے پہلے اسؔد پھر غالبؔ تخلص اختیار کیا، 1797ء کو آگرہ میں پیدا ہوئے۔بعد میں انھوں نے دہلی کو اپنا مسکن بنایا۔غالبؔ ایک زندہ دل روشن خیال انسان تھے۔زندگی ہو یا شاعری انھوں نے اپنا الگ راستہ منتخب کیا۔انھیں اپنی فارسی دانی اور فارسی شاعری پر ناز تھا لیکن اردو نظم ونثر سے انھیں شہرت نصیب ہوئی۔نثر میں ان کے خطوط کے مجموعے کافی مشہور ہیں۔اوران کا اُردو دیوان بے حد مقبول ہے۔مرزا غالبؔ کے کلام میں جدت،شوخی،ظرافت،اور فلسفیانہ رنگ ملتا ہے۔1869ء کو دارِفانی سے کوچ کر گئے۔

ابنِ مریم، ہوا کرے کوئی
میرے دکھ کی دوا کرے کوئی

بات پر واں زبان کٹتی ہے
وہ کہیں اور سنا کرے کوئی

چال جیسے کڑی کمان کا تیر
دل میں ایسے کہ جا کرے کو ئی

بک رہا ہوں جنون میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

نہ سنو ، گر برا کہے کوئی
نہ کہو ، گر برا کرے کوئی

روک لو گر غلط چلے کوئی
بخش دو گر خطا کرے کوئی

©KTBS
Not to be republished

کون ہے جو نہیں ہے حاجت مند
کس کی حاجت روا کرے کوئی

کیا کِیا خضرؑ نے سکندر سے
اب کسے رہنما کرے کوئی

جب توقع ہی اٹھ گئی غالبؔ
کیوں کسی سے گلا کرے کو ئی

فرہنگ:

I الفاظ و معانی:

ابنِ مریم = بی بی مریم کے بیٹے، حضرت عیسیٰؑ جو ایک پیغمبر تھے۔

جنون = (ا۔مذ) دیوانگی

حاجت مند = (ا۔مذ) محتاج، ضرورت والا

حاجت روا = ضرورت پوری کرنے والا، کنایتاً خدا

خضرؑ = (ا۔مذ) مشہور پیغمبر حضرت خضر علیہ السلام، جن کی نسبت مشہور ہے کہ انھوں نے آبِ حیات پیا ہے اور وہ ہمیشہ زندہ رہیں گے، رہنما، رہبر

بخش دینا = معاف کرنا، درگذر کرنا

خطا = (ا۔مث) قصور، گناہ، غلطی

توقع = (ا۔مث) امید

II (الف) درجِ ذیل سوالات کے جوابات ایک جملے میں لکھئے۔

۱) ابنِ مریم سے شاعر کی مراد کیا ہے؟

۲) مرزا غالبؔ کے مطابق، انسان کو کب روکنا چاہئے؟

۳) کسی سے خطا ہو جائے تو کیا کرنا چاہئے؟

©KTBS
Not to be republished

(ب) دو تین جملوں میں جواب دیجئے

۴) غالبؔ کسی سے کیوں گلا کرنا نہیں چاہتے؟

۵) مرزا غالبؔ نے اس غزل میں کیا کیا نصیحتیں کی ہیں؟

۶) ''بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ'' سے شاعر کی مراد کیا ہے؟

۷) مرزا غالبؔ کا کونسا شعر آپ کو اچھا لگا اور کیوں؟ وضاحت کیجئے۔

(ج) درج ذیل اشعار کی تشریح کیجئے۔

۸) بات پر واں زبان کٹتی ہے — وہ کہیں اور سنا کرے کوئی

۹) کیا کِیا خضرؑ نے سکندر سے — اب کسے رہنما کرے کوئی

III (الف) ''کنیت'' اس نام کو کہتے ہیں جو ماں، باپ، یا بیٹی کے تعلق سے مشہور ہو جائے۔ جیسے

۱) ابنِ مریم ۲) امّ کلثوم ۳) اَبوحنیفہ

(ب) درج ذیل اسماء سے پہلے کنیت لگا کر خالی جگہوں کو پر کیجئے۔

1) ....آدمؑ	۴) ....حبیبہ	۷) ....جہل
۲) ....بطوطہ	۵) ....سلمٰی	۸) ....بکر
۳) ....علی	۶) ....ہانی	۹) ....لہب

(ج) ان الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجئے۔

دوا، خطا، رہنما، توقع

قواعد و بلاغت:

چال جیسے کڑی کمان کا تیر
دل میں ایسے کہ جا کرے کوئی

اس شعر میں محبوب کی مستانی چال کو کڑی کمان جیسا بتایا گیا ہے۔ کسی دو الگ چیزوں کو ان کی مشترک

©KTBS Not to be republished

صفت کی بنا پر ایک دوسرے کی مثال دی جاتی ہے تو اسے تشبیہ کہتے ہیں۔تشبیہ کے لیے جیسا، ایسا، جیسے، ایسے، مانند، طرح حروفِ تشبیہ استعمال کیے جاتے ہیں۔

تشبیہ کے پانچ ارکان ہیں۔جیسے

اس شعر کے ارکانِ تشبیہ

۱) مشبہ چال

۲) مشبہ بہ تیر

۳) وجہ تشبیہ ناز، اکڑ

۴) غرض تشبیہ اترا کر چلنا

۵) حرفِ تشبیہ جیسے

؎ ابنِ مریم ہوا کرے کوئی
مرے دُکھ کی دوا کرے کوئی

مذکورہ شعر میں ''ابنِ مریم'' ۔ بی بی مریم کے بیٹے حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کی طرف اشارہ ہے، اگر شاعر کلام میں کسی واقعہ، قصہ یا کسی مذہبی روایت کی طرف اشارہ کرتا ہے تو اسے ''صنعتِ تلمیح'' کہتے ہیں، تلمیح میں بظاہر مختصر الفاظ ہوتے ہیں لیکن اس کے پیچھے کوئی واقعہ، قصہ یا کہانی ہوتی ہے جس کو جانے بغیر شعر کا پورا لطف اٹھایا نہیں جا سکتا۔ اس غزل کا ایک اور شعر صنعت تلمیح کی مثال ہے۔

؎ کیا کیا خضرؑ نے سکندر سے
اب کسے رہنما کرے کوئی

سرگرمی: استاد سے درج ذیل اشعار میں بیان کئے گئے واقعات کی تفصیل معلوم کیجئے۔

۱؎ نارِ نمرود کو کیا گلزار
دوست کو یوں بچا لیا تُو نے

©KTBS
Not to be republished

۲۔ نکلنا خُلد سے آدم کا سُنتے آئے ہیں لیکن
بڑے بے آبرو ہوکر ترے کوچے سے ہم نکلے

درج ذیل ہر سوال کے لئے چار متبادل دئے گئے ہیں، ان میں سے سب سے مناسب جواب چن کر لکھئے:

(1) کلام میں کسی دو الگ چیزوں کو اُن کی مشترک صفت کی بنا پر ایک دوسرے کی مثال دی جاتی ہے تو اُسے کہتے ہیں۔

(الف) تشبیہ (ب) استعارہ (ج) صنعتِ تکرار (د) تلمیح

(2) ارکانِ تشبیہہ کی تعداد ہے۔

(الف) چار (ب) پانچ (ج) چھ (د) سات

(3) ؎ چال جیسے کڑی کمان کا تیر دل میں ایسے کہ جا کرے کوئی

اس شعر میں استعمال ہوئی صنعت کا نام ہے۔

(الف) صنعتِ تلمیح (ب) صنعتِ تضاد (ج) صنعتِ تشبیہہ (د) صنعتِ استعارہ

(4) ؎ ابنِ مریم ہُوا کرے کوئی میرے دکھ کی دَوا کرے کوئی

مذکورہ شعر میں اس صنعت کو اختیار کیا گیا ہے۔

(الف) صنعتِ تلمیح (ب) صنعتِ تکرار (ج) صنعتِ تشبیہہ (د) صنعتِ تجنیس

(5) کلام میں کسی واقعہ، قصّہ یا روایت کی طرف اشارہ کرنا کہلاتا ہے۔

(الف) صنعتِ طباق (ب) صنعتِ تلمیح (ج) صنعتِ استعارہ (د) صنعتِ اشارہ

©KTBS
Not to be republished

(۳) غزل

اصغرؔ گونڈوی

تخلیق کار: اصغرؔ گونڈوی کی پیدائش 1854ء گورکھپور میں ہوئی اور ان کی وفات الہ آباد میں 1936ء کو ہوئی۔ ان کا پورا نام اصغر حسین ہے انھوں نے ابتدائی تعلیم وتربیت کے بعد انگریزی مدارس میں بھی چند دن تعلیم حاصل کی جس کی وجہ سے ان میں انگریزی کتب بینی سے لطف اٹھانے کی صلاحیت پیدا ہوگئی تھی۔ یہی حال عربی وفارسی کا بھی تھا۔ اُن میں ادبی قابلیت اُن کے اپنے ذاتی مطالعہ اور غور وفکر کا نتیجہ تھی۔ اُن کے والد عرصہ تک اپنی ملازمت کے سلسلہ میں گونڈہ میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ رہے جس کی وجہ سے اصغر، اصغرؔ گونڈوی کہلائے۔ اصغرؔ عرصہ تک ہندوستانی اکادمی کے رسالہ ''ہندوستان'' کے ایڈیٹر رہے۔ ان کا دیوان ''نشاطِ روح'' کے نام سے شائع ہوا۔

یہ عشق نے دیکھا ہے، یہ عقل سے پنہاں ہے
قطرے میں سمندر ہے، ذرّے میں بیاباں ہے

سو بار ترا دامن، ہاتھوں میں مرے آیا
جب آنکھ کھلی دیکھا، اپنا ہی گریباں ہے

ہے حسنِ تعین سے، ظاہر ہو کہ باطن ہو
یہ قید نظر کی ہے، وہ فکر کا زنداں ہے

آغوش میں ساحل کے، کیا لطف سکوں اُس کو
یہ جان ازل ہی سے، پروردۂ طوفاں ہے

اصغرؔ سے ملے لیکن، اصغرؔ کو نہیں دیکھا
اشعار میں سنتے ہیں، کچھ کچھ وہ نمایاں ہے

©KTBS Not to be republished

I (الف) الفاظ ومعانی:

پنہاں = (ا۔صف) پوشیدہ، چھپا ہوا
بیاباں = (ا۔مذ) ریگستان، جنگل، ویرانہ
دامن = (ا۔مذ) آنچل، پلو
گریباں = (ا۔مذ) پوشاک کا وہ حصہ جو گلے کے نیچے ہو
باطن = (ا۔مذ) اندرونی حصہ، پوشیدہ
زنداں = (ا۔مذ) جیل، قید خانہ
ازل = (ا۔مذ) شروع، ابتداء، وہ زمانہ جس کی کوئی ابتدا ہی نہ ہو
نمایاں = (ا۔صف) نمودار ہونے والا، ظاہر

©KTBS
Not to be republished

II (الف) ایک جملے میں جوابات لکھیے۔

۱) عقل سے پنہاں چیز کو کس نے دیکھا ہے؟
۲) عشق نے ذرے اور قطرے میں کیا کیا دیکھا؟
۳) شاعر نے خواب میں کس کا دامن، سو بار تھاما؟
۴) شاعر حسنِ تعین سے کب بچنے کی بات کہہ رہا ہے؟
۵) ساحل کی آغوش میں شاعر کو کس لیے سکون میسر نہیں؟

(ب) درج ذیل اشعار کی تشریح کیجیے۔

۶) یہ عشق نے دیکھا ہے، یہ عقل سے پنہاں ہے
قطرے میں سمندر ہے، ذرے میں بیاباں ہے
۷) آغوش میں ساحل کے، کیا لطف سکوں اس کو
یہ جان ازل ہی سے، پروردۂ طوفاں ہے

III (الف) درج ذیل مصرعوں کو مکمل کیجیے۔

۸) قطرے میں سمندر ہے، ذرے میں .... ہے

۹) یہ قید نظر کی ہے، وہ فکر کا........................ ہے

۱۰) .... .میں ساحل کے کیا لطف سکوں اُس کو

۱۱) .... میں سنتے ہیں، کچھ کچھ وہ نمایاں ہے

(ب) مختلف گروہوں سے متعلقہ الفاظ چُن کر گروہ بنائیے۔

الف	ب	ت	
سمندر	قیدی	غم	(.............. ....)
دامن	آنسو	نگہبان	(.............. ....)
آنکھ	گریباں	قطرہ	(.............. ....)
زنداں	ساحل	ہاتھ	(.............. ....)

(ج) خالی جگہوں میں حروف (نے، میں، کا، کی، سے، کو) کے استعمال سے خالی جگہوں کو پر کیجیے۔

۱۲) یہ عشق..........دیکھا ہے، یہ عقل......... پنہاں ہے

۱۳) یہ قید نظر..............ہے وہ فکر..............زنداں ہے

۱۴) اصغر..............ملے لیکن اصغر..............نہیں دیکھا

۱۵) آغوش.................ساحل کے کیا لطف سکوں اس کو

قواعد بلاغت

ا۔ پچ حسنِ تعین سے، ظاہر ہو کہ باطن ہو
یہ قید نظر کی ہے، وہ فکر کا زنداں ہے

مندرجہ بالا شعر میں ''ظاہر'' اور ''باطن'' متضاد الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ شعر کی ایسی خصوصیت کو جس میں متضاد الفاظ استعمال ہوتے ہیں اُسے صنعت تضاد یا صنعت طباق کہتے ہیں۔

©KTBS Not to be republished

۲ـ اصؔغر سے ملے لیکن اصؔغر کو نہیں دیکھا
اشعار میں سنتے ہیں کچھ کچھ وہ نمایاں ہے

مندرجہ بالا شعر میں لفظ ''کچھ'' دہرایا گیا ہے۔ایسا شعر جس میں ایک ہی لفظ کو دُہرایا جاتا ہے اُسے صنعتِ تکرار یا صنعت تکریر کہا جاتا ہے۔

درج ذیل ہر سوال کے لئے چار متبادل دیئے گئے ہیں، ان میں سے سب سے مناسب جواب چن کر لکھئے:

(1) کلام میں متضاد الفاظ استعمال کئے جائیں تو وہ صنعت کہلاتی ہے۔

(الف) صنعتِ تلمیح (ب) صنعتِ تکرار (ج) صنعتِ تشبیہہ (د) صنعتِ تضاد

(2) صنعتِ تضاد کا ایک اور نام

(الف) صنعتِ طباخ (ب) صنعتِ طباق (ج) صنعتِ تباق (د) صنعتِ اتباع

(3) کسی شعر میں ایک ہی لفظ کو بار بار دہرانا کہلاتا ہے۔

(الف) صنعتِ تلمیح (ب) صنعتِ تضاد (ج) صنعتِ تکرار (د) صنعتِ تشبیہہ

(4) ؎ بچ حسنِ تعین سے، ظاہر ہو کہ باطن ہو یہ قید نظر کی ہے، وہ فکر کا زنداں ہے

درجِ بالا شعر میں اس صنعت کو لایا گیا ہے۔

(الف) صنعتِ تضاد (ب) صنعتِ تکرار (ج) صنعتِ تشبیہہ (د) صنعتِ استعارہ

(5) ؎ اصؔغر سے ملے لیکن، اصؔغر کو نہیں دیکھا اشعار میں سنتے ہیں، کچھ کچھ وہ نمایاں ہے

اِس شعر میں استعمال کی گئی صنعت ہے۔

(الف) صنعتِ تکرار یا تکریر (ب) صنعتِ تلمیح (ج) صنعتِ استعارہ (د) صنعتِ تضاد

سرگرمی: اپنی پسند کے ایسے کوئی چار اشعار تلاش کر کے لکھئے جو زندگی کے موضوع سے متعلق ہوں۔

☆☆☆

©KTBS Not to be republished

سبق:10

جگنو

فراقؔ گورکھپوری

تخلیق: ماں کی یاد میں لکھی یہ ایک تاثراتی نظم ہے۔ یہ نظم شخصی مرثیہ نہیں کہلاتی۔ اس نظم میں ایک یسیر یتیم بچے کا درد سمایا ہوا ہے۔ بیس برس کے اس نوجوان کے جذبات قلم بند ہیں جس کی پہلی سانس ہی ماں کی موت کا سبب بنی۔ فراقؔ کی طویل نظم ''جگنو'' کی تلخیص پیش ہے۔

تخلیق کار: نام رگھوپتی سہائے، قلمی نام فراقؔ گورکھپوری۔ 28/اگست 1896ء کو بمقام گورکھپور پیدا ہوئے۔ ان کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ الہ آباد سے ایف اے کی تعلیم مکمل کی۔ آگرہ یونیورسٹی سے انگریزی میں ایم اے کیا۔ انڈین سول سروس کے لئے منتخب ہوئے۔ لیکن انھوں نے تحریک آزادی میں حصہ لینے کو ترجیح دی۔ 1932ء میں الہ آباد میں انگریزی کے استاد مقرر ہوئے۔ فراقؔ کے شعری مجموعے، روحِ کائنات، رمز و کنایات، غزلستان، شبنمستان شائع ہوئے ہیں۔ گلِ نغمہ اور رباعیات کا مجموعہ ''روپ'' کو کافی شہرت حاصل ہوئی۔

''گلِ نغمہ'' کو گیان پیٹھ ایوارڈ سے نوازا گیا۔ فراقؔ اردو کے پہلے شاعر ہیں، جنھیں یہ ایوارڈ عطا کیا گیا۔ اس کے علاوہ انھیں ساہتیہ اکاڈمی ایوارڈ، سوویت لینڈ نہرو ایوارڈ، غالب اکاڈمی ایوارڈ، گیان پیٹھ جیسے اعلیٰ اعزاز سے نوازا گیا۔ آگرہ یونیورسٹی نے ڈی لٹ کی اعزازی ڈگری عطا کی۔ 3/مارچ 1982ء کو ان کا انتقال ہوا۔

©KTBS Not to be republished

مری حیات نے دیکھی ہیں بیس برساتیں
مرے جنم ہی کے دن مرگئی تھی ماں میری

وہ ماں کہ شکل بھی جس ماں کی میں نہ دیکھ سکا
جو آنکھ بھر کے مجھے دیکھ بھی سکی نہ وہ ماں

میں وہ پسر ہوں جو سمجھا نہیں کہ ماں کیا ہے
مجھے کِھلائیوں اور دائیوں نے پالا تھا

وہ مجھ سے کہتی تھیں جب گِھر کے آتی تھی برسات
جب آسمان میں ہر سو گھٹائیں چھاتی تھیں

بوقت شام جب اڑتے تھے ہر طرف جگنو
دیئے دکھاتے ہیں یہ بھولی بھٹکی روحوں کو

مزہ بھی آتا تھا مجھ کو کچھ ان کی باتوں میں
میں ان کی باتوں میں رہ رہ کے کھو بھی جاتا تھا

پر اس کے ساتھ ہی دل میں کسک سی ہوتی تھی
کبھی کبھی یہ کسک ہُوک بن کے اٹھتی تھی

یتیم دل کو میرے یہ خیال ہوتا تھا
یہ شام مجھ کو بنا دیتی کاش اک جگنو

تو ماں کی بھٹکی ہوئی روح کو دکھا تا راہ
کہاں کہاں مری خاطر بھٹک رہی ہوگی

یہ سوچ کر مری حالت عجیب ہوتی تھی
پلک کی اوٹ میں جگنو چمکنے لگتے تھے

کبھی کبھی تو میری ہچکیاں سی بندھ جاتیں
کہ ماں کے پاس کسی طرح میں پہنچ جاؤں

©KTBS Not to be republished

اور اِس کو راہ دکھاتا ہوا میں گھر لاؤں

———•———

ہمارے شہر میں آتی ہیں اب بھی برساتیں

ہمارے شہر پر اب بھی گھٹائیں چھاتی ہیں
ہنوز بھیگی ہوئی سرمئی فضاؤں میں

خطوطِ نور بناتی ہیں جگنوؤں کی صفیں
فضائے تیرہ میں اڑتی ہوئی یہ قندیلیں

مگر میں جان چکا ہوں اسے بڑا ہوکر
کسی کی روح کو جگنو نہیں دکھاتے راہ

کہا گیا تھا جو بچپن میں مجھ سے جھوٹ تھا سب
مگر کبھی کبھی حسرت سے دل میں کہتا ہوں

یہ جانتے ہوئے جگنو نہیں دکھاتے چراغ
کسی بھٹکتی ہوئی روح کو مگر پھر بھی

وہ جھوٹ ہی سہی کتنا حسین جھوٹ تھا وہ
جو مجھ سے چھین لیا عمر کے تقاضے نے

———•———

فرہنگ

I الفاظ ومعانی:

پسر = (ا۔مذ) بیٹا
کسک = (ا۔مث) ہلکا سا درد
فضائے تیرہ = اندھیری فضا
ہوک = (ا۔مث) کراہ
کھلائی = (ا۔مث) بچوں کو کھلانے والی عورت، دایہ
اوٹ = (ا۔مث) آڑ
صف = (ا۔مث) قطار
تقاضہ = (ا۔مذ) طلب
حسرت = (ا۔مث) تمنّا، آرزو

©KTBS Not to be republished

II (الف) ایک جملے میں جواب تحریر کیجئے۔

۱) شاعر نے کس عمر میں یہ نظم لکھی؟ ۲) شاعر کو کس نے پالا تھا؟

۳) دائی کس طرح بہلایا کرتی تھی؟ ۴) دائی کی بات سن کر شاعر کے دل میں کیا خیال پیدا ہوا؟

۵) شاعر کی خواہش کیا تھی؟

۶) جگنوؤں کی صفوں پر کس بات کا گمان ہوتا تھا؟

(ب) مختصر جواب لکھئے۔

۷) شاعر بچپن کے بہلاوے کی باتوں کو حسین جھوٹ کیوں کہتا ہے؟

۸) اس نظم میں یتیم بچے کی بے چینی کا اظہار کس طرح کیا گیا ہے؟

(ج) تفصیلی جواب لکھئے۔

۹) اس نظم کا خلاصہ لکھئے۔

III (الف) ان الفاظ کی ضد لکھئے۔

حیات x ------ آسمان x ------ حسین x ------ جھوٹ x ----- نور x -----

(ب) مصرعے مکمل کیجئے۔

۱۰) میں وہ.........ہوں جو سمجھا نہیں کہ ماں کیا ہے ۱۱) یہ شام مجھ کو بنا دیتی.........اک جگنو

۱۲) خطوط.........بناتی ہیں جگنوؤں کی صفیں ۱۳) وہ جھوٹ ہی سہی کتنا......جھوٹ تھا وہ

(ج) غیر متعلق الفاظ کی نشاندہی کیجئے۔

۱۴) جگنو ، قندیل ، چراغ ۱۵) برسات ، گھٹا ، زمین

۱۶) راہ ، منزل ، جنگل ۱۷) سُرمئی ، تاریک، سرخ

۱۸) موت ، جوانی ، بچپن

سرگرمی: ۱) ''ماں'' دورِ حاضر کے شاعر منور رانا کا پسندیدہ موضوع ہے۔ان کے اشعار جمع کیجئے۔

۲) علامہ اقبال کی نظم ''ماں کا خواب'' کو اسٹیج پر پیش کیجئے۔

☆☆☆

©KTBS Not to be republished

سبق:11

درشٹی

زہرہ جمال

تخلیق: افسانہ نثری ادب کی مقبول صنف ہے۔ بچپن سے ہی انسان کہانی کا شیدائی ہوتا ہے۔ دراصل افسانہ ہو یا کہانی واقعات کا مجموعہ ہوتی ہے۔ اس میں کرداروں کے ذریعے سماج میں بسنے والوں کی زندگی کی تصویر پیش کی جاتی ہے۔ اس میں حقیقت اور تخیل کی رنگ آمیزی کی جاتی ہے۔ افسانہ میں پلاٹ اور کردار کا ہونا ضروری ہے۔ افسانے رومانی، اصلاحی، سماجی اور نفسیاتی، کسی بھی موضوع پر لکھے جا سکتے ہیں۔

تخلیق کار: زہرہ جمال 1931ء ممبئی میں پیدا ہوئیں۔ تعلیم وتدریس کے پیشے سے وابستہ رہیں۔ مطالعہ ان کا اہم مشغلہ رہا۔ تعلیمی دور سے ہی لکھنا شروع کیا لیکن ایک طویل مدت تک ان کا قلم خاموش رہا۔ 1970ء سے باقاعدہ لکھ رہی ہیں۔ وہ زندگی کا گہرا شعور رکھتی ہیں۔ انھوں نے سماج سے جڑے اہم مسائل پر دلوں کو چھونے والے افسانے لکھے ہیں۔ افسانہ ''درشٹی'' اس کی مثال ہے۔ اس افسانے میں مصنفہ نے سماجی مسئلہ یعنی فرقہ پرستی کی لعنت دور کرنے اور قومی یکجہتی کا پرچم لہرانے کا پیغام دیا ہے۔

آنکھوں کے آپریشن سے ایک کرشماتی فضا پیدا ہوگئی۔ الیکشن کی آخری میٹنگ باقی تھی۔ پارٹی کے سارے خاص اور عام ورکر خوش تھے۔ شعلہ بیاں، سحر طراز نیتا آنکھوں کے اسپتال سے صحت یاب ہوکر واپس آ گئے تھے۔ ایک مدت بعد وہ سب کو دیکھ کر پہچان رہے تھے۔ ایکسیڈنٹ میں کھوئی ہوئی بینائی انھیں دوبارہ مل گئی تھی۔ ان کا کامیاب آپریشن کسی آنکھیں دان کرنے والے کی مہربانی سے ممکن ہوا تھا۔

یہ آنکھیں جوان کی پلکوں کی اوٹ سے مسکرا رہی تھی۔ ایک اسکول پرنسپل کی آنکھیں تھیں، جس نے تمام عمر اولادِ آدم کو ایک آنکھ سے دیکھا تھا اور جو چاہتا تھا کہ اس کی آنکھیں اس کے مرنے کے بعد بھی دیکھتی رہیں۔ پرنسپل نے ساری زندگی تاریخ پڑھی اور پڑھائی تھی۔ دنیا کی تاریخ، ہندوستان کی تاریخ، ہر عہد کی تاریخ۔ ان آنکھوں نے انسان کو ہر نقطۂ نظر سے دیکھا تھا۔ ڈارون کے نظریے کو پڑھنے کے بعد بھی ان کو یقین تھا کہ انسان

©KTBS Not to be republished

جنت سے نکالے ہوئے آدم کی اولاد ہے۔ یہ عقیدہ تقریباً ہر مذہب میں کسی نہ کسی شکل میں موجود تھا۔ کرموں کا پھل، جزا اور سزا، جنت اور دوزخ، بھرت نارائن جی سب کو مانتے تھے۔ ان کو یقین تھا کہ سب انسان ایک ہی مہا آتما سے جڑے ہوئے ہیں جس نے ان کو مٹی کا جسم دیا ہے۔ جسم اور روح کی تقدیس انسان کی تہذیب ہے، جسے شیطان مٹانا چاہتا ہے۔

بھرت نارائن جی نے انسان، انسان میں کبھی فرق نہیں برتا تھا۔ ان کا برتاؤ ذات پات مذہب سب سے بے نیاز تھا۔ تمام عمر نئی نسلوں کے درمیان گزار کر وہ بڑھاپے میں بھی جوان تھے۔ ان کی موت اچانک ہوئی اور ان کی وصیت کے مطابق ان کی آنکھیں آئی بنک کو دے دی گئیں۔ آنکھیں جن کی ودیا چرن جی کو ضرورت تھی، ملک کو ضرورت تھی۔ انسانیت کو ضرورت تھی۔

ودیا چرن جی کٹر بنیاد پرست سیاستداں تھے۔ جہاں تقریر کرتے، ایک سلگتی چنگاری چھوڑ جایا کرتے جو دھیرے دھیرے شعلے بن جاتی اور شہر کو کچھ دن کے لیے وحشت اور درندگی کے دور کی طرف لے جا کر نفرت کا دریا بن جاتی۔ آگ گھر گھر بھڑکتی اور انسان، انسان کو بھسم کرنے اور لوٹنے پر آمادہ ہو جاتا۔ بھارت کا یہ حال دیکھ کر آسمانوں کی پاک روحیں کتنی بے کل ہوتی ہوں گی جب زمیں پر پاپی روحیں بھی خوف زدہ ہو جاتیں اور توبہ کرنے لگتیں۔

ودیا چرن جی کی تقریر جہاں ہوتی اس کا ایک ایک حرف مولانا رجب تک پہنچتا اور وہ اس کا ترکی بہ ترکی جواب دیتے۔ ودیا چرن جی کے چیلے، جہاں ان کا جلسہ رکھتے، مولانا رجب کے معتقدین ان کا بھی وہیں آس پاس بیان رکھتے۔

© KTBS
Not to be republished

اس بار الیکشن کی آخری رات میں دونوں کے بیانات اسی طرح ہونے والے تھے۔ ودیاچرن جی کا کئی ماہ سیاست سے کنارہ کش رہنا، ان کے چیلوں کے لئے پریشان کن بن گیا تھا۔ آج ان کی کامیابی سے اسپتال سے واپسی پر وہ نہال تھے۔ ڈاکٹروں نے ودیاچرن جی کو کچھ عرصے آرام کی ضرورت بتائی تھی تاہم وہ اپنی پارٹی کی خاطر جلسے میں تقریر کرنے کو آمادہ ہوگئے۔

ہاروں سے لدے پھندے ودیاچرن جی مائک پر آئے تو ان کے پرستاروں کے دل سینوں میں اچھلنے لگے۔ ہر دل میں یہی جوش تھا کہ بابری مسجد اور رام مندر کا مسئلہ آج طے ہوجائے گا۔ ودیاچرن جی سحر بیانی سے تمام سننے والوں کو جکڑ لیں گے۔

مگر یہ کیا؟ ودیاچرن جی کی زبان سے تو محبت بھرے بول نکل رہے تھے۔

''بھارت ایک ماں ہے۔ اے ہندوؤ، مسلمانو، سکھو، عیسائیو، پارسیو اور دوسرے دھرموں کا پالن کرنے والو! آج یہ ماں اتنے بڑے سنکٹ میں ہے جہاں کوئی بھی سچا مارگ درشک (راستہ دکھانے والا) نہیں رہا۔''

''بھائیو! ہم ماضی کے کھنڈروں میں تاریخ کے آثار دیکھ رہے ہیں اور ہمارے جوان بچے روٹی روزی کو ترس رہے ہیں۔ کھنڈر چاہے کسی دور کا ہو، دھارمک ہو یا نہ ہو اس میں ابابیلیں اور چمگادڑیں رہتی ہیں۔ ہمارے گھر جن کے آنگنوں میں ہمارے بالک دودھ مانگ رہے ہیں، ماں سے روٹی مانگ رہے ہیں، کپڑا صابن مانگ رہے ہیں، ہماری توجہ اپنی طرف کھینچ کھینچ کر کہہ رہے ہیں، جو مرچ مسالا چار آنے سیر ملتا تھا، پچاس، سوا اور ڈیڑھ سو روپے کلو ہو گیا ہے۔ اگر ہم پراچین کال کے کھنڈروں میں جا کر سنیاس لے لیں تو بازار میں جرمن کی طرح ایک کلو آلو بھی لاکھوں کے ملیں گے۔

تاریخ ہمیں آگے بڑھنا سکھاتی ہے۔ ایک کال سے دوسرے کال میں پرویش کرنا سکھاتی ہے۔ زبانوں اور انسانوں کے ملن سے نئی تہذیبوں کا بننا سکھاتی ہے۔۔۔۔''

لوگ حیران تھے کہ ودیاچرن جی کیا کہہ رہے ہیں۔ کہاں جا رہے ہیں۔

مولانا رجب تک جب یہ خبر پہنچی کہ ودیاچرن جی کوئی زہریلی بات نہیں کر رہے ہیں تو وہ بھی حیران رہ گئے کہ اب کن باتوں کا جواب دیں۔ چنانچہ انھوں نے اپنے بیان میں کہا۔

©KTBS
Not to be republished

بھائیو! چھوڑو ان پرانے قصوں کو اور اپنے بچے کی بات کرو۔ اسکول کی فیس اور کتابوں کی قیمت کی بات کرو۔

بھائیو! سوچو تو ہم سب زندگی کے دھارے میں ساتھ ساتھ بہتے رہے ہیں اور بہتے رہیں گے۔ ریل کا کرایہ ٹیکسی کا میٹر ہم سب کے لئے جتنا یکساں ہے۔اسی طرح ہم بھی یکساں ہیں۔راشن کی دکان پر گیہوں چاول کے لئے لوگ محتاجوں کی طرح لائنوں میں کھڑے نظر آتے ہیں۔اگر ہم اس زمانے کی بات چھوڑ کر گزرے ہوئے دور کی باتوں پر فساد بڑھائیں گے تو دنیا والے ہمارا حال بھی وہی کریں گے جو کچھ عرصہ پہلے ہمارے ہی براعظم میں پڑوسی ملکوں کا ہوا۔زہریلے مادوں نے ،تیل کے بھیانک شعلوں نے انسانی زندگی کے لہلہاتے چمن اجاڑ دئے۔ پانی کی بونداور روٹی کے نوالے کے لئے انسان وحشی بن گیا۔

''ہمارے پاس تمام تہذیبیں ہیں کیوں نہ ان کو نچوڑ کر ہم ایک آپسی تہذیب کی بنیاد ڈالیں جو ایک نئی تاریخ بنائے جو ساری دنیا کو امن بھائی چارے سکون اور سلامتی کا پیغام دے۔''

ادھر ودیا چرن جی کی تقریر جاری تھی اور لوگوں کے دماغ دہل گئے تھے،دلوں میں دیے جلنے لگے تھے۔

بھائیو! ضرورت ہے کہ ہم خود کو ہندوستان میں رہنے والے سب لوگوں کو، سب دنیا والوں کو اور دنیا کے ہر کونے میں ہونے والے ظلم کا خاتمہ کر کے انسانیت کو بچانے کے لئے تیار ہو جائیں۔

''دنیا ایک کنبہ تو بن ہی چکی ہے۔کہیں بھی سوئی گرتی ہے تو ساری دنیا آواز سنتی ہے۔ہم نے اپنے قریبی علاقوں میں بھی راکٹ اور میزائیلوں کی جنگیں دیکھ لیں اپنے ہاتھوں اپنا سروناش (تباہی) کرنے کی ایسی تیاری تو کسی کال میں انسان نے نہیں کی تھی۔۔۔بھائیو! یہ اس مٹی کا فرض ہے جس پر کرشن ،ارجن،رام سیتا،لکشمن، بدھ اور مہاویر پیدا ہوئے کہ آگے بڑھیں اور امن اور اہنسا کا پالن کرنے کا اپدیش دیں۔''

ودیا چرن کی آواز میں سچائی کی لپک تھی۔لوگوں کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔انھیں اورنگ زیب اور کلائیو نہیں اپنے گھروں کے بچے دکھائی دینے لگے۔ان کی ضرورتوں کا احساس ستانے لگا۔سب نے ٹی وی پر بش اور صدام کی جنگ دیکھی تھی رات دن غارت گری، ہلاکت اور تباہی کا چرچا سن کر تھک گئے تھے۔انھیں یہ اندیشہ ستانے لگا کہ اگر ملک اب بھی ذات پات اور دھرم کے نام پر جھگڑوں میں گھرا رہا تو ہمارا بھی وہی حشر ہوگا جو خلیجی ملکوں کا تابکاری سے ہوا۔ ہماری معاشی جڑیں، جو پہلے ہی ہل گئی ہیں، اکھڑ بھی سکتی ہیں۔۔۔ودیا چرن جی سچ کہتے ہیں۔

بھائیو! اب باتوں کا سمے نہیں کام کا سمے ہے۔اٹھو اور دیش کو نجات دلانے میں جٹ جاؤ۔اپنی جنم بھومی کو نفرت سے، وحشت سے، بے ایمانی اور لالچ سے نجات دلاؤ۔ سارے بچھڑوں کو ملاؤ رام اور بھرت کی طرح۔۔۔تب رام راجیہ آجائے گا۔رام نے تو تمام عمر تیاگ اور تپسیا میں گزار دی۔تم بھی تیاگ کے لئے اٹھ

کھڑے ہو۔لالچ اور خود غرضی کو تیاگ کر ہی اس مہان پراچین دیش کی عزت بچائی جاسکتی ہے۔سچائی کا بول بالا کرو۔اہنسا کا پرکاش (روشنی) ایسا پھیلاؤ کہ تمام دنیا ہنسا (تشدد) اور نفرت سے بیزار ہو کر سلامتی پائے۔

مجمع میں بیٹھی اِندو متی سوچ رہی تھی سچ کہہ رہے ہیں ودیا چرن جی۔ ہمارے محلے میں سب ہی ذاتوں اور دھرموں کے لوگ مل کر رہتے ہیں۔وقت بے وقت ایک دوسرے کے کام کرتے ہیں۔پھر سارا دیش ہمارے محلے جیسا کیوں نہ بنے۔

مولانا رجب کو جب خبر ملی کہ ودیا چرن جی ایکتا، اہنسا کی بات کر رہے ہیں تو وہ بھی صوفیوں اور ولیوں کی بات کرنے لگے۔

''خدا ایک ہے۔ہم اس کے بندے بھی ایک ہیں۔صدیوں سے مل جل کر رہنا ہماری روایت ہے۔اور پھر ہم جائیں گے بھی کہاں اپنوں سے بھاگ کر۔۔۔ہمیں ایک ہو کر خون خرابے کی سیاست اور بے ایمانی کو مٹانا ہے۔''

مولانا رجب کے مرید سوچ رہے تھے کہ مولانا حق بات کر رہے ہیں۔

پریس کے نمائندے، سی آئی ڈی کے حلقے حیران تھے کہ کیا نوٹ کریں۔ودیا چرن جی تو مہاتما بن گئے۔

آسمانوں کی بلندی پر بھرت نارائن جی کی روح اپنی آنکھوں کی کامیابی پر مسکرا رہی تھی۔ودیا چرن جی ان کی درشٹی (بصارت) اپنا چکے تھے۔اب وہ سب بھارت واسیوں کو ایک نظر سے دیکھنے لگے تھے۔سچائی کے سرور میں سننے والے بھی بے خود ہو گئے اور اسی درشٹی میں ڈوب گئے۔

فرہنگ

I الفاظ و معانی:

برتا	=	استعمال کیا	درشٹی	=	(ہ۔مث) بصارت، نظریہ
کرشماتی	=	کراماتی	ورکر	=	(انگریزی لفظ) کام کرنے والا
نقطۂ نظر	=	(ا۔مذ) انداز نظر	پالن	=	(ہ۔مذ) حکم ماننا
عقیدہ	=	(ا۔مذ) ایمان	پرویش کرنا	=	(ہ۔مذ) داخل ہونا
نظریے	=	(ا۔مذ) نظریہ کی جمع، وہ مسئلہ جس میں نظر و فکر سے کام لیا جائے			

©KTBS Not to be republished

تقدس = (ا۔مذ) پاکیزگی	نیتا = (س۔مذ) لیڈر، رہنما
وصیت = (ا۔مث) آخری نصیحت	دھارمک = (ا۔مذ) مذہبی
کھنڈر = (ا۔مذ) ٹوٹا ہوا مکان، ویرانہ	پراچین کال = (س۔مذ) قدیم زمانہ
مرید = (ا۔مذ) شاگرد	جنم بھومی = (ہ۔مث) پیدائش کی جگہ آبائی وطن
سرور = (ا۔مذ) خوشی، خمار	تیاگ = (ہ۔مذ) چھوڑنا
وحشت = (ا۔مث) دیوانگی	مارگ درشک = (ہ۔مذ) راستہ بتانے والا
معتقدین = (ا۔مذ) اعتقاد رکھنے والے	سنکٹ = (ہ۔مث) مشکل
آثار = (ا۔مذ) اثر کی جمع، نقوش، نشان، بنیاد، طور طریقے	

(ب) محاورے:

- ایک آنکھ سے دیکھنا = سب کو یکساں سمجھنا، انصاف پسند ہونا
- بھسم کر دینا = جلا دینا، تباہ و برباد کر دینا۔

(ج) تراکیب:

بنیاد پرست = کٹر اور تنگ نظر	کنارہ کشی = دُور ہو جانا
مہا آتما = عظیم روح والا	شعلہ بیان = جادو بیان، پُر جوش اندازِ بیان
سحر طراز = جادو کرنے والا	

II (الف) ایک جملے میں جواب دیجئے۔

۱) الیکشن کی کونسی میٹنگ باقی تھی؟

۲) آنکھیں کس نے دان کی تھیں؟

۳) کونسا عقیدہ ہر مذہب میں موجود ہے؟

۴) پرنسپل کی وصیت کے مطابق آنکھیں کس کو دی گئیں؟

©KTBS
Not to be republished

۵) ودیاچرن جی کی تقریر کا جواب کون دیا کرتا تھا؟

۶) آپریشن کے بعد ودیاچرن جی تقریر کرنے آئے تو پرستار کیوں پُر جوش نظر آرہے تھے؟

۷) ودیاچرن جی کے مطابق تاریخ ہمیں کیا سکھاتی ہے؟

۸) پریس کے نمائندے کیوں حیران تھے؟

(ب) مختصر جواب لکھئے۔

۹) پرنسپل بھرت نارائن کی ساری زندگی کس کام میں گذری؟

۱۰) ودیاچرن جی کون تھے اوران کا کارنامہ کیا تھا؟

۱۱) ودیاچرن نے تقریر میں کس کی بات کرنے اور کس کی بات چھوڑنے کا حکم دیا؟

۱۲) آپسی تہذیب سے کس قسم کی تاریخ وجود میں آئے گی؟

۱۳) ملک میں اب بھی دھرم کے نام پر جھگڑا ہوتا رہے تو کیا ہوگا؟

۱۴) ودیاچرن کے اہنسا کی بات کرنے پر مولا نارجب نے کیا کہا؟

۱۵) بھرت نارائن جی کی روح کیوں مسکرارہی تھی؟

(ج) تفصیلی جواب لکھئے۔

۱۶) پرنسپل صاحب کے عقائد کیا تھے؟

۱۷) ودیاچرن جی نے آپریشن کے بعد کی تقریر میں بھارت کے متعلق کیا کہا؟

۱۸) اس افسانے میں موجودہ دور کی کن کن خامیوں کی جانب اشارہ کیا گیا ہے؟

III (الف) متن کے حوالے سے تشریح کیجئے۔

۱۹) ''دھرموں کا پالن کرنے والو! آج یہ ماں اتنے بڑے سنکٹ میں ہے جہاں کوئی بھی سچا مارگ درشک نہیں رہا۔''

۲۰) ''بھائیو! ہم ماضی کے کھنڈروں میں تاریخ کے آثار دیکھ رہے ہیں۔''

۲۱) ''خداایک ہے۔ہم اس کے بندے بھی ایک ہیں۔''

۲۲) ''پھر سارا دیش ہمارے محلے جیسا کیوں نہ بنے۔''

۲۳) ''ہمیں ایک ہوکر خون خرابے کی سیاست اور بے ایمانی کو مٹانا ہے۔''

۲۴) ''جس نے تمام عمر اولاد کو ایک آنکھ سے دیکھا تھا۔''

©KTBS Not to be republished

(ب) الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجئے۔

عقیدہ، کھنڈروں، آثار، درشتی، وحشت، وصیت

(ج) ان جملوں میں کرداروں کے نام لکھئے۔

۲۵) ....جی نے انسان، انسان میں کبھی فرق نہیں برتا تھا۔

۲۶)...........جی کٹر بنیاد پرست سیاست دان تھے۔

۲۷) تقریر کا ایک ایک حرف...........تک پہنچتا اور وہ اس کا تر کی بہ تر کی جواب دیتے۔

۲۸) ....نے ودیا چرن جی کو کچھ عرصے آرام کی ضرورت بتائی تھی۔

۲۹) مجمع میں بیٹھی...........سوچ رہی تھی، پھر سارا دیش ہمارے محلے جیسا کیوں نہ بنے۔

(د) پہلے دو لفظوں کی مناسبت سے تیسرے لفظ کا جوڑ لکھئے:

(1) بدایوں کے شام وسحر : خود نوشت سوانح : : درشتی : ....

(2) خاص : عام : : سزا : ....

(3) مہا آتما : عظیم روح والا : : سحر طراز : ....

(4) ایک آنکھ سے دیکھنا : سب کو یکساں سمجھنا : : بھسم کر دینا : ....

(ھ) مندرجہ ذیل سوالات کے موزوں ترین جوابات کی نشاندہی کیجئے۔

۳۰) افسانہ ''درشتی'' کے افسانہ نگار کی نشاندہی کیجئے۔

(الف) زہرہ بتول (ب) زہرہ جبین (ج) زہرہ جمال (د) فاطمہ زہرہ

۳۱) محاورہ ''تر کی بہ تر کی جواب دینا'' کا مطلب ہے۔

(الف) کاہلی سے جواب دینا (ب) سوچ سمجھ کر جواب دینا

(ج) سرعت کے ساتھ جواب دینا (د) سخت جواب دینا

۳۲) پارٹی کے سارے خاص و عام خوش تھے کیونکہ

©KTBS Not to be republished

(الف) دعوتِ عام کا اعلان ہو چکا تھا (ب) الیکشن کے دن آ گئے تھے

(ج) نیتا جی صحت یاب ہو کر واپس آ رہے تھے (د) آج پارٹی فنڈ تقسیم ہونے والا تھا

۳۳) "یہ ماں اتنے سنکٹ میں ہے جہاں کوئی بھی سچا مارگ درشک (راستہ دکھانے والا) نہیں رہا" یہ جملہ انھوں نے کہا۔

(الف) چودھری چرن سنگھ (ب) ودیا چرن جی

(ج) بالا چرن جی (د) ہری چرن

۳۴) مولانا رجب اس لئے حیران ہو گئے کیونکہ

(الف) ودیا چرن جی نے زہر اگلنا ترک کر دیا (ب) ودیا چرن جی رقص کرنے لگے

(ج) مولانا کی طرح چرن جی نے پگڑی باندھ رکھی تھی (د) ودیا چرن جی پھول تقسیم کر رہے تھے

۳۵) مجمع میں بیٹھی خواتین میں کس نے سوچا "سارا دیش ہمارے محلّہ جیسا کیوں نہ بنے"

(الف) پدماوتی (ب) مدھومتی (ج) اندراوتی (د) اندومتی

قواعد: مرکب جملے کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) مرکب مطلق (۲) مرکب متلف

1) گھنٹی بج رہی تھی اور بچے اسکول کی جانب دوڑ رہے تھے۔

2) مُنی گا رہی تھی اور منا کھیل رہا تھا۔

مذکورہ بالا جملے دو جملوں کا مرکب ہیں۔ اس پورے جملے میں دو کام بیان کئے گئے ہیں معنی کے اعتبار سے دونوں مکمل ہیں۔ ان کو علاحدہ کر کے پڑھنے سے ان کے معنی و مفہوم پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ان میں ہر مفرد جملہ مساوی ہے۔ البتہ دونوں کو حروف عطف "اور" سے جوڑا گیا ہے ایسے جملے "مرکب مطلق" کہلاتے ہیں۔

مرکب مطلق کی چار قسمیں ہیں: (1) وصلی (2) تردیدی (3) استدراکی (4) سببی

1) شاہد نے ٹکٹ خریدا اور بس میں سوار ہوا۔

2) پرنسپل نے ساری زندگی تاریخ پڑھی اور پڑھائی تھی۔

یہ وصلی جملے کی مثالیں ہیں۔ ان جملوں کے درمیان حروفِ عطف ہوتا ہے مگر جملے کے دونوں اجزاء ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہیں۔

1) بھرت نارائن کی درشٹی کا کمال تھا ورنہ ودیا چرن جی اندھے ہی رہ جاتے۔

©KTBS Not to be republished

2) سمجھ کر پڑھا کرو، ورنہ تم فیل ہو جاؤ گے۔

ان جملوں میں ایک جز دوسرے جز کی ضد ہے۔ جملے کے دوسرے جز سے پہلے جز کی تردید یا مخالف معنی ظاہر ہو رہے ہیں۔ ایسا جملہ جس میں ایک جز دوسرے جز کی ضد ہو اور درمیان میں حرفِ تردید یعنی ''ورنہ'' کا استعمال کیا جائے تو وہ تردیدی جملہ کہلاتا ہے۔

درج ذیل ہر سوال کے لئے چار متبادل دئے گئے ہیں، ان میں سے سب سے مناسب جواب چن کر لکھئے:

1. مرکب جملہ کی قسمیں ہیں۔

(الف) ایک　　(ب) دو　　(ج) تین　　(د) چار

2. مرکب مطلق قسمیں کی تعداد ہے۔

(الف) دو　　(ب) چار　　(ج) چھ　　(د) آٹھ

3 ایک دوسرے سے تعلق رکھنے والے مرکب جملے کے دو اجزاء کو حروفِ عطف سے جوڑا جائے تو وہ جملہ کہلاتا ہے۔

(الف) سببی　　(ب) وصلی　　(ج) تردیدی　　(د) استدراکی

4. ''سمجھ کر پڑھا کرو، ورنہ فیل ہو جاؤ گے''۔ یہ جملہ ہے۔

(الف) سببی　　(ب) وصلی　　(ج) تردیدی　　(د) استدراکی

5. ''شاہد نے ٹکٹ خریدا اور بس میں سوار ہوا''۔ یہ جملے کی مثال ہے۔

(الف) پیچیدہ　　(ب) مفرد　　(ج) سببی　　(د) وصلی

سرگرمی:

اِس کہانی کو ڈرامے کی شکل میں اسٹیج پر پیش کیجئے۔

☆☆☆

©KTBS Not to be republished

سبق:12

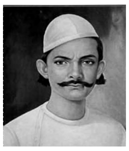

مرثیہ

میر انیسؔ

تخلیق: مرثیہ اس نظم کو کہتے ہیں جس میں مرحوم شخص کی تعریف کی جاتی ہے۔ مرثیے کی دو قسمیں ہیں۔

(1) کربلائی مرثیہ (2) شخصی مرثیہ

کربلائی مرثیے میں حضرت امام حسینؓ، ان کے عزیزوں اور رفیقوں کی شہادت کے واقعات بیان کئے جاتے ہیں۔ عموماً مرثیے مسدس کی ہیئت میں لکھے جاتے ہیں۔ مسدس کے ہر بند میں چھ مصرعے ہوتے ہیں۔ جس کے پہلے چار مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں اور بعد کے دو مصرعوں میں مختلف قافیے استعمال کئے جاتے ہیں۔

شخصی مرثیہ میں کسی وفات پانے والے کے اوصاف بیان کئے جاتے ہیں۔ شخصی مرثیے کی کوئی ہیئت متعین نہیں ہے۔

میر انیسؔ کے اس مرثیے میں حضرت امام حسینؓ کی رخصتی کا منظر بیان کیا گیا ہے۔ شہ امام اور شہ دین سے حضرت امام حسینؓ مراد ہیں۔ ان بندوں میں آپ کی زوجہ شہر بانوؓ اور بہن زینبؓ کی بے قراری کی تصویر کشی کی گئی ہے۔

تخلیق کار: میر ببر علی نام، قلمی نام میر انیسؔ وہ 1802ء کو فیض آباد میں پیدا ہوئے۔ دہلی کی تباہی کے بعد ان کا خاندان فیض آباد منتقل ہوا اور وہیں سکونت اختیار کی۔ ان کی تعلیم و تربیت فیض آباد میں ہوئی۔ انھوں نے فارسی، عربی اور دینی علوم کے علاوہ علم نجوم، رمل اور فن سپہ گری میں مہارت حاصل کی۔ شاعری ورثے میں ملی تھی۔ کم عمری میں مرثیہ کہنے کا شوق پیدا ہوا۔ بہت جلد اس صنف میں شہرت حاصل کی۔ انیسؔ مرثیے کے عظیم شاعر مانے جاتے ہیں۔ ان کا کلام فصاحت، سلاست، روانی اور بے ساختگی کا بہترین نمونہ ہے۔ انھیں الفاظ کا بادشاہ کہا جاتا ہے۔ وہ خود کہتے ہیں: ع

اک پھول کا مضموں ہو تو سو رنگ سے باندھوں

انیسؔ کے مرثیوں میں منظر کشی، جذبات نگاری، رواں دواں مکالمے بے مثال ہیں۔ ان کے مرثیے پانچ جلدوں میں شائع ہوئے ہیں۔ اردو کے اس عظیم مرثیہ گو شاعر کا انتقال 72 سال کی عمر میں 1874ء کو ہوا۔

©KTBS Not to be republished

جب بندھ چکیں صفیں تو علم کھل گئے تمام
غل پڑگیا کہ جنگ کو نکلے شہ امام
حلقے میں اہل بیت کے روتے تھے یاں امام
لپٹی ہوئی تھی قدموں سے بانوئے نیک نام
بکھرائے سر کے بال حرم ساتھ ساتھ تھے
پٹکے میں شاہِ دیں کے ، سکینہؑ کے ہاتھ تھے

زینبؑ کے اضطراب پہ شہ روئے زار زار
فرمایا، اے بہن تری الفت کے میں نثار
یاد آگیا حسینؑ کو اس وقت ماں کا پیار
لیکن میں کیا کروں نہیں کچھ میرا اختیار
واللہ اپنے قول کا ہردم خیال ہے
بہنا، حُسینؑ مخبرِ صادق کا لال ہے

بچپن میں جو زباں سے کہا ہے کریں گے ہم
کھائیں گے تیرِ ظلم، لہو میں بھریں گے ہم
حلق اپنا زیرِ خنجرِ قاتل دھریں گے ہم
اُمت کے بخشوانے کو ، پیاسے مریں گے ہم
اب ہاتھ اٹھاؤ فاطمہؑ کے نورِ عین سے
ہوگی کبھی نہ وعدہ خلافی حسینؑ سے

یہ سن کے گر پڑی جو قدم پر وہ نوحہ گر
لپٹا لیا گلے سے بہن کو بہ چشم تر
رو کر کہا کہ ہوتا ہے ٹکڑے مرا جگر
زینبؑ خدا کے واسطے ، پیٹو نہ اپنا سر
خاصانِ حق کا خلق میں رُتبہ بلند ہے
صابر رہو کہ صبر ، خدا کو پسند ہے

فرہنگ

I (الف) الفاظ ومعانی:

پٹکے = (ا۔مذ) کمربند
چشمِ تر = (ف۔صف۔مث) بھیگی آنکھ

صف = (ا۔مث) قطار
علم = (ا۔مذ) جھنڈا

نوحہ گر = (ا۔مذ) رونے والا، ماتم کرنے والا
نورِعین = آنکھوں کا نور، مراد بیٹا

خاصانِ حق = (ا۔مذ) سچے لوگ، حق پر ایمان رکھنے والے خاص لوگ

حرم = (ا۔مذ) شرفاء کا زنان خانہ، گھروالی، منکوحہ بیوی، خانۂ کعبہ کی چاردیواری

شہ امام = (ا۔مذ) اماموں کے بادشاہ، مراد حضرت امام حسینؓ

وعدہ خلافی = (ا۔مث) وعدہ پورا نہ کرنا

مخبرِ صادق = (ا۔مذ) سچی خبر دینے والا، کنایتہً حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(ب) محاورات:

سر پیٹنا = ماتم کرنا
غل پڑنا = شور مچنا

ہاتھ اٹھانا = سلام کرنا، دعائے خیر کرنا، کام ترک کر دینا، مایوس ہونا، ناامید ہونا

II (الف) ایک جملے میں جواب دیجئے۔

۱) صف باندھنے کے بعد کیوں غل مچا؟

۲) حضرت امام حسینؓ کے قدموں سے کون لپٹا تھا؟

۳) شاہِ دین کو روکنے کے لئے سکینہؓ نے کیا کیا؟

۴) حضرت امام حسینؓ کو پیاسا مرنا کیوں گوارا تھا؟

۵) حضرت فاطمہؓ کا نورِعین کس کو کہا گیا ہے؟

۶) صبر کی ہدایت کیوں کی گئی؟

©KTBS Not to be republished

(ب) مختصر جواب دیجئے۔

۷) حضرت امام حسینؓ کے رختِ سفر باندھتے ہی کونسا منظر سامنے آیا؟

۸) حضرت زینبؓ کے اضطراب پر امام حسینؓ کا کیا ردِّ عمل تھا؟

۹) حضرت امام حسینؓ اُمت کے واسطے کیا کچھ کر گذرنا چاہتے تھے؟

III (الف) ذیل میں دیئے گئے الفاظ کے ساتھ مناسب لاحقوں کو جوڑ کر مرکبات بنائیے۔

حق گر نام بیت عین امام دین تر

شہ.....، نیک.....، چشم.....، نوحہ.....، شاہ.....، خاصان.....، نور.....، اہل.....،

(ب) مناسب محاوروں کا استعمال کیجئے۔

ہاتھ اُٹھالینا، غل برپا ہونا، سر پیٹ لینا

۱۰) شہر میں.............کہ فضائی حملہ ہونے والا ہے۔

۱۱) امتحان کے بُرے نتائج دیکھ کر اس نے اپنا.............لیا۔

۱۲) بھائی نے اپنی ذمہ داری سے.............لیا۔

(ج) اِس مرثیے کے آخری دو بند زبانی یاد کیجئے۔

(د) ذیل میں ہر سوال کے چار جوابات درج ہیں۔ موزوں ترین جواب چن کر لکھئے۔

۱۳) جس نظم میں کسی مرحوم شخص کی تعریف کی جائے وہ ہے۔

(الف) منقبت (ب) مثنوی (ج) مرثیہ (د) قصیدہ

۱۴) میدانِ جنگ میں اس وقت ہنگامہ برپا ہوا جب

(الف) اعلانِ جنگ کی آواز آئی (ب) اہل بیت ایک جگہ جمع ہو گئے

(ج) حضرت امام حسینؓ جنگ کے لئے نکلے (د) بارانِ رحمت کی آمد ہوئی

©KTBS Not to be republished

۱۵) حضرت امام حسینؓ نے اہل بیت سے صبر کی تلقین اس لئے کی کیونکہ

(الف) دوسرا کوئی اور راستہ نہیں تھا (ب) اہل بیت سے صبر کا دامن چھوٹنے لگا تھا

(ج) اضطراب، اطمینان سے بدل سکتا تھا (د) اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے

۱۶) حضرت امام حسینؓ دنیا سے رخصت ہونے کے لئے تیار تھے کیونکہ

(الف) یہی جنت پانے کا واحد راستہ تھا (ب) دشمنانِ حق کو رحم آجائے

(ج) امت کی بخشش کا ذریعہ بنیں (د) اہل بیت کو سرخ روئی نصیب ہو

۱۷) حضرت امام حسینؓ کو ماں کا پیار اس وقت یاد آیا جب

(الف) لختِ جگر کو مایوس دیکھا (ب) بہن زینبؓ کو بے چین دیکھا

(ج) میدانِ جنگ میں علم بلند ہوا (د) اصغر پیاسے تڑپ رہے تھے

سرگرمی:

۱) بحیثیت چشم دید گواہ کسی حادثہ کا منظر بیان کیجئے۔

۲) اس مرثیے کے ہر بند میں استعمال کئے گئے قافیوں کی فہرست بنائیے۔

۳) جاں نثار اختؔر نے بیوی صفیہ اختر کے انتقال پر نظم ''خاکِ دل'' لکھی۔ اس نظم سے چند مصرعے نقل کئے گئے ہیں۔ اُسے پڑھ کر خط کشیدہ الفاظ کے معنی سمجھنے کی کوشش کیجئے۔

اے مری شمع وفا، اے مری منزل کے چراغ
آج تاریک ہوئی جاتی ہیں راہیں میری

تجھ کو روؤں بھی تو کیا روؤں کہ اِن آنکھوں میں
اشک پتھر کی طرح جم سے گئے ہیں میرے

آج سوتا ہی تجھے چھوڑ کے جانا ہوگا
ناز، یہ بھی غم دوراں کا اُٹھانا ہوگا

©KTBS Not to be republished

سبق:13

سویرے جو کل آنکھ میری کھلی

پطرس بخاری

تخلیق: زندگی کی بے ترتیبیوں اور کوتاہیوں کو اس طرح پیش کرنا کہ قاری برا ماننے کے بجائے مسکرا کر رہ جائے یا پھر ہنسی کا فوارہ چھوٹ جائے یہی مزاح ہے۔ اردو ادب میں مزاحیہ تحریروں کا ذخیرہ موجود ہے مگر بہت کم ادیبوں نے اپنا لوہا منوایا ہے۔ اکثر مزاح نگار مزاحیہ انداز میں بڑے پتے کی باتیں کہہ جاتے ہیں۔

مزاح نگار کا کمال یہ ہے کہ وہ مضمون میں ایسے کردار پیش کرتا ہے کہ قاری اپنی اُفتادِ طبع سے ان کرداروں کا حلیہ اپنے ذہن میں محفوظ کر لیتا ہے۔ اور ان کرداروں سے پوری طرح حظ اُٹھاتا ہے۔

تخلیق کار: نام سید احمد شاہ بخاری اور قلمی نام پطرس بخاری، یکم اکتوبر 1898ء کو پشاور میں آپ کی پیدائش ہوئی اور وہیں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم پہلے لاہور میں پھر چھ سال کیمبرج یونیورسٹی لندن میں حاصل کی۔ دورانِ تعلیم اپنی علمی قابلیت کی بنا پر طلبہ و اساتذہ میں یکساں شہرت حاصل کی۔

ولایت سے واپسی کے بعد وہ ٹریننگ کالج اور پھر گورنمنٹ کالج لاہور میں انگریزی کے استاد منتخب ہوئے۔ اس کے بعد محکمۂ آل انڈیا ریڈیو میں پہلے اسسٹنٹ ڈائرکٹر بنے، 1940ء میں ڈائرکٹر جنرل بنائے گئے اور کافی شہرت پائی۔ 1955ء میں انھیں اقوام متحدہ میں شعبۂ اطلاعات کا جنرل سکریٹری بنایا گیا۔ اس عہدہ پر فائز ہونے والے آپ پہلے ایشیائی تھے۔ انگریزی ادب سے گہری واقفیت نے انھیں انگریزی ادب کی لطافتوں کو اردو ادب میں سمونے کی کوششوں کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ مزاح نگاری میں ان کا انداز منفرد ہے۔ ان کے مزاحیہ مضامین کا مجموعہ ''پطرس کے مضامین'' بے حد مقبول ہے۔ ان کا یہ مزاحیہ مضمون کاہل طلبہ کی منہ بولتی تصویر ہے۔

گیدڑ کی جب موت آتی ہے تو وہ شہر کی طرف بھاگتا ہے، ہماری جو شامت آئی تو ایک دن اپنے پڑوسی لالہ کرپا شنکر جی برہمچاری سے برسبیل تذکرہ کہہ بیٹھے کہ لالہ جی امتحان کے دن قریب آئے جاتے ہیں، آپ سحر خیز ہیں، ذرا ہمیں بھی صبح جگا دیا کیجئے۔

©KTBS
Not to be republished

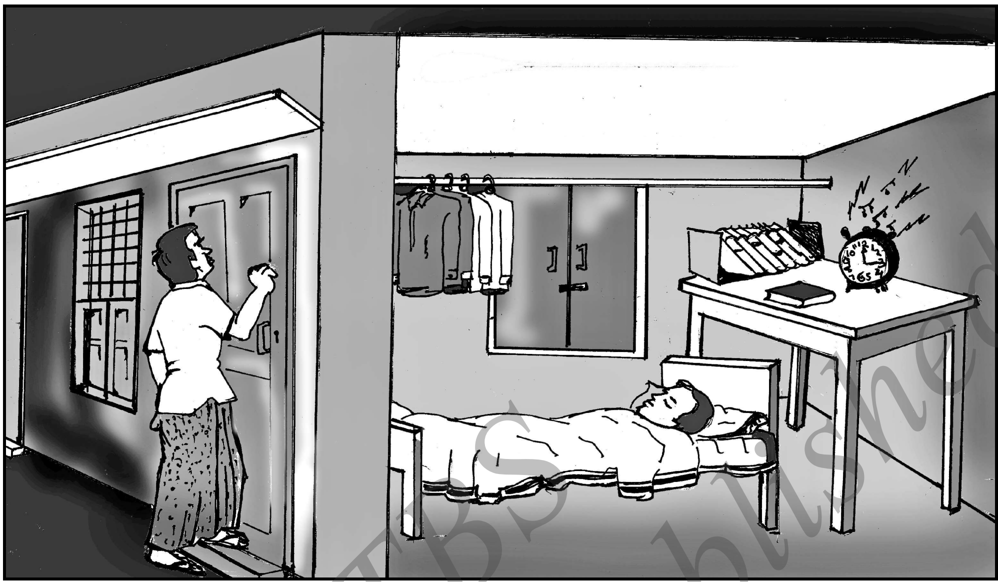

وہ حضرت بھی معلوم ہوتا ہے لفظوں کے بھوکے بیٹھے تھے۔ دوسرے دن اٹھتے ہی انھوں نے ایشور کا نام لے کر ہمارے دروازے پر مکّا بازی شروع کی۔ کچھ دیر تک تو ہم سمجھے کہ عالمِ خواب ہے، ابھی سے کیا فکر، جاگیں گے تو لاحول پڑھیں گے، لیکن یہ گولہ باری تیز، لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتی گئی اور صاحب جب کمرے کے چوبی دروازے لرزنے لگے، صراحی پر رکھا گلاس جلترنگ کی طرح بجنے لگا اور دیوار پر لٹکا ہوا کلینڈر پنڈولم کی طرح ہلنے لگا تو بیداری کا قائل ہونا ہی پڑا۔ مگر اب دروازہ ہے کہ برابر لگاتار کھٹکھٹایا جا رہا ہے۔ میں کیا میرے آبا واجداد کی روحیں اور میری قسمتِ خوابیدہ تک جاگ اٹھی ہوگی۔ بہتیرا آوازیں دیتا ہوں...... ''اچھا اچھا، تھینک یو .... جاگ گیا ہوں......بہت اچھا.......نوازش ہے.........'' آں جناب ہیں کہ سنتے ہی نہیں۔ خدایا کس آفت کا سامنا ہے.... یہ سوتے کو جگاتے ہیں یا مُردے کو جِلا رہے ہیں اور حضرت عیسیٰؑ بھی تو بس واجبی طور پر ہلکی سی ''قُم'' کہہ دیا کرتے ہوں گے، زندہ ہوگیا تو ہوگیا نہیں تو چھوڑ دیا، کوئی مُردے کے پیچھے لٹھ لے کر تھوڑی پڑ جاتے تھے، توپیں داغا کرتے تھے، تو ہم سے بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اٹھ کر دروازے کی چٹخنی کھول دیتے؟ پیشتر اس کے بستر سے باہر نکلیں، دل کو جس قدر سمجھانا بجھانا پڑتا ہے، اس کا اندازہ کچھ اہلِ ذوق ہی لگا سکتے ہیں۔ آخر کار جب لیمپ جلایا تو ان کو باہر سے روشنی نظر آئی۔ اب ہم جو کھڑکی کے پاس پہنچے، آسمان کو دیکھتے ہیں تو جناب ستارے جگمگا رہے ہیں، سوچا آج

©KTBS Not to be republished

پتہ چلائیں گے....... یہ سورج آخر کس طرح نکلتا ہے.......لیکن جب ہم نے گھوم گھوم کر کھڑکی اور روشن دان میں سے دیکھا اور بزرگوں سے صبحِ کاذب کی جتنی نشانیاں سنی تھیں، ان میں سے ایک بھی کہیں نظر نہ آئی.......تو فکر سا لگ گیا کہ آج کہیں سورج گہن نہ ہو، کچھ سمجھ میں نہ آیا تو پڑوسی کو آواز دی۔

''لالہ جی !''

''لالہ جی !''

جواب آیا، ''ہوں''

میں نے کہا، ''آج یہ کیا بات ہے کچھ اندھیرا سا ہے۔''

کہنے لگے، ''اور کیا تین بجے ہی سورج نکل آئے گا۔''

تین کا نام سن کر ہوش گم ہو گئے، چونک کر پوچھا، ''کیا کہا تم نے؟''

''تین بجے ہیں''

کہنے لگے تین.......تو.......نہیں.......'' کچھ سات، ساڑھے سات منٹ اوپر''

میں نے کہا ارے کمبخت، خدائی فوج دار، بدتمیز کہیں کے، میں نے تجھ سے یہ کہا تھا کہ سویرے اٹھا دینا یا یہ کہا تھا کہ سرے سے سونے ہی نہ دینا.......تین بجے جاگنا بھی کوئی شرافت ہے؟ ہمیں تو نے ریلوے گارڈ سمجھ رکھا ہے؟ تین بجے اٹھا کرتے تو دادا کے منظورِ نظر نہ ہوتے؟ ابے احمق کہیں کے، تین بجے اٹھ کر ہم زندہ رہ سکتے ہیں؟ امیر زادے، کوئی مذاق ہے؟

''لاحول ولا قوۃ''

دل چاہتا تھا کہ عدم تشدد کو خیر باد کہہ دوں، لیکن پھر خیال آیا کہ بنی نوع انسان کی اصلاح کا ٹھیکہ ہم نے لے رکھا ہے۔ہمیں اپنے کام سے غرض۔ لیمپ بجھایا اور بڑبڑاتے ہوئے پھر سو گئے۔

اور پھر حسب معمول بھلے آدمیوں کی طرح نہایت اطمینان سے دس بجے اٹھے، بارہ بجے تک منہ ہاتھ دھویا اور چار بجے چائے پی کر ٹھنڈی سڑک کی سیر کو نکل گئے۔

یہ تو ہم جانتے ہیں کہ سویرے اٹھنا ہو تو جلدی ہی سو جانا چاہیے۔ کھانا باہر ہی سے کھا آئے تھے۔ بستر میں داخل ہو گئے۔ چلتے چلتے خیال آیا کہ لالہ سے جگانے کے لیے کہہ ہی نہ دیں، یوں ہماری قوت ارادی کافی زبردست ہے، جب چاہیں اٹھ سکتے ہیں لیکن پھر بھی کیا حرج ہے۔ڈرتے ڈرتے آواز دی.......''لالہ جی''

©KTBS Not to be republished

انھوں نے پتھر کھینچ کر کہا، ''یس......''

ہم اور بھی سہم گئے کہ لالہ جی کچھ ناراض معلوم ہوتے ہیں۔ تتلا کے درخواست کی کہ ''لالہ جی، صبح آپ کو بڑی زحمت ہوئی۔ میں آپ کا بہت ممنون ہوں۔ کل ذرا چھ بجے یعنی جس وقت چھ بجیں......''

جواب ندارد..........

میں نے پھر کہا، ....''جب چھ بج چکیں تو........سنا آپ نے، چُپ............

کڑکتی ہوئی آواز نے جواب دیا، ''سن لیا، چھ بجے جگادوں گا،........''

ہم نے کہا، ''ب........ب........ب.......بہت اچھا.......''

''توبہ..........'' خدا کسی کا محتاج نہ کرے۔

''لالہ جی آدمی بہت شریف ہیں، اپنے وعدے کے مطابق دوسرے دن صبح چھ بجے انھوں نے دروازے پر گھونسوں کی بارش شروع کردی۔ ان کا جگانا تو محض اک سہارا تھا، ہم خود ہی انتظار میں تھے کہ یہ خواب ختم ہولے تو بس جاگتے ہیں۔ وہ نہ جگاتے تو میں خود ایک منٹ بعد آنکھیں کھول دیتا۔ بہرصورت جیسا کہ میرا فرض تھا میں نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ انھوں نے اسے اسی شکل میں قبول کرلیا کہ گولہ باری بند کردی۔

اس کے بعد واقعات ذرا بحث طلب سے ہیں اور ان کے متعلق روایات میں کسی قدر اختلاف ہے۔ بہر حال اس بات کا تو مجھے یقین ہے اور میں قسم بھی کھا سکتا ہوں کہ آنکھیں میں نے کھول دی تھیں، پھر یہ بھی یاد ہے کہ اٹھنے سے پیشتر دیباچے کے طور پر ایک آدھ کروٹ بھی لی، پھر پتہ نہیں۔ شاید لحاف اوپر سے اُتار دیا، یا شاید سَر اس میں لپیٹ دیا، شاید کھانسا کہ خدا جانے خراٹا لیا وغیرہ۔ یہ یقینی امر ہے کہ دس بجے ہم بالکل جاگ رہے تھے لیکن لالہ جی کے جگانے کے بعد اور دس بجے سے پیشتر خدا جانے ہم پڑھ رہے تھے یا سو رہے تھے، نہیں ہمارا خیال ہے، ہم پڑھ رہے تھے یا شاید سو رہے تھے۔ بہرصورت یہ نفسیات کا مسئلہ ہے جس میں آپ ماہر ہیں نہ میں۔ کیا پتہ لالہ جی نے جگایا ہی دس بجے ہو یا اس دن چھ ہی دیر سے بجے ہوں؟ خدا کے کاموں میں آپ کیا دخل دے سکتے ہیں لیکن ہمارے دل میں پھر یہ شبہ رہا کہ قصور کچھ اپنا ہی معلوم ہوتا ہے۔ جناب، شرافت ملاحظہ ہو کہ اس شبہ کی بنا پر صبح سے شام تک ضمیر کی ملامت سنتا رہا اور اپنے آپ کو سناتا رہا۔ مگر لالہ جی سے ہنس ہنس کر باتیں کیں اور ان کا شکریہ ادا کیا اور اس خیال سے کہ ان کی دل شکنی نہ ہو، حد درجے کی طمانیت ظاہر کی۔ آپ کی نوازش سے میں نے صبح کا سہانا اور روح افزا

©KTBS Not to be republished

بہت اچھی طرح صرف کیا ورنہ اوردنوں کی طرح آج بھی دس بجے ہی اٹھتا۔لالہ جی صبح کے وقت دماغ کیا صاف ہوتا ہے جو پڑھو خدا کی قسم یاد ہو جاتا ہے۔بھئی خدا نے صبح بھی کیا چیز بنائی ہے یعنی اگر صبح کی بجائے صبح صبح شام ہوا کرتی تو دن کیا بری طرح کٹتا۔

لالہ جی نے ہماری جادو بیانی کی داد دی اور پوچھنے لگے۔

''تو میں آپ کو چھ بجے جگا دیا کروں گا۔''

میں نے کہا،''ہاں ہاں! واہ یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے؟ بے شک۔''

شام کے وقت آنے والی صبح کے لیے مطالعہ کے لیے دو کتابیں چھانٹ کر علاحدہ جوڑ دیں۔کرسی کو چارپائی کے قریب سرکا لیا۔اوورکوٹ اور گلوبند کو کرسی کی پشت پر آویزاں کر دیا۔کنٹوپ اور دستانے پاس ہی رکھ لیے۔دیا سلائی کو تکیے کے نیچے ٹٹولا،تین دفعہ آیت الکرسی پڑھی اور دل میں نہایت ہی نیک منصوبے باندھ کر سو گیا۔

صبح لالہ جی کی پہلی دستک کے ساتھ جھٹ آنکھ کھل گئی۔نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ لحاف میں سے منہ نکالا،ان کو گڈ مارننگ کیا اور نہایت بے دردانہ لہجے میں کھانسا۔لالہ جی مطمئن ہو کر چلے گئے۔

ہم نے اپنی ہمت اور اولوالعزمی کو بہت سراہا کہ ہم آج فوراً ہی جاگ اٹھے۔دل سے کہا،''دل بھیا،صبح اٹھنا تو محض ذرا سی بات ہے۔ہم یوں اس سے ڈرا کرتے تھے۔''دل نے کہا،''اور کیا،تمھارے تو یوں ہی اوسان خطا ہو جایا کرتے تھے۔''

ہم نے کہا،''سچ کہتے ہو۔''،یعنی ہم سستی اور کسالت کو خود اپنے قریب نہ آنے دیں تو ان کی کیا مجال ہے کہ ہمارے قریب سے بھی گزر جائیں یا ہماری باقاعدگی میں مخل انداز ہوں۔اس وقت اس شہر لاہور میں ہزاروں ایسے کاہل لوگ ہوں گے جو دنیا و مافیہا سے بے خبر نیند کے خراٹے اڑاتے ہوں گے اور ایک ہم ہیں کہ ادائے فرض کی خاطر نہایت شگفتہ طبعی اور غنچہ ذہنی سے جاگ رہے ہیں۔بھئی کیا برخوردار سعادت آثار واقع ہوئے ہیں۔ناک کو سردی سی محسوس ہوئی تو اس کو ذرا سا یوں ہی لحاف کی اوٹ میں کر لیا اور پھر سوچنے لگے......''خوب تو ہم آج کیا وقت پر جاگیں گے۔بس ذرا سی اس کی عادت ہو جائے تو باقاعدہ قرآن مجید کی تلاوت اور فجر کی نماز بھی شروع کر دیں گے۔آخر مذہب سب سے مقدم ہے۔ہم بھی کیا روز بروز الحاد کی طرف مائل ہوتے جا رہے ہیں،نہ خدا کا ڈر،نہ رسول کا خوف،سمجھتے ہیں کہ بس اپنی محنت سے امتحان پاس کر لیں گے۔اکبر بے چارہ یہ کہتا کہتا مر گیا لیکن

©KTBS Not to be republished

ہمارے کانوں پر جوں تک نہ رینگی ۔ لحاف کانوں پر سرک آیا......'' تو گویا آج ہم لوگوں سے پہلے جاگے ہیں........بہت ہی پہلے ....یعنی کالج شروع ہونے سے بھی چار گھنٹے پہلے کی بات ہے۔

کالج کے ہال میں لالہ جی ملے، کہنے لگے،مسٹر! صبح میں نے آپ کو آواز دی تھی،آپ نے جواب نہ دیا۔''

میں نے زور کا قہقہہ لگا کر کہا،''اوہو لالہ جی! یاد نہیں، میں نے آپ کو گڈ مارننگ کہا تھا۔ میں تو پہلے ہی سے جاگ رہا تھا۔

بولے،''وہ تو ٹھیک ہے لیکن بعد میں.......اس کے بعد کوئی سات بجے کے قریب میں نے آپ سے تاریخ پوچھی تھی.......آپ بولے ہی نہیں۔''

ہم نے نہایت تعجب کی نظروں سے انھیں دیکھا،گویا وہ پاگل ہو گئے ہیں.....اور پھر ذرا متین چہرہ بنا کر، ماتھے پر تیوریاں چڑھائے،غور وفکر میں مصروف ہو گئے۔ایک آدھ منٹ تک ہم اس تعمق میں رہے، پھر یکا یک ایک مجوبانہ اور معشوقانہ انداز سے مسکرا کے کہا،''ہاں ٹھیک ہے....ٹھیک ہے، میں اس وقت......اے....اے.....نماز پڑھ رہا تھا۔''

لالہ جی مرعوب ہو کر چل دیے اور ہم اپنے زہد وتقویٰ کی تسکینی میں سر نیچا کیے کمرے کی طرف چلے آئے۔

اب یہی روزمرہ کا معمول ہو گیا ہے۔ جاگنا نمبر 1، چھ بجے، جاگنا نمبر 2، دس بجے اور اس دوران لالہ جی آوازیں دیں تو نماز!

نصیب یہ ہے کہ پہلے ''مسٹر،مسٹر'' کی آواز دروازے کی نادان سامعہ نوازی کرتی اور پھر چار گھنٹے بعد کالج کا گھڑیال دماغ کے ریشے ریشے میں دس بجانا شروع کر دیتا ہے اور اس چار گھنٹے کے عرصے میں کڑیوں کے گر پڑنے، دیگچیوں کے الٹ جانے، دروازوں کے بند ہو جانے، کتابوں کے جھاڑنے، کرسیوں کے گھسیٹنے،کلّیاں اور غرارارے کرنے، کھنکھارنے اور کھانسنے کی آوازیں تو گویا فی البدیہہ ٹھمریاں ہیں۔اندازہ کر لیجیے کہ ان سازوں میں تال کی کس قدر گنجائش ہے۔ ؎

موت مجھ کو دکھائی دیتی ہے
جب طبیعت کو دیکھتا ہوں میں

©KTBS Not to be republished

فرہنگ

I (الف) الفاظ ومعانی:

شامت	= (ا۔مث) بدنصیبی،آفت	ایشور	= (ا۔مذ) بھگوان، پرمیشور
ندارد	= (صف) غیرحاضر،خالی	مطالعہ	= (ا۔مذ) غور، کتب بینی
بیداری	= (ا۔صف،مث) جاگنا	الحاد	= (ا۔مذ) ملحد ہوجانا، دین حق سے مکرجانا
آفت	= (ا۔مث) مصیبت، تکلیف	کسالت	= (ا۔مث) سستی، کاہلی
آفت کا پرکالا	= (ا۔مث) غفلت کا پتلا، شریر	محجوبانہ	= (صف) پردہ کیا گیا، نادم
لطیف	= (صف) نازک، صاف	رخشندہ	= (صف) چمکیلا، روشن
محشرستان	= (ا۔مذ) حشر کا میدان	اضطراب	= (ا۔مذ) بےچینی، بےقراری

لحاف = (ا۔مذ) رضائی جس میں افزودروئی ہو

جل ترنگ = (ا۔مذ) موسیقی کا آلہ۔ پیالیوں میں پانی بھر کر تیلیوں سے بجایا جاتا ہے۔

(ب) مرکبات:

سحرخیز	= صبح سویرے اٹھنے والا	دل شکنی	= دل توڑنا
خندہ پیشانی	= خوش مزاجی، شگفتہ روی	بیخ کنی	= جڑ سے اکھیڑنا، نیست ونابود کرنا
زہدوتقویٰ	= پرہیزگاری	نگاہِ اشتیاق	= چاہت کی نظر
برسبیل تذکرہ	= دورانِ گفتگو	عالمِ خواب	= خواب کی دنیا
آباواجداد	= باپ دادا	قسمتِ خوابیدہ	= سوئی ہوئی قسمت

عدم تشدد = تشدد کے بغیر

صبح کاذب = صبح کی روشنی جس کے بعد پھر سے اندھیرا ہوجاتا ہے۔

©KTBS Not to be republished

(ج) مترادفات:

آفت	= مصیبت، مشکل، بلا	بخت	= قسمت، نصیب، بھاگ		
ذوق	= شوق، لطف، خوشی	لٹھ	= عصا، لاٹھی، ڈنڈا		
زہد	= تقویٰ، پرہیزگاری	عالم	= دنیا، جہاں، کائنات		

(د) معنوی فرق:

صَرف	= خرچ	صِرف	= خالص، تنہا		
جَلد	= فوراً، جھٹ	جِلد	= کھال		
مُقدم	= پہلا، اعلیٰ	مَقدم	= پاؤں رکھنے کی جگہ		
کھولنا	= آزاد کرنا، کشادہ کرنا	کھَولنا	= ابلنا، جوش مارنا		
قوّت	= طاقت، زور	قُوت	= خوراک		
جَلانا	= سلگانا، آگ لگانا	جِلانا	= زندہ کرنا		
سَحر	= صبح	سِحر	= جادو		
جِد	= کوشش، سعی	جَد	= دادا	جُد	= کنواں جو کھیت میں ہو

II (الف) ایک جملے میں جواب لکھیے۔

۱) پطرس بخاری کا پورا نام کیا ہے؟

۲) پطرس بخاری کے پڑوسی کا نام کیا تھا؟

۳) پہلے دن مصنف کو لالہ کرپا شنکر جی نے صبح کتنے بجے جگایا تھا؟

۴) روزانہ مصنف کے جاگنے کا معمول کیا تھا؟

۵) مصنف نے اپنے سونے کے عمل کو چھپانے کے لئے کونسے جھوٹ کا سہارا لیا؟

(ب) دو یا تین جملوں میں جوابات لکھئے۔

۶) دوسرے دن صبح اٹھتے ہی مصنف کے پڑوسی نے کیا کیا؟

۷) پہلے دن مصنف دوبارہ تین بجے سونے کے بعد پھر کس وقت بیدار ہوئے؟

©KTBS Not to be republished

۸) مصنف نے برسبیل تذکرہ لالہ کرپاشنکر جی سے کیا کہا؟

۹) مصنف کوآخر کار کس طرح اپنی بیداری کا قائل ہونا پڑا؟

۱۰) مصنف کو جب پتہ چلا کہ صبح کے تین بجے ہیں توان کے دل نے کیا چاہا؟

۱۱) مصنف نے لالہ جی کے سامنے صبح کی تعریف کس طرح کی؟

(ج) تفصیلی جواب لکھیے۔

۱۲) لالہ کرپاشنکر جی کے مصنف کو جگانے کا حال اپنے الفاظ میں لکھیے۔

۱۳) مصنف صبح جاگنے کے بعد اپنے دل کو کس طرح بہلانے کی کوشش کرتا ہے؟

III (الف) خانہ پُری کیجیے۔

۱۴) دوسرے دن اٹھتے ہی انھوں نے.......کا نام لے کر ہمارے دروازے پر.......شروع کردی۔

۱۵) حضرت عیسیٰؑ بھی تو بس واجبی طور پر ہلکی سی.......کہہ دیا کرتے ہونگے۔

۱۶) ہم سستی اور کسالت کو خود اپنے قریب نہ آنے دیں توان کی کیا............ ہے کہ ہمارے قریب سے بھی گزر جائیں۔

۱۷) دل نے کہا ''اور کیا تمھارے تو یوں ہی.......خطا ہو جایا کرتے تھے''۔

۱۸) نہ خدا کا ڈر، نہ رسول کا خوف، سمجھتے ہیں کہ بس اپنی محنت سے ....کریں گے۔

(ب) درج ذیل جملوں کی بحوالۂ متن وضاحت کیجیے۔

۹۱) ''آپ سحر خیز ہیں ذرا ہمیں بھی صبح جگا دیا کیجیے۔''

۲۰) ''اور کیا تین بجے ہی سورج نکل آئے گا۔''

۲۱) جاگنا نمبر 1۔ چھ بجے، جاگنا نمبر 2۔دس بجے اس دوران لالہ جی آواز دیں تو۔۔

۲۲) ''مسٹر صبح میں نے آپ کو آواز دی تھی، آپ نے جواب نہ دیا۔''

©KTBS Not to be republished

(ج) مثال کے مطابق قوسین میں دیئے گئے الفاظ کی جمع بنا کر خانہ پری کیجئے۔

(موت، بیان، واقعہ، ورق)

مثال: آپ کا سوال ٹھیک تھا۔ سوالات کرنے سے معلومات میں اضافہ ہوتا ہے

۲۳) اِس........سے لالہ جی کا دل دہل گیا تھا۔انھوں نے اپنے آپ کو تسلی دی کہ ایسے........تو زندگی میں ہوتے رہتے ہیں۔

۲۴) جج نے کہا میں نے سب کے.........سن لئے اب تم اپنا.........دو۔

۲۵) ....کا دن معین ہے، پر یہ کیا اخبار.........کے ذکر سے بھر پڑا ہے۔

۲۶) میں نے سارے.....چھان ڈالے میرا ہزار روپئے کا نوٹ نہیں ملا۔امی نے کہا اس کتاب کے کسی .... میں رہ گیا ہوگا۔

قواعد

پچھلے سبق میں آپ مرکب مطلق جملوں کی دو قسموں سے واقف ہو چکے ہیں بقیہ قسمیں ذیل میں دی گئی ہیں۔

(۳) استدراکی (۴) سببی

جملۂ استدراکی: ایسا مرکب جملہ جس کے دو حصے ہوں اور معنی کے اعتبار سے دوسرا حصہ پہلے حصے کے خلاف ہو، یا اسے محدود کرے یا پھر اس کی توسیع کرے۔

جیسے: (۱) یہ عمارت قدیم ہی نہیں بلکہ مضبوط بھی ہے۔

(۲) وہ کتابی کیڑا تھا مگر ہر سوال کا جواب دینا اُس کے بس کی بات نہیں تھی۔

(۳) ہم جی بھر کر سونا چاہتے تھے مگر لالہ جی نے ہمیں سونے نہیں دیا۔

مندرجہ بالا پہلے جملے میں دوسرا حصہ پہلے حصہ کی توسیع کر رہا ہے۔

مندرجہ بالا دوسرے جملہ میں دوسرا حصہ پہلے حصہ کی مخالفت کر رہا ہے۔

مندرجہ بالا تیسرے جملہ میں دوسرا حصہ پہلے حصہ کو محدود کر رہا ہے۔

جملۂ سببی: ایسا مرکب جملہ جس کے دوسرے حصہ میں، سبب، وجہ اور نتیجہ کا ذکر ہو۔

جیسے: اس کی بات تو ٹھیک ہے مگر رویہ غلط ہے۔

©KTBS Not to be republished

گو کہنے کا انداز اچھا ہے مگر آواز بھونڈی ہے۔
پہلے جملہ میں غلط رویہ سبب ہے۔
دوسرے جملہ میں بھونڈی آواز سبب ہے۔
یہ جملے جملۂ سببی کی مثالیں ہیں۔

درج ذیل ہر سوال کے لئے چار متبادل دئے گئے ہیں، ان میں سے سب سے مناسب جواب چن کر لکھئے:

1. ایسا جملہ جس کے دو حصّے ہوں معنی کے اعتبار سے پہلا جملہ دوسرے کے خلاف ہو یا اسے محدود کر کے یا پھر اس کی توسیع کرے، ایسا جملہ کہلاتا ہے۔
(الف) اصلی (ب) سببی (ج) استدراکی (د) تردید
2. اس کی بات تو ٹھیک ہے مگر رویّہ غلط ہے، قواعد کے اعتبار سے یہ جملہ ہے۔
(الف) تردیدی (ب) استدراکی (ج) وصلی (د) سببی

سرگرمی: جملوں میں رموز واوقاف لگانے سے جملے کے مختلف ٹکڑوں کو صحیح طور پر پڑھنے اور سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ خصوصاً سکتہ (Comma) ختمہ (Full Stop) ندائیہ / فجائیہ ! (Note of Exclamation) اور واوین (Inverted Comma) جیسے نشانات اہمیت رکھتے ہیں۔ یہ مضمون مکالماتی انداز کا ہے۔ اس مضمون کے مکالموں کے درمیان لگائے گئے نشانات پر غور کیجئے۔ پچھلے اسباق سے دیئے گئے جملوں کو پڑھ کر مناسب نشان لگایئے۔

۱) جبل پور کے ایک کانگریس سیٹھ گوند داس نے چلاّ کر پوچھا اردو بھلا کس کی مادری زبان ہوسکتی ہے پنڈت نہرو نے اُسی جھلاہٹ کے لہجے میں چیخ کر جواب دیا اردو میری اور میری دادی کی زبان ہے۔
۲) بھائیو اب باتوں کا سمے نہیں کام کا سمے ہے اٹھو اور دیش کو نجات دلانے میں جٹ جاؤ اپنی جنم بھومی کو نفرت سے وحشت سے بے ایمانی اور لالچ سے نجات دلاؤ۔
۳) ارے کمبخت خدائی فوج دار بدتمیز کہیں کے میں نے تجھ سے یہ کہا تھا کہ سویرے اُٹھا دینا یا یہ کہا کہ سرے سے سونے ہی نہ دینا تین بجے جاگنا بھی کوئی شرافت ہے۔

☆☆☆

©KTBS Not to be republished

سبق:14

سرحدوں کا جال

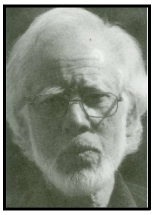

سلیمان خمارؔ

تخلیق: نظم مختلف ہیئتوں میں لکھی جاتی ہے۔ پہلے ترکیب بند، ترجیع بند اور مسدس کی ہیئت میں نظمیں لکھی جاتی تھیں۔ آج کل آزاد اور نثری نظمیں لکھنے کا چلن عام ہے۔ پابند نظم میں مصرعے یکساں ہوتے ہیں جبکہ آزاد نظم کے مصرعوں میں ارکان گھٹتے بڑھتے رہتے ہیں اور یہ ردیف قوافی کی پابندی سے آزاد ہوتے ہیں۔ اس لیے ایسی نظم کو ''آزاد نظم'' کہا جاتا ہے۔ نظم ''سرحدوں کا جال'' کے ان مصرعوں پر غور کیجیے۔

1) خدا نے/

2) زمیں جب/ بنائی/ تو اس پر

3) لکیریں/نہیں تھیں

پہلے مصرعہ میں رکن ''فعولن'' ایک مرتبہ، دوسرے مصرعہ میں تین مرتبہ اور تیسرے مصرعہ میں دو مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ یعنی ان مصرعوں کے ارکان میں کمی بیشی ہوئی ہے اور یہ قوافی کی قید سے آزاد ہیں۔ اس آزاد نظم میں نہایت سہل انداز میں عالمی مسئلہ کو بیان کیا گیا ہے۔

تخلیق کار: نام قاسم علی، عرف سلیمان بعد ازاں عرف کے ساتھ خمار کا اضافہ کیا اور ادبی دُنیا میں سلیمان خمارؔ کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان کا تعلق ریاست کرناٹک کے تاریخی شہر وجئے پور سے ہے۔ یکم مارچ 1944ء کو ضلع وجئے پور کے تعلقہ باگل کوٹ میں پیدا ہوئے۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد سرکاری ملازمت اختیار کی۔ سرکاری ملازمت سے بحسن خوبی سبکدوش ہو چکے ہیں۔ اُن کی زندگی کا بیشتر حصہ وجیاپورہ میں گزرا۔ وہیں سکونت اختیار کی۔ دورانِ ملازمت ہی سے شاعری کا شوق رہا وہ زبان وادب کے فروغ میں حصہ لیتے رہے اور اب بھی کئی علمی وادبی انجمنوں سے وابستہ ہیں۔ انھیں غزل اور نظم پر یکساں دسترس حاصل ہے ان کا پہلا شعری مجموعہ ''تیسرا سفر'' اور حال میں ایک اور مجموعہ ''سمندر جاگتا ہے'' شائع ہوا ہے۔ ان کے پہلے مجموعہ پر کرناٹک اردو اکاڈمی نے انعام سے نوازا۔ سلیمان خمارؔ جدید لب ولہجہ کے شاعر ہیں انھیں ہندوستان گیر شہرت حاصل ہے۔

©KTBS Not to be republished

خدا نے
زمیں جب بنائی تو اُس پر
کسی ملک کی سرحدوں کی
لکیریں نہیں تھیں
یہ ساری زمیں ایک ہی ملک تھی
نسلِ آدم کو آزادیاں تھیں
افق سے افق تک
جہاں چاہے جائیں
جہاں چاہے مسکن بنالیں
ذرا آج
دنیا کا نقشہ اٹھا کر تو دیکھو
تمھیں یوں لگے گا
زمیں پر
یہاں سے وہاں تک
کئی آڑی ترچھی لکیروں کا اک جال سا بن گیا ہے
آج کے دور کا آدمی
پھنس گیا ہے
خود اپنے ہی ہاتھوں بنائے ہوئے جال میں

I الفاظ و معانی:

اُفُق = (ا۔مذ) وہ جگہ جہاں زمین و آسمان ملتے نظر آئیں سرحد = (ا۔مذ) کسی بھی ملک کی حد
نسلِ آدم = (ع۔مذ) آدمؑ کی نسل، انسان مسکن = (ا۔مذ) رہنے کی جگہ

II (الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات ایک ایک جملے میں لکھیے۔

۱) خدا نے جب زمیں بنائی تو اس پر ملک کی سرحدیں کیوں نہیں تھیں؟

۲) دنیا کے نقشہ پر کھینچی گئی لکیریں کس بات کا اشارہ ہیں؟

©KTBS Not to be republished

۳) ابتدا میں نسل آدم کو کیا آزادیاں نصیب تھیں؟

(ب) مختصر جوابات لکھیے۔

۴) سرحدوں کا جال نظم میں شاعر کیا کہنا چاہتا ہے؟

۵) نسلِ آدم کو اللہ نے آزادی دی مگر زمینی لکیروں (سرحدوں) سے اس کی زندگی میں کیا تبدیلی آئی؟

۶) سرحدیں انسانی آزادی اور ترقی میں کس طرح رکاوٹ بنتی ہیں؟

۷) ملک کی سرحدوں میں بٹے آدمی کی بے بسی کو شاعر نے کس طرح بیان کیا ہے؟

III (الف) قوسین میں دیئے گئے الفاظ کے مترادفات جملوں میں تلاش کیجئے۔

(عالم، زمین، ملک، گھر، دور)

۸) اس عہد کے لوگ بڑے ظالم ہیں۔ ۹) خانۂ کعبہ خدا کا مسکن ہے۔

۱۰) کرۂ ارض پر خطرہ منڈلا رہا ہے۔ ۱۱) دونوں جہاں کا مالک خدا ہے۔

۱۲) سپاہی وطن کی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

(ب) مندرجہ ذیل خط کشیدہ الفاظ کی اضداد خالی جگہوں میں لکھیے۔

۱۳) انسان پابندی سے زیادہ............پسند کرتا ہے۔

۱۴) میں نے اس کی تلاش میں زمین و............ایک کردیئے۔

۱۵) صبح ہوتی ہے............ہوتی ہے۔ عمریوں ہی تمام ہوتی ہے۔

۱۶) خطروں سے کھیلنے والے............منزل کی جانب بڑھتے جاتے ہیں۔

(ج) ان الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجئے۔

نقشہ، سرحد، افق، مسکن، جال، دور

(د) ''سرحدوں کا جال'' نظم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

سرگرمی: ریاستِ کرناٹک کے شعراء کا البم تیار کیجئے۔

☆☆☆

©KTBS Not to be republished

سبق:15

زعفران

نصابی کمیٹی

زعفران کا ذکر آتے ہی نظروں کے سامنے زعفرانی جلیبیاں ناچنے لگتی ہیں۔آج کل مُزعفر بھولا ہوا سبق بن گیا ہے۔ البتہ کھیر کا رنگ کہیں کہیں زعفرانی ہوتا ہے۔ صدیوں سے مختلف پکوانوں اور دواؤں میں زعفران کا استعمال رائج ہے۔ یہ ایک خوشبودار اور رنگ دار قیمتی مصالحہ (مسالا) ہے۔لفظ زعفران عربی زبان سے ماخوذ ہے۔ لغوی اعتبار سے یہ ایک نہایت خوشبودار زرد رنگ کا پھول ہے۔طبی خصوصیات کے لحاظ سے یہ دماغی نسوں کو سکون پہنچاتا اور ذہن کو راحت بخشتا ہے۔شاید یہی وجہ ہے کہ پُر مزاح محفلوں کو ''زعفران زار'' اور بات بے بات ہنسنے والے کے لئے ''زعفران کا کھیت دیکھنا'' کا محاورہ مستعمل ہے۔اس کے علاوہ بے قدری سے متعلق کہاوت ''گدھا کیا جانے زعفران کی قدر'' بھی مشہور ہے۔

زعفران کو ہندی زبان میں کیسر کہتے ہیں۔اس کا نباتاتی نام کروکس سٹیاوی لیس (Crocus Sativius) ہے۔ دنیا کے گنے چنے ممالک میں اس کی کاشت کی جاتی ہے۔ ایران، اسپین، فرانس، برطانیہ، مراقش اور ہندوستان کی ریاست جموں وکشمیر اس کی کاشت کے لئے مشہور ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا اصل وطن ایران یا فارس کا نواحی علاقہ ہے۔ایک عرصہ بعد تاجروں کے ہاتھوں مختلف ممالک تک اس کی رسائی ہوئی۔اسپین میں 921ء سے تاریخی حوالوں میں اس کی کاشت کا ذکر ملتا ہے جبکہ کشمیر میں 550 عیسوی ہی سے اس کی کاشت کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔

وادئ کشمیر قدرتی حسن اور نباتاتی خزانے سے مالا مال ہے۔ جہاں گل مرگ، سون مرگ، پہلگام جیسی خوبصورت وادیاں اور جھیل ڈل کا حسن سیاحوں کو دعوتِ نظارہ دیتا ہے۔ کشمیر کے حسن کو دیکھ کر مغل بادشاہ بابر بے ساختہ کہہ اٹھا ''اگر جنت زمین پر ہے تو بس یہیں ہے، یہیں ہے، یہیں ہے'' اس وادی کا ایک چھوٹا سا علاقہ پانپور ہے، جہاں زعفران کے کھیتوں میں کھلے بنفشی رنگ کے پھولوں کی بہار دیکھنے لائق ہوتی ہے۔

کشمیر کی معیشت کا انحصار کاشتکاری پر ہے۔ یہاں چاول، مکا، گیہوں، بارلی، اوٹس وغیرہ کی کاشت کی جاتی ہے۔اس وادی میں مختلف سبزیاں بھی اگائی جاتی ہیں۔ یہاں امرود، سیب، شفتالو اور چیری کے باغات ہوتے ہیں

©KTBS Not to be republished

دیودار، چنار، اخروٹ اور صنوبر کے درخت کثرت سے پائے جاتے ہیں۔اونی صنعت کشمیر کی عالمی شہرت کی اہم وجہ ہے۔ یہاں کے تیار کردہ پشمینہ شال اور اونی قالین برآمد کئے جاتے ہیں۔اس کے علاوہ میوے جات اور ترکاریاں خلیجی ممالک کو برآمد کی جاتی ہیں۔ یہاں زعفران کی کاشت کی جاتی ہے اور ہندوستان کی مختلف ریاستوں میں اس کی کھپت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ بہت کم مقدار میں زعفران باہر بھیجا جاتا ہے۔

زعفران کی کاشت کے لئے معتدل آب و ہوا راس آتی ہے۔ پھول کھلنے کے موسم میں ہلکی دھوپ اور راتوں میں نمی ضروری ہے۔اس کی بہترین پیداوار کے لئے تیس سے چالیس سنٹی میٹر بارش درکار ہوتی ہے۔موسم بہار کی بارش، گنٹھیوں کی افزائش اور پودے کی اچھی نشو و نما کے لئے مددگار ثابت ہوتی ہے۔اکتوبر، دسمبر کی بارش سے پھولوں کی مقدار میں اضافہ ہوتا ہے۔یہ پودا فضا کی ٹھنڈک کو بآسانی برداشت کر لیتا ہے۔البتہ برف باری یا اولا باری سے فصل کو نقصان پہنچتا ہے۔

زعفران کا چھوٹا سا پودا تقریباً ایک فٹ اونچا ہوتا ہے۔جس کی جڑیں اعشاریہ پانچ سینٹی میٹر حجم کی مخروطی گنٹھیوں کے نچلے حصے سے اگتی ہیں۔ یہ گنٹھیاں پیاز کی گنٹھیوں کی طرح بڑی نہیں ہوتیں۔ان گنٹھیوں کو ایک بار زمین میں بونے کے بعد کم سے کم آٹھ سال اور زیادہ سے زیادہ پندرہ سال کی مدت تک فصل حاصل کی جاتی ہے۔اس خوبی کی وجہ سے یہ دائمی پودا کہلاتا ہے۔زعفران کی آخری فصل چننے کے بعد گنٹھیاں زمین کے اندر سے نکالی جاتی ہیں۔ایک سال کے وقفہ کے بعد نئے سرے سے کھیت میں زعفران کی کاشت کی جاتی ہے۔

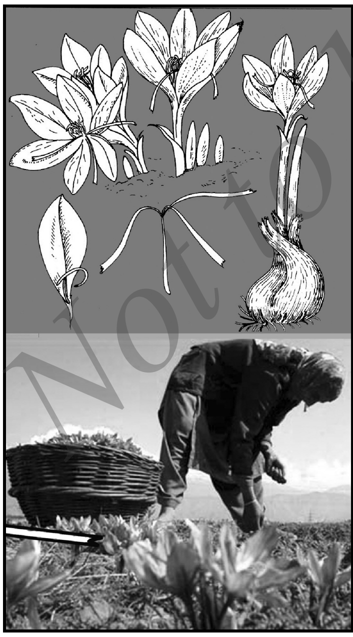

زعفران کا پودا گنٹھیوں سے اگتا ہے۔ بوائی کے ایک سال بعد گنٹھیوں سے پھول آنے شروع ہوتے ہیں۔ مادہ گنٹھیوں سے ہر سال دو تا چار گنٹھیاں پیدا ہوتی ہیں اور پرانی گنٹھیاں خود بخود سوکھ جاتی ہیں۔زعفران کے پھولوں کی پیداوار گنٹھیوں کی جسامت پر منحصر ہوتی ہے۔ عام طور پر چھوٹی گنٹھیوں سے صرف پتے نکلتے ہیں اور بڑی گنٹھیوں سے اُگنے والے پودے پر تقریباً ایک سے تین پھول لگتے ہیں۔ان قیف نما پھولوں کے اندر نہایت مہین دھاگے کی

©KTBS Not to be republished

شکل کے کلغی (Stigma) ہوتے ہیں۔ جنہیں سائنسی اصطلاح میں سلائیاں کہا جاتا ہے۔ جن کا اوپری سرا سرخ رنگ کا ہوتا ہے۔ پھول سے لگا ہوا اس کا نچلا حصہ زردی مائل ہوتا ہے۔ زعفران کے ذائقے، خوشبو اور رنگ کا تعلق کلغی کے اوپری حصے یعنی رنگ سے ہوتا ہے۔ زرد رنگ کا حصہ بے مصرف مانا جاتا ہے۔ کلغی ہی سے زعفران حاصل ہوتا ہے۔

زعفران کے پھولوں کا موسم وسط اکتوبر سے نومبر کے ابتدائی دنوں میں صرف تین ہفتوں تک رہتا ہے۔ پھولوں کے چننے کا کام روزانہ صبح کی اولین ساعتوں میں کیا جاتا ہے۔ چنے ہوئے پھولوں سے کلغی احتیاط کے ساتھ علاحدہ کئے جاتے ہیں۔ تین چار دن سکھانے کے بعد چھڑیوں کی مدد سے انہی دھیمے دھیمے کوٹ کر علاحدہ کیا جاتا ہے۔ پھر اچھی طرح پولی تھین کی تھیلیوں یا چھوٹی چھوٹی بوتلوں میں بند کیا جاتا ہے۔ دیڑھ لاکھ پھولوں سے تقریباً ایک کلو سوکھا ہوا زعفران حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے اصل زعفران نہایت قیمتی ہوتا ہے۔ بازار میں مختلف برانڈ کے کشمیری زعفران دستیاب ہیں۔ ہندوستانی اسٹینڈرڈ ISI کے مطابق اس کے دو درجے ہیں۔ خالص زعفران انتہائی سرخ ہوتا ہے۔ معیاری زعفران ہلکا سرخ سے گہرا سرخ ہوتا ہے۔ عام بازار میں منافع خور تاجر مصنوعی دھاگوں کی ملاوٹ کر کے اسے کم قیمت پر بیچتے ہیں۔

زعفران میں مختلف کیمیائی اجزاء شامل ہوتے ہیں۔ اس میں گلائی کوسائیڈ کروسن اور پائرو کروسن کے کڑوے روغن پائے جاتے ہیں، اس کے علاوہ فاسفورس، پوٹاشیم جیسے معدنیات بھی ہوتے ہیں۔ زعفران میں کروسن ہی ایسا جز ہے جس سے اس کی رنگت برقرار رہتی ہے۔ اگر اسے صحیح طریقے سے محفوظ نہ کیا جائے تو اس کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔

زعفران غذا تو نہیں لیکن غذا کو خوش رنگ بناتا ہے۔ یہ دوائی والی جڑی بوٹی بھی نہیں پر یونانی اور ایورویدک دواؤں کی تیاری میں استعمال کیا جاتا ہے۔ نزلہ، پیٹ درد، بخار، کھانسی اور ذیابطیس جیسی بیماریوں کے علاج کے لئے اس کا استعمال فائدہ مند ہے۔ کہا جاتا ہے کہ دنیا کی حسین ترین عورت قلوپطرہ اپنی جلد کے نکھار اور ملائمت کے لئے زعفران استعمال کرتی تھی۔ آج بھی چہرے کو نکھارنے والی کریم میں اس کا استعمال رائج ہے۔ چین میں زعفران کا استعمال مذہبی رسوم میں کیا جاتا ہے۔ تبتی بھکشو (مانکس) اسے عبادت کے مواقع پر استعمال کرتے ہیں۔ خطاط قرآن شریف اور مختلف کتابوں کی آرائش میں اس کا استعمال کیا کرتے تھے۔

بہر حال زعفران، شکر اور نمک کی طرح بے رنگ نہیں ہوتا۔ شکر اور نمک کی پہچان ان کا ذائقہ ہے مگر زعفران کا معاملہ کچھ اور ہے۔ اعلیٰ معیار کا زعفران خوشبودار اور گہرے رنگ کا ہوتا ہے۔ اس کی بو ہلکے ایوڈین جیسی اور

©KTBS Not to be republished

ذائقہ ترش ہوتا ہے۔کشمیر کی دل پسند مشروب قہوہ میں اس کا استعمال ہوتا ہے۔زعفران کشمیر کی پیداوار ہے لیکن ہندوستان کی ہر ریاست میں اس کا سکّہ چلتا ہے۔

فرہنگ:

I (الف) الفاظ و معانی:

مصالحہ/مسالا = پکوان کی تیاری کی ضروریات اور لوازم جیسے نمک، مرچ، لہسن یعنی سالن کا مسالہ، دوپٹے کی کناری والا گوٹا

مُزَعفِر = (ا۔مذ) زعفرانی رنگ میں پکے ہوئے میٹھے چاول

لُغوی = (صف) لُغت سے منسوب

زعفران زار = (ا۔مذ) زعفران کا کھیت، وہ جگہ جہاں بہت ہنسی آئے۔

ماخوذ	= (صف) اخذ کیا ہوا	رسوم	= (ا۔مث) رسم کی جمع
بنفشی	= (صف) بنفشہ رنگ کا (ہلکا بیگنی)	تُرش	= (صف) کھٹا
معیشت	= (ا۔مث) روزی، روزگار	رسائی	= (ا۔مث) پہنچ، ربط
کھپت	= (ا۔مث) صرف، خرچ	زائل	= (صف) کم ہونا
گٹھی، گٹھا	= (ا۔مث، مذ) پیاز کی گرہ	خطاط	= (صف) خوش نویس، کاتب
پشمینہ	= (ا۔مذ) اونی کپڑا، بالوں کا پارچہ	آرائش	= (ا۔مث) زیبائش، سجاوٹ
نواحی	= (ا۔مذ) آس پاس، قرب وجوار	رائج	= (صف) جاری، رواں

مستعمل = (صف) کام میں لایا ہوا، استعمال کیا ہوا

قہوہ = (ا۔مذ) ایک قسم کے بیجوں کے سفوف سے تیار کیا گیا چائے کی طرح کا مشروب

(ب) مرکبات:

منافع خور	= زیادہ نفع حاصل کرنے والا تاجر	قیف نما	= مخروطی شکل کا
دل پسند	= پسندیدہ	بے مصرف	= بے فائدہ

©KTBS
Not to be republished

دعوتِ نظارہ = دیکھنے پر مائل کرنا　　　دستیاب ہونا = حاصل ہونا

سکّہ بیٹھنا = رعب قائم ہونا

II (الف) ایک جملے میں جواب دیجئے۔

۱) بات بے بات ہنسنے والے کے لیے کونسا محاورہ استعمال کیا جاتا ہے؟

۲) زعفران کا نباتیاتی نام کیا ہے؟

۳) کشمیر میں کب سے زعفراں کی کاشت کا دعویٰ کیا جاتا ہے؟

۴) کشمیر کے کس علاقے میں زعفران کی کاشت کی جاتی ہے؟

۵) زعفران کا پودا کس سے اُگتا ہے؟

۶) وہ کونسا کیمیاوی جز ہے جس سے زعفران کی رنگت برقرار رہتی ہے؟

۷) زعفران کی کاشت کے لیے کس قسم کی آب و ہوا سودمند ہوتی ہے؟

۸) بھکشو زعفران کا استعمال کس موقع پر کرتے ہیں؟

۹) وہ کونسا مشروب ہے جس میں زعفران استعمال ہوتا ہے؟

(ب) دو تین جملوں میں جواب لکھیے۔

۱۰) دنیا کے کون کونسے ممالک میں زعفران کی کاشت کی جاتی ہے؟

۱۱) زعفران کی اچھی نشو و نما کے لیے کونسا موسم سازگار رہتا ہے؟

۱۲) زعفران کے پودے کو دائمی پودا کہنے کی وجہ کیا ہے؟

۱۳) زعفران میں کون کونسے کیمیاوی اجزا پائے جاتے ہیں؟

(ج) پانچ چھ جملوں میں جواب لکھیے۔

۱۴) زعفران کی کاشت کیسے کی جاتی ہے؟

۱۵) زعفران حاصل کرنے کے لیے کونسا عمل اختیار کیا جاتا ہے؟

۱۶) زعفران کے استعمال کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

©KTBS
Not to be republished

III (الف) ان الفاظ کے صحیح صیغۂ جمع کو خانے میں لکھئے۔

۱۷) رسم = مراسم، رسوم

۱۸) جز = جزوی، اجزا

۱۹) عمل = اعمال، عملی

۲۰) ملک = مملکت، ممالک

۲۱) باغ = باغات، باغیچہ

(ب) مذکر و مونث کی نشاندہی کیجئے۔

مشروب، مصالحہ، کاشت، موسم، ذائقہ، زعفران، آرائش، معیشت

(ج) الف اور ب کے خانوں میں دیئے گئے سابقوں اور لاحقوں کے درمیان مناسب جوڑ لگا کر تراکیب بنائے۔

(الف)

پرُ	بے	خوشبو	دل	منافع	قیف

(ب)

پسند	نما	خور	مزاج	دار	ساختہ

(د) کہاوتوں کے صحیح مطالب کی نشاندہی کیجئے۔

گدھا کیا جانے زعفران کی قدر۔ اس کا مطلب کیا ہے؟

(الف) کسی چیز سے منہ پھیر لینا

(ب) کسی چیز کی قدر کرنا

(ج) کسی چیز کی قدر نہ کرنا

دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔ اس کے معنی ہیں۔

(الف) بیکار آدمی

(ب) ہوشیار آدمی

(ج) خودغرض آدمی

©KTBS Not to be republished

اضافی معلومات:

کارخانوں میں تیار ہونے والی اشیاء کے معیار کی تصدیق کرنے کے بعد سرکار ISI کا نشان لگاتی ہے جس کا مطلب Indian Standered Institute ہے۔
یہ مخصوص نشان اکثر گھریلو اشیاء پر بھی لگا ہوتا ہے۔ جیسے معیاری کمپنی کے پریشر کوکر، بلب وغیرہ۔

اپنے استاد سے معلوم کیجئے کہ خریدار کو باخبر کرنے والا سرکار کا کونسا نعرہ ہے

قواعد: ملتف جملہ

ان جملوں کو غور سے پڑھیے۔

۱) جو زعفران آپ نے خریدا تھا وہ کشمیری تھا۔

۲) آپ جس قسم کا قہوہ پینا چاہتے تھے وہ شیزان ہوٹل میں ملتا ہے۔

۳) جو لطیفہ آصف نے سنایا وہ مرزا غالبؔ کا تھا۔

مذکورہ بالا جملوں میں جو زعفران معنی کونسا، جس قسم کا قہوہ سے مراد کہاں کا، جو لطیفہ سے مراد کونسا ان سب کی وضاحت تابع جملے میں بیان کی گئی ہے۔ یعنی کشمیری زعفران، شیزان ہوٹل کا قہوہ، غالبؔ کا لطیفہ سے مطلب واضح ہو گیا۔

ایسا جملہ جس کا ایک جُز اصلی اور دوسرا اُس کے تابع ہوتا ہے۔ جب تک تابع جملہ پڑھا نہیں جاتا اصلی جملے کا مطلب واضح نہیں ہوتا۔ یہ جملہ ملتف کہلاتا ہے۔

مضمون کی تعریف:

طلبہ میں مختلف موضوعات پر مضامین لکھنے کی اہلیت ہونا چاہئے۔ مضمون ایک ایسی تحریر ہے جس میں کسی موضوع پر تسلسل کے ساتھ اظہار خیال کیا جاتا ہے۔ مضمون کے تین اہم جز ہوتے ہیں۔

۱) تمہید ۲) نفسِ مضمون ۳) خاتمہ

تمہید: یہ حصہ مضمون کا تعارف ہوتا ہے۔ اسے نہایت پُر اثر اور عمدہ ہونا چاہئے۔ مضمون کے موضوع کے

©KTBS Not to be republished

لحاظ سے ابتداء کرنا چاہئے۔ جیسے کوئی اصلاحی یا معاشرتی مضمون ہو تو کسی حکایت یا قول سے ابتدا کرنا مناسب ہے۔

نفسِ مضمون: یہ حصہ مضمون کی ریڑھ کی ہڈی ہوتا ہے۔ اس حصے میں موضوع سے متعلق تفصیلی معلومات بیان کی جاتی ہیں۔ یہ حصہ جس قدر مربوط ہوگا اس قدر پُر اثر ہوگا۔ اس حصے میں خوبیوں اور خامیوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

خاتمہ: یہ مضمون کا آخری حصہ ہوتا ہے۔ اس میں مضمون کا لُب لُباب پیش کیا جاتا ہے۔ مضمون لکھنے سے پہلے موضوع سے متعلق معلومات جمع کرنا ضروری ہے۔ اس کے بعد خاکہ بنا کر اس کے مطابق خیالات کو تسلسل کے ساتھ بیان کرنا چاہئے۔

- **مضامین کے موضوعات:** مضامین مختلف موضوعات یعنی مذہبی، سماجی، سیاسی، سائنسی، جغرافیائی معلومات سے متعلق لکھے جاسکتے ہیں۔ اگر مضمون میں مذہب، سماج، سیاست، سائنس سے متعلق کسی اہم مسئلہ پر اظہار خیال کرنا ہو تو مسئلہ کی غرض وغایت، اس کے نتائج اور اس کے حل سے متعلق تجاویز پیش کئے جاتے ہیں۔
- **مضامین کے اقسام:** شخصی، معلوماتی، تفریحی، مختلف قسم کے ہوتے ہیں۔ شخصی مضمون لکھتے وقت تعارف، خاندانی حالات، شخصیت اور زندگی کے اہم واقعات بیان کرنا ضروری ہے۔ ایسا مضمون شخصی مضمون کہلاتا ہے۔
- **معلوماتی مضمون:** جس چیز سے متعلق مضمون لکھا جارہا ہے اس کا تعارف، فوائد اور نقصانات اور اس کے نتائج کے بارے میں مدلل انداز میں حقائق بیان کرنا چاہئے۔ ایسے مضامین میں خیالی طوطا مینا اڑانے کی گنجائش نہیں ہوتی۔ ہر بات حقیقت پر مبنی ہوتی ہے۔ جیسے موبائل فون کے فائدے اور نقصانات، گلوبل وارمنگ آج کے اہم موضوعات ہیں۔

سرگرمی:

زعفران ایک معلوماتی مضمون ہے۔ ہندوستان کی مختلف فصلوں جیسے جوٹ، سورج مکھی، ربر وغیرہ پر مختصر معلوماتی مضامین لکھے جاسکتے ہیں۔ اپنے کسی پسندیدہ موضوع پر مضمون لکھئے۔

☆☆☆

©KTBS Not to be republished

سبق:16

مچھر کا الٹی میٹم

دلاور فگارؔ

تخلیق: طنزیہ ومزاحیہ تخلیقات میں زمانے کی ناہمواریوں اور زندگی کی کوتاہیوں کو بیان کیا جاتا ہے۔عموماً طنز ومزاح کا مقصد اصلاح ہوتا ہے۔ ہمارے ادب میں طنز ومزاح کی قدیم روایت ہے۔اس کے عناصر غالبؔ سے بھی پہلے ملتے ہیں۔انھوں نے زندگی اور موت کی باتیں بھی ظریفانہ انداز میں کی ہیں۔غالبؔ کی شاعری ہو یا نثر، دونوں میں یہ عنصر موجود ہے۔ان کے بعد اکبرؔ الہ آبادی جیسا طنز نگار اردو ادب میں پیدا نہیں ہوا۔دلاور فگارؔ دورِ حاضر کے مشہور ومعروف،ظریف شاعر ہیں۔انھوں نے زندگی کے مختلف واقعات کو مزاحیہ انداز میں بیان کیا ہے۔دلاور فگارؔ کی یہ نظم ان کی کالم نگاری کا حصہ ہے اس طنزیہ نظم میں دلاور فگارؔ نے سماجی برائیوں کو بیان کیا ہے۔

تخلیق کار: نام دلاور حسین ،تاریخی نام سعید اختر اور قلمی نام دلاور فگار ہے 8؍جولائی 1929ء کو شہر بدایوں میں پیدا ہوئے۔ان کی تعلیم بدایوں اور علی گڑھ میں ہوئی۔انھوں نے ایم اے اردو اور ایم اے معاشیات کی ڈگریاں حاصل کیں۔ایم اے انگلش کے پہلے سال کا امتحان پاس کر کے پڑھائی ترک کر دی۔انھیں بیک وقت فارسی،اردو اور انگریزی زبان پر عبور حاصل ہے۔اوروں کی طرح یہ بھی پاکستان ہجرت کر گئے۔وہاں جانے کے بعد صحافت سے وابستہ ہو گئے۔اخبار میں منظوم کالم نگاری کرتے ہیں۔

دلاور فگارؔ کا کلام ہندوستان اور پاکستان میں نہایت شوق سے پڑھا جاتا ہے۔ان کے کئی مجموعۂ کلام اب دستیاب نہیں ہیں۔ ''ستم ظریفیاں'' ''شامتِ اعمال'' ''آداب عرض'' ''انگلیاں فگار اپنی'' ''از سرِ نو'' ''مطلع عرض ہے'' ''سنچری'' اور ''خدا جھوٹ نہ بلوائے'' ان کے مشہور طنزیہ ومزاحیہ شعری مجموعے ہیں۔اس کے علاوہ انھوں نے امریکہ کے سابق صدر جمی کارٹر کی خودنوشت کا اردو میں ترجمہ کیا ہے۔

©KTBS Not to be republished

بلدیہ والوں سے اب کیا بحث میں سر ماریئے
بلدیہ والے یہ کہتے ہیں کہ مچھر ماریئے

کہتا ہے مچھر کہ مجھ کو مار کر تو دیکھ تو
"میرے طوفاں یم بہ یم دریا بہ دریا جُو بہ جُو"

دیکھ اے ناداں یوں مجھ پر نہ ڈی ڈی ٹی چھڑک
تیرا یہ غازہ مرے چہرہ کو دے دے گا چمک

تیرا ٹائی فون مجھ کو ختم کرسکتا نہیں
میں تو اک فنکار ہوں فنکار مرسکتا نہیں

مجھ سے لڑنے کا ارادہ ترک کردے اے فِگار
ورنہ پوری نسل کو آجائے گا جاڑا بخار

مجھ سے کیوں ڈرتا ہے میرے ہاتھ میں خنجر نہیں
قاتل انساں کا، خود انساں ہے مچھر نہیں

سیٹھ جی تیرا لہو چوسیں تو خوش ہوتا ہے تُو
میں بھی چکھ لیتا ہوں تھوڑا سا تو کیوں روتا ہے تُو

©KTBS Not to be republished

فرہنگ

I الفاظ ومعانی:

ارادہ ترک کرنا= (محاورہ) ارادہ چھوڑ دینا   بلدیہ=(ا۔مث) میونسپلٹی،شہر کی صفائی کرنے والا محکمہ
ٹائی فون   = (انگریزی لفظ) Typhoon یعنی طوفان
ڈی ڈی ٹی   = Di chloro Di phenyl Tri chloro methane مچھر مارنے کی دوا
جُو بہ جُو   = (ا۔مث) ندی بہ ندی   سر مارنا   = (محاورہ) سر پٹکنا
غازہ   = (ا۔مذ) سرخی پاوڈر،اُبٹن   یم بہ یم   = (ا۔مذ) دریا بہ دریا

II (الف) مندرجہ ذیل سوالات کے ایک جملے میں جوابات لکھئے۔

۱) بلدیہ والے کیا کام کرتے ہیں؟
۲) مچھر بلدیہ والوں کو کیا تنبیہہ کرتا ہے؟
۳) ڈی ڈی ٹی چھڑکنے سے مچھر پر کیا اثر ہوتا ہے؟
۴) مچھر کو کوئی طوفان کیوں ختم نہیں کرسکتا؟
۵) مچھر کی نظر میں انسان کا قاتل کون ہے؟
۶) مچھر اپنے آپ کو کیا کہتا ہے؟

(ب) مختصر جوابات لکھئے۔

۷) شاعر نے انسان کو انسان کا قاتل کیوں کہا ہے؟
۸) آخری شعر میں کیا کہا گیا ہے؟

III (الف) ناموزوں قافیوں کی نشاندہی کیجیے۔

۹)	طوفان	نادان	ٹائی فون
۱۰)	مچھر	سر	خنجر
۱۱)	فگار	بخار	فنکار
۱۲)	غازہ	ارادہ	بُرادہ

©KTBS Not to be republished

(ب) ہر گروہ سے غیر مترادف لفظ الگ کیجئے۔

۱۳) مطمئن خوشی سرور ....

۱۴) نادان دانا بے وقوف ....

۱۵) امیر دولت مند عقل مند ....

۱۶) عطا خطا بخشش ....

(ج) مثال کے مطابق دائرے میں دیئے گئے لفظ کو سابقے اور لاحقے کے طور پر جوڑ کر مرکبات خالی جگہ پر لکھئے۔

مثال = شاہ + کار = شاہکار کار + گر = کار گر

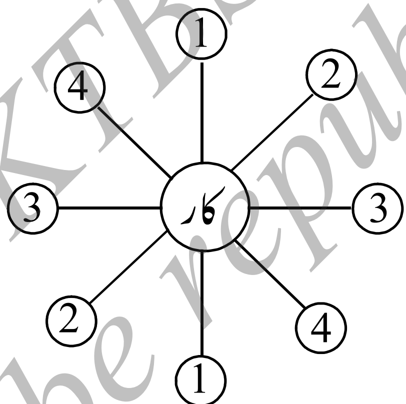

۱) ....

۲) ....

۳) ....

۴) ....

سرگرمی: اپنے پسندیدہ موضوع پر طنزیہ انداز میں ایک پیراگراف لکھئے۔

☆☆☆

©KTBS Not to be republished

سبق:17

طوطیٔ ہند...امیر خسرو

نصابی کمیٹی

کسی بھی ملک کی تاریخ، سلاطین کی فتوحات اور ان کے فلاحی کاموں کے علاوہ مذہبی رہنماؤں اور فنکاروں کے کارناموں کے ذکر سے مکمل ہوتی ہے۔ان نیک، اور روشن خیال ہستیوں کے کاندھوں پر حکمرانوں اور بھٹکے ہوئے عوام کو دین و دنیا کی حقیقت سے آگاہ کرنے کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

حضرت امیر خسرو کا شمار ایسی ہی نایاب ہستیوں میں ہوتا ہے۔ وہ ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے، وہ باکمال شاعر، اعلیٰ پایے کے موسیقار، جاں نثار مرید، سچے وطن پرست اور نیک طینت انسان تھے۔ ان کا نام ابوالحسن یمین الدین خسرو، وہ امیر سیف الدین کی دوسری اولاد تھے۔آگے چل کر امیر خسرو کے نام سے مشہور ہوئے۔ وہ 1254ء بمطابق 651ھ بمقام مومن پورہ ضلع ایٹہ (اتر پردیش) میں پیدا ہوئے۔ان کے والد تُرک تھے اور ان کا تعلق ہزارہ قبیلے سے تھا۔ وہ دربار شاہی سے وابستہ تھے۔کہتے ہیں کہ خسرو جب پیدا ہوئے تو ان کے والد انھیں کپڑے میں لپیٹ کر ایک مرد درویش کی خانقاہ میں لے گئے۔ انھوں نے ننھے بچے کو دیکھتے ہی فرمایا ''تم میرے پاس ایسے کو لائے ہو جو خاقانی سے دو قدم آگے ہوگا۔''

اس مردِ درویش نے ننھے بچے کی پیشانی پر لکھی عبارت پڑھ لی تھی ''ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات''۔ خسرو بچپن ہی سے بلا کے ذہین تھے۔ والد نے ان کے لئے تعلیم و تربیت کا معقول انتظام کیا تھا۔ انھوں نے کم عمری میں خطاطی کا فن سیکھا پھر شعر و شاعری کی جانب راغب ہوئے۔ وہ خوش الحان تھے، ایک دفعہ ان کے استاد خواجہ سعدالدین اپنے شاگرد کے ہمراہ مشہور عالم خواجہ عزالدین کی محفل میں پہنچے، خسرو کا تعارف کرایا اور کہا کہ یہ بچہ شعر بڑے اچھے ترنم سے پڑھتا ہے۔ یہ سن کر مولوی صاحب نے ایک کتاب خسرو کے حوالے کی اور چند اشعار

©KTBS Not to be republished

پڑھنے کی فرمائش کی۔خسرو نے ترنم سے اشعار سنائے۔جس پر وہ بے حد خوش ہوئے۔استاد کے اصرار پر ان کی شعری صلاحیت کا امتحان لیا گیا۔امیر خسرو نے فی البدیہہ شعر کہہ کر خواجہ صاحب کو حیرت میں ڈال دیا۔خواجہ عزالدین نہ صرف خوش ہوئے بلکہ ان کی ہمت افزائی کی اور سلطانی تخلص اختیار کرنے کا مشورہ دیا۔ابتدائی دور کی غزلوں میں خسرو نے یہی تخلص استعمال کیا۔آخر وہ دن بھی آیا جب خسرو کا نام شاعر کی حیثیت سے چاروں طرف گونجنے لگا۔یوں اس مردِ درویش کی پیشن گوئی سچ ثابت ہوئی۔

حضرت امیر خسرو کی شعری صلاحیتیں پروان چڑھ رہی تھیں کہ ان پر پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ان کے والد منگولوں سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔والد کی بے وقت موت نے انھیں غمزدہ کر دیا لیکن نانا عماد الملک نے ان کے شوق کی پذیرائی کی۔نانا کے انتقال کے بعد پھر وہ ناامیدی کا شکار ہوگئے۔آخر کار ان کی ذہانت اور صلاحیت نے انھیں دربار تک پہنچایا۔خصوصاً علاء الدین خلجی کے دور میں انھیں اپنی شاعرانہ صلاحیتوں کے اظہار کا بھرپور موقع نصیب ہوا۔ان کے کلام کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ درباری موسیقار اور رقاصائیں ان کی غزلیں گایا کرتی تھیں۔ہر شخص ان کے کلام سے لطف اندوز ہوتا تھا۔

امیر خسرو نے بادشاہوں کی مدح میں قصیدے لکھے اور ان کی فرمائش پر مثنوی بھی لکھی۔علاء الدین خلجی کے بیٹے مبارک شاہ خلجی کی فرمائش پر ایک مثنوی (نہہ سپر) لکھی۔جس کی تکمیل پر بادشاہ نے انھیں ہاتھی کے ہم وزن سونا دینے کا وعدہ کیا تھا۔بادشاہ نے وعدہ پورا کیا لیکن انعام کی حقیقت کسی کو معلوم نہ ہوسکی۔خسرو کہتے ہیں ''مبارک بادشاہ نے ایسا انعام دیا جو اس سے پہلے کسی بادشاہ نے نہیں دیا تھا۔''

امیر خسرو مقبول و معروف شاعر کے علاوہ فنِ موسیقی کے ماہر تھے۔انھوں نے فنِ موسیقی میں نہ صرف مہارت حاصل کی بلکہ اس میں نئی نئی ایجادات بھی کیں۔ہندوستانی اور ایرانی موسیقی کے امتزاج سے نئے سُر ایجاد کئے۔اس لئے وہ مختلف سُروں کے مُوجِد کہلائے۔کہا جاتا ہے کہ قوالی کی موجودہ طرز ان ہی کی ایجاد ہے۔آلۂ موسیقی ستار (سی تار) کی ایجاد کا سہرا ان ہی کے سر ہے۔موسیقی کی مہارت سے متعلق ایک واقعہ مشہور ہے۔ایک بار موسیقی کے مقابلے میں انھوں نے اپنے ہم عصر مشہور موسیقار گوپال کو شکست دے کر ''نائک'' کا مرتبہ حاصل کیا۔یہ منصب موسیقی کے فن میں ماہر استاد ہی کو دیا جاتا تھا۔

امیر خسرو نے خاندان غلاماں سے لے کر خاندانِ خلجی تک مختلف شاہی خاندانوں کا عروج و زوال دیکھا اور

©KTBS
Not to be republished

درباروں میں اپنی فنکارانہ صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے سچے شاگرد اور فرماں بردار غلام کی طرح زندگی گزاری۔ آٹھ سال کی عمر میں اپنی مرضی سے پیرومرشد کے ہاتھوں بیعت کی اور عمر بھر جاں نثار عاشق بنے رہے۔ خود اپنے مرشد کے سائے میں عرفان و آگہی کا سبق حاصل کیا اور اپنی شاعری سے اوروں کو سکون پہنچایا۔

امیر خسرو قومی یکجہتی کے پیامبر تھے۔ وہ ہندوؤں کو دوسرے مذاہب کے پیروؤں کے مقابلے میں ترجیح دیتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں بہت سے عقائد مشترک ہیں۔ وہ چاروں ویدوں میں بیان کئے گئے حقائق ومعارف کی باتوں کا احترام کرتے تھے۔ وہ ہندوستانی زبانوں کی شُدبُد رکھتے تھے اور یہاں کی قدیم زبان سنسکرت کو علوم وفنون کا خزانہ مانتے تھے۔ ان کی وطن پرستی کی مثال شاید ہی ملے۔ وہ سچے وطن پرست تھے انھوں نے ہندوستان کے آگے ترکستان اور روم کو بھی ہیچ سمجھا۔ وہ اپنے آپ کو ہندوستانی ترک کہا کرتے تھے۔ ان کی سانسوں میں وطن کی مٹی کی خوشبو بسی تھی۔ انھوں نے اپنے اشعار میں اس بات کا اعتراف بھی کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں ''سچ پوچھو تو میں ہندوستان کا طوطی ہوں اگر تم مجھ سے شیریں گفتار چاہتے ہو تو ہندوی میں بات کرو۔''

دراصل امیر خسرو دو عظیم تہذیبوں کے درمیان ایک پل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہر ہندوستانی شئے سے انھیں محبت تھی۔ ہندوستانی آب وہوا، تہذیب، عقائد ان کی شخصیت میں ایسے رچ بس گئے تھے جیسے ستار کی تار میں سُر۔ ان کے نزدیک اپنے وطن کی حیثیت ''جنتِ عدن'' کی سی تھی۔ انھوں نے ہندوستانی پھول یعنی چمپا، کیوڑا، دونا، ڈھاک، سیوتی، جوہی، بیلا اور سوسن کا ذکر بڑی محبت سے کیا۔ وہ آم اور خربوزے کے دلدادہ تھے اور پان کے شیدائی، کیونکہ پان کا ہماری تہذیب سے گہرا رشتہ جو ہے۔ ہندوستانی پرندوں میں طوطے پر اس لئے جان چھڑکتے تھے کہ یہ پرندہ سدھانے پر قرآنی آیات کی تلاوت کرتا ہے۔ طوطے کے علاوہ ہندوستانی رنگین پروں والا مور ان کا پسندیدہ پرندہ تھا۔ آج اس پرندے کو ہم قومی پرندہ مانتے ہیں۔

امیر خسرو کو ہر ہندوستانی سے پیار تھا۔ ہر طبقے کے لوگوں سے وہ مہرومحبت سے پیش آتے تھے حتیٰ کہ اپنے فارسی اور ہندی آمیز اشعار، پہیلیوں، معموں اور چٹکلوں سے سب کو محظوظ کرتے تھے، ہندوستانی پھلوں، پرندوں اور معمولی سے معمولی اشیاء سے متعلق ان کی پہیلیاں آج بھی زبان زدِ خاص وعام ہیں۔ ان کی پہیلیاں تفریح کا ذریعہ نہیں بلکہ یہ ایک طرح کی ذہنی ورزش کی حیثیت رکھتی ہیں جیسے۔

- پیٹھ سخت اور پیٹ نرم........منہ میٹھا تاثیر گرم (خربوزہ)

©KTBS Not to be republished

• گلا کاٹے وہ چوں نہ کرے اور منہ رکت بہائے
سو پیاری باتیں کرے مگر کتھا دکھلائے (پان)

• تل اوپر کے دو ہیں بھائی ان کا ہے یہ کام
لڑیں بھڑیں آپس میں دونوں مل کر کریں کلام (ہونٹ)

• گھوم گھمیلا لہنگا پہنے ایک پاؤں سے رہے کھڑی
آٹھ ہاتھ ہیں اس ناری کے صورت اس کی لگے پری
سب کوئی اس کی چاہ کرے ہیں گبر و مسلماں ہندو چھتری
خسرو نے یہ کہی پہیلی دل میں اپنے سوچ ذری (چھتری)

امیر خسرو کے نزدیک شاعری محض ایک شوق نہیں حکمت کی باتوں کا ذریعہ تھی۔ انھوں نے مثنویوں ''لیلیٰ مجنوں''، ''شیریں فرہاد'' اور ''آئینہ سکندری'' میں اپنے تینوں بیٹوں کو خوب نصیحت کی۔ مثنوی ''ہشت بہشت'' میں اپنی بیٹی کو باعفت اور پاک دامن رہنے کی تاکید کی۔ اسی مثنوی میں سلطان علاء الدین جیسے جاہ وجلال والے بادشاہ کو نصیحتیں کیں اور فرائض سے آگاہ کیا۔

امیر خسرو جیسے ہمہ صفت انسان صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ علامہ اقبال ان کی عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

رہے نہ ایبک و غوری کے معرکے باقی
ہمیشہ تازہ و شیریں ہے نغمۂ خسرو

فرہنگ

I (الف) الفاظ ومعانی:

طوطی = (ا۔مذ،مث) ایک خوش آواز چھوٹا پرندہ	فلاحی = (ا۔مث) بھلائی، بہتری، سلامتی
فتوحات = (ا،مث) فتح کی جمع	ظہور = (ا۔مذ) انکشاف، اظہار
سرپرستی = (ا۔مث) حمایت، امداد	پذیرائی = (ا۔مث) منظوری، قبولیت
پیامبر = (ا۔مذ) قاصد، پیغام پہنچانے والا	پیروی = (ا۔مث) تقلید، فرمانبرداری
مشترک = (صف) شریک، شرکت کیا ہوا	بیعت = (ا۔مث) اطاعت کا عہد، مرید بننا

©KTBS Not to be republished

خانقاہ = (ا۔مث) درویشوں کے رہنے کی جگہ — شیدائی = (ا۔مذ) عاشق، چاہنے والا، فدا

محظوظ = (صف) مسرور، خوش وخرم — حکمت = (ا۔مث) دانائی، عقل، تدبیر

مُرشِد = (ا۔مذ) ہدایت کرنے والا، پیر، اُستاد — اِصرار = (ا۔مذ) ہٹ، ضد، تاکید

ماہر = (ا۔مذ) مہارت رکھنے والا، کامل فن، تجربہ کار — شیریں = (صف) میٹھا، خوشگوار

شُدبُد = (ا۔مذ) کسی کام میں تھوڑی بہت مہارت رکھنا — خاقانی = ایران کا مشہور قصیدہ گو شاعر

مطیع = (امذ) اطاعت کرنے والا — نغمہ = (ا۔مذ) گیت، ترانہ، راگ

(ب) مرکبات:

مردِ درویش = پارسا، نیک، ولی — جاں نثار = جان قربان کرنے والا

باعفت = عزت والا، — باکمال = ماہر

راست گو = سچ بولنے والا — روشن خیال = عالی دماغ

فی البدیہہ = بے سوچے سمجھے/ برجستہ کہنا — بے وقت = بے موقع

ہم وزن = برابر وزن کا — نایاب = نہ ملنے والا، قیمتی

عرفان وآگہی = خداشناسی — جاہ وجلال = شان وشوکت

شیرینیٔ گفتار = گفتگو کا دل پسند ہونا — مصیبت کا پہاڑ = بڑی مصیبت

جنتِ عدن = وہ جنت کا باغ جس میں حضرت آدمؑ کو رکھا گیا تھا۔

(ج) اضداد:

شیریں × تلخ، نیک مزاج × بدمزاج، خوشگوار × ناخوشگوار، مسرور × مغموم

(د) محاورات:

پہاڑ ٹوٹنا = مصیبت پڑنا، آگاہ کرنا = واقف کرنا، لطف اندوز ہونا = لطف اُٹھانا

سہرا سر ہونا = کسی کام کی تکمیل کی ذمہ داری/ کام کا دارومدار ہونا

جان چھڑکنا = دل وجان سے پیار کرنا — پروان چڑھنا = کامیاب ہونا

(ہ) کہاوت:

کسی زبان کا ایسا جملہ، قول یا فقرہ کہاوت کہلاتا ہے جس سے انسانی زندگی کے تجربوں کا اظہار ہوتا ہے۔ یہ

©KTBS Not to be republished

جملے اپنے حقیقی معنی کے بجائے مجازی معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔

ہونہار بِروا کے چکنے چکنے پات: ('بروا' معنی پودا، مگر اس کہاوت میں بروا کے معنی بچّے کے ہیں) ہونہار بچے کے آثار پہلے ہی اچھے نظر آتے ہیں۔

II (الف) ایک جملے میں جواب لکھئے۔

۱) خسرو کے والد کونسے قبیلے سے تعلق رکھتے تھے؟

۲) یمین الدین آگے چل کر کس نام سے مشہور ہوئے؟

۳) مرد درویش نے خسرو کو دیکھ کر کیا کہا؟

۴) خسرو نے کم عمری میں کونسا فن سیکھا؟

۵) خسرو نے ابتداء میں کیا تخلص اختیار کیا؟

۶) مبارک شاہ نے مثنوی لکھنے پر خسرو کو انعام میں کیا دینے کا وعدہ کیا تھا؟

۷) موسیقی کے مقابلے میں خسرو نے کس کو شکست دی؟

۸) خسرو کے پیر و مُرشد کا نام کیا تھا؟

۹) خسرو کے پسندیدہ پھل کونسے تھے؟

۱۰) خسرو نے جس مثنوی میں سلطان علاء الدین خلجی کو نصیحت کی اس کا نام کیا ہے؟

(ب) تین چار جملوں میں جواب لکھئے۔

۱۱) خسرو کی شعری صلاحیتوں کا کس طرح امتحان لیا گیا؟

۱۲) خسرو کو ابتدائی زندگی میں مصیبتوں کا سامنا کیوں کرنا پڑا؟

۱۳) موسیقی کی دُنیا میں خسرو کی ایجادات کیا تھیں؟

©KTBS Not to be republished

۱۴) امیر خسرو کو قومی یکجہتی کا پیامبر کیوں کہا جاتا ہے؟

۱۵) امیر خسرو اپنے آپ کو ہندوستانی ترک کیوں کہتے تھے؟

(ج) چھ سات جملوں میں جواب لکھئے۔

۱۶) امیر خسرو کی شاعرانہ اور فنکارانہ صلاحیتوں کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

۱۷) امیر خسرو کو دو عظیم تہذیبوں کے درمیان ایک پل کیوں کہا گیا؟

۱۸) بحث کیجئے کہ ''امیر خسرو کی نظر میں شاعری ایک شوق نہیں حکمت کا درجہ رکھتی تھی''

III (الف) ان میں سے متعلقہ بیان پر نشان لگائیے۔

۱۹) امیر خسرو نے فی البدیہہ شعر کہہ کر خواجہ صاحب کو حیرت میں ڈال دیا کیونکہ

(الف) وہ ذہین تھے۔

(ب) بچپن سے ہی ان میں شعری صلاحیت موجود تھی۔

(ج) وہ نڈر تھے۔

۲۰) آلۂ موسیقی ستار کی ایجاد کا سہرا خسرو کے سر ہے کیونکہ

(الف) وہ ستار بجانا سکھاتے تھے۔

(ب) انھوں نے ستار ایجاد کیا۔

(ج) ستار اُن کا پسندیدہ آلۂ موسیقی تھا۔

۲۱) خسرو اپنے آپ کو ہندوستانی تُرک کہتے تھے کیونکہ

(الف) وہ سچے وطن پرست تھے۔

(ب) انھیں ترک ہونے پر ناز تھا۔

(ج) انھیں ہندی مسلمان ہونے کا احساس تھا۔

(ب) ایک لفظ میں جواب دیجئے۔

پیغام پہنچانے والا = ... چاہنے والا = ... ہدایت کرنے والا = ...

©KTBS Not to be republished

سچ بولنے والا = ... جان قربان کرنے والا = ... نہ ملنے والا = ...

مہارت رکھنے والا = ... عزت والا = ...اطاعت کرنے والا = ...

(ج) قوسین میں دیئے گئے مصادر کی مدد سے محاورے مکمل کر کے جملوں میں استعمال کیجئے۔

(چھڑکنا، چڑھنا، کرنا، ہونا، ٹوٹنا)

۱) پہاڑ........ ۲) سہراسر....... ۳. لطف اندوز........۴) پروان........ ۵. جان......

(د) معنی کے لحاظ سے مناسب کہاوت پر نشان لگایئے۔

ناظر بچپن سے ہی انتہائی شریر تھا۔ اب تو وہ ایک بگڑا ہوا جوان بن گیا تھا۔ اس کے استاد کو پہلے سے اس بات کا اندازہ تھا۔

۱) سانپ کے پاؤں پیٹ میں ہوتے ہیں۔

۲) پوت کے پاؤں پالنے میں دیکھے جاتے ہیں۔

(ھ) مندرجہ ذیل کہاوتیں کس مقصد کے لیے استعمال ہوتی ہیں۔ اس کی نشاندہی کیجئے۔

۱) گھر کی مُرغی دال برابر (قدردانی کے لیے، بے قدری کے لیے)

۲) نوسو چوہے کھا کے بلی حج کو چلی (طنز کے طور پر، تعریف کے طور پر)

(و) پہلے دو لفظوں کی مناسبت سے تیسرے لفظ کا جوڑ لکھئے:

(1) شاعرِ انقلاب : جوش ملیح آبادی : : طوطیٔ ہند :....................

(2) ہدایت کرنے والا : ہادی : : مہارت رکھنے والا :....................

(3) پہاڑ ٹوٹنا : محاورہ : : ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات:....................

(4) نیک مزاج : بدمزاج : : خوشگوار :....................

©KTBS Not to be republished

صحیح تلفظ: بعض الفاظ کی ادائیگی میں احتیاط ضروری ہے۔ عموماً کئی الفاظ غلط تلفظ کے ساتھ ادا کئے جاتے ہیں۔ حسب ذیل الفاظ کو صحیح تلفظ کے ساتھ ادا کیجئے۔

بیعت = (بَے عَتُ)	موجد = (مُو جِد)	مشترکہ = (مُش ۔تَ رِکَ ہُ)
مرشد = (مُر شِدُ)	لغوی = (لُ غُ ۔وِیُ)	محظوظ = (مَحُ ۔ظُوُ ۔ظ)

اضافی معلومات:

فن خطاطی: ظہورِ اسلام سے قبل عربی زبان میں فن خطاطی رواج پا گیا تھا۔ اسلام نے اس پر خصوصی توجہ دی۔ فن خطاطی کے نمونے تاریخ اسلام کی عظیم یادگار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مغلیہ عہد میں شہزادے اور شہزادیوں نے اس فن میں مہارت حاصل کی تھی۔ اکبر بادشاہ اس فن سے ناواقف تھا مگر اس کی سرپرستی کی۔ مخطوطوں، محلات، عمارات شاہی کے درو دیوار پر فن خطاطی کے نمونے ملتے ہیں۔ خانۂ کعبہ کے غلاف اور طغروں پر لکھی آیات فنِ خطاطی کے خوبصورت نمونے ہیں۔ آج بھی اس کے مختلف نمونے ملتے ہیں۔

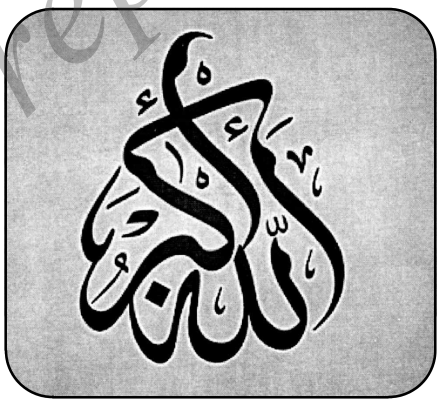

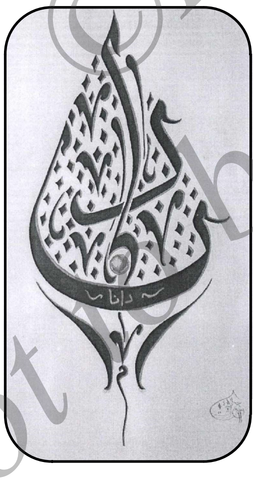

سرگرمی:

- فن خطاطی کے مختلف نمونے جمع کیجئے۔
- ٹیپو سلطانؒ، ابوالکلام آزادؔ، پنڈت جواہر لال نہرو، یا ڈاکٹر عبدالکلام میں سے کسی ایک شخصیت پر مضمون لکھئے۔

☆☆☆

©KTBS Not to be republished

سبق:18

علامہ اقبالؔ

غزل(۱)

(حصۂ ب)

تخلیق: غزل میں عشق حقیقی اور عشق مجازی کی باتیں کی جاتی ہیں۔ عشق حقیقی کے معنی خدائے تعالیٰ سے عشق اور عشق مجازی سے مراد دنیاوی محبوب سے عشق ہے۔ اقبالؔ کی غزلوں میں عشق حقیقی کی سرشاری ملتی ہے۔ عاشق (بندے) کا اپنے معشوق (خدا) سے مکالمہ اس غزل کی جان ہے۔

تخلیق کار: شیخ محمد اقبال نام اور اقبالؔ تخلص کرتے تھے 1877ء کو بمقام سیالکوٹ پیدا ہوئے۔ لاہور میں انگریزی اور فلسفے کے پروفیسر رہے بعد میں وکالت بھی کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے لندن اور جرمنی گئے بیرسٹری اور ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں حاصل کیں۔ آپ نے اپنے کلام کے ذریعہ مسلمانوں میں ایک نئی روح پھونکی، فلسفۂ خودی آپ کے کلام کا اہم جُز ہے۔ آپ کی شاعری اسلامی نظریات کی تفسیر ہے۔ آپ کو شاعرِ مشرق بھی کہا جاتا ہے۔ بانگِ درا، بالِ جبرئیل، ضربِ کلیم اور ارمغانِ حجاز آپ کے شعری مجموعے ہیں، 1938ء کو انتقال کیا۔

ترے عشق کی انتہا چاہتا ہوں
مری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں

ستم ہو کہ ہو وعدۂ بے حجابی
کوئی بات صبر آزما چاہتا ہوں

یہ جنت مبارک رہے زاہدوں کو
کہ میں آپ کا سامنا چاہتا ہوں

ذرا سا تو دل ہوں، مگر شُوخ اتنا
وہی ''لن ترانی'' سنا چاہتا ہوں

Not to be republished ©KTBS

کوئی دم کا مہماں ہوں اے اہلِ محفل
چراغِ سحر ہوں، بجھا چاہتا ہوں

بھری بزم میں، راز کی بات کہہ دی
بڑا بے ادب ہوں سزا چاہتا ہوں

فرہنگ

I (الف) الفاظ و معانی:

انتہا = (ا۔مث) انجام، خاتمہ، تکمیل　　دم = (ا۔مذ) پل، لحظہ

زاہد = (ا۔مذ) پرہیزگار　　شوخ = (صف) شریر

(ب) مرکب الفاظ:

بے حجابی = (صف) بے پردگی　　چراغِ سحر = (ف) صبح دم بجھنے والا چراغ

صبر آزما = (صف) تکلیف دہ　　لن ترانی = (ع۔مث) تو مجھے نہیں دیکھ سکے گا

(ج) معنوی فرق:

شوخ=شریر　شوق=خواہش　عبد=بندہ　اَبد=ہمیشہ　ارض=زمین　عرض= گذارش

II (الف) درجِ ذیل سوالات کے جوابات ایک جملے میں لکھیے۔

۱) شاعر خدا سے کیا چاہتا ہے؟

۲) شاعر کو جنت کیوں قبول نہیں؟

۳) لفظِ ''لن ترانی'' کے کیا معنی ہیں؟

۴) شاعر سزا کا طالب کیوں ہے؟

۵) ''لن ترانی'' کی تلمیح میں کس واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے؟

©KTBS Not to be republished

(ب) مندرجہ ذیل اشعار کی تشریح کیجئے۔

۶) ترے عشق کی انتہا چاہتا ہوں مری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں

۷) یہ جنت مبارک رہے زاہدوں کو کہ میں آپ کا سامنا چاہتا ہوں

۸) ذرا سا تو دل ہوں، مگر شوخ اتنا وہی ''لن ترانی'' سنا چاہتا ہوں

(ج) ذیل میں دئے گئے الفاظ کی ضد غزل میں تلاش کیجئے۔

ابتداء تکلیف جہنم شام جزا میزبان

(د) ان الفاظ کے واحد لکھئے۔

مہمانان آداب محافل زہاد

قواعد و بلاغت:

ے کوئی دم کا مہماں ہوں اے اہلِ محفل
چراغِ سحر ہوں، بجھا چاہتا ہوں

مندرجہ بالا شعر میں چراغِ سحر سے مراد صبح کا چراغ نہیں بلکہ ''چراغِ سحر'' کو زندگی کے آخری لمحات کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے ایسا شعر جس میں کسی لفظ کے حقیقی معنی کے بجائے مجازی معنی مراد لئے جائیں لیکن حقیقی اور مجازی معنوں میں تعلق تشبیہہ کا ہو تو اس کو ''استعارہ'' کہتے ہیں۔ استعارہ لفظ مستعار سے مشتق ہے، جس کے معنی ادھار لینے کے ہیں۔

سرگرمی: ذیل کے اشعار میں تشبیہہ اور استعارے کی نشاندہی کیجئے۔

۱ے یہ سُنتے ہی تھرّا گیا گلّہ سارا
یہ داعی نے للکار کر جب پکارا

۲ے میر ان نیم باز آنکھوں میں
ساری مستی شراب کی سی ہے

☆☆☆

©KTBS Not to be republished

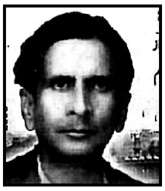

اسرار الحق مجازؔ

غزل (۲)

تخلیق: غزل کے ہر شعر کا مطلب مکمل ہوتا ہے اور ایک ہی غزل کے اشعار میں مختلف موضوعات پر اظہارِ خیال کیا جاتا ہے۔ جبکہ غزلِ مسلسل ایسی غزل ہے جس میں شاعر ایک ہی خیال کو تسلسل کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ مجاز کی یہ غزل، غزلِ مسلسل کی مثال ہے۔ اس غزل میں شاعر نے غمِ دوراں کو بڑی خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔ یہ طویل بحر میں لکھی گئی غزل ہے۔

تخلیق کار: اسرار الحق نام اور مجازؔ تخلص، انھوں نے 1911ء میں، بارہ بنکی کے قصبہ رودولی کے ایک تعلیم یافتہ گھرانے میں آنکھیں کھولیں۔ ادبی اور تعلیمی ماحول میں ان کی پرورش ہوئی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے بی.اے. کی ڈگری حاصل کی۔ یم.اے. کی تعلیم ادھوری چھوڑ کر آل انڈیا ریڈیو دلّی سے وابستہ ہوگئے۔ ریڈیو کے اردو رسالے ''آواز'' کے مدیر کے فرائض انجام دیتے رہے۔ ممبئی کے محکمۂ اطلاعات میں ملازمت کی پھر لکھنؤ چلے آئے۔ نظم وضبط اور وقت کی پابندی ان کی سرشت میں نہیں تھی۔ اس لیے ریڈیو کی ملازمت سے ہاتھ دھونا پڑا۔ گویا اُن کے پاؤں میں چکر تھا جس کی وجہ سے وہ کہیں بھی مستقل طور پر نہیں رہ سکے، پھر اُن کی زندگی میں ناکامیوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس سادہ لوح انسان سے زندگی اور زمانے کے غم برداشت نہیں ہوئے۔ وہ دوبار ذہنی توازن کھو بیٹھے۔ شراب ان کی کمزوری بن گئی۔ آخرکار 44 سال کی عمر یعنی 1955ء میں ان کا انتقال ہوا۔

مجاز انقلاب کے علمبرداروں میں سے تھے۔ ترقی پسند شاعروں کی طرح انھوں نے سرمایہ داروں کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا۔ نوجوانوں کی ہمت بندھائی۔ خواتین کو جدوجہد کرنے کی ترغیب دی۔ ان کا صرف ایک ہی مجموعہ ''آہنگ'' ان کی شہرت کا سبب بنا۔ آج ہندوستان میں ان کی صدی منائی جارہی ہے۔ مجاز کی قبر پر کندہ یہ شعر اُن کا اور ان کے شہر کا تعارف ہے۔

اب اس کے بعد صبح ہے اور صبحِ نو مجازؔ
ہم پر ہے ختم شامِ غریبانِ لکھنؤ

©KTBS
Not to be republished

کچھ تجھ کو خبر ہے ہم کیا کیا، اے شورشِ دوراں بھول گئے
وہ زلفِ پریشاں بھول گئے، وہ دیدۂ گریاں بھول گئے

اے شوقِ نظارہ کیا کہیئے ،نظروں میں کوئی صورت ہی نہیں
اے ذوقِ تصور کیا کیجئے، ہم صورتِ جاناں بھول گئے

اب گل سے نظر ملتی ہی نہیں، اب دل کی کلی کھلتی ہی نہیں
اے فصلِ بہاراں رخصت ہو، ہم لطفِ بہاراں بھول گئے

سب کا تو مداوا کر ڈالا، اپنا ہی مداوا کر نہ سکے
سب کے تو گریباں سی ڈالے، اپنا ہی گریباں بھول گئے

یہ اپنی وفا کا عالم ہے، اب اُن کی جفا کو کیا کہیئے
اک نشترِ زہر آگیں رکھ کر، نزدیکِ رگِ جاں بھول گئے

فرہنگ

I (الف) الفاظ و معانی:

تصور = (مذ) خیال

شورش = (ف۔مث) فساد، ہنگامہ
جاناں = (ف۔مث) محبوب
دوراں = (مذ) زمانہ
مداوا = (ف۔مذ) علاج
گریاں = (ف) روتا ہوا
نشتر = (ف۔مذ) زخم چیرنے کا اوزار
دیدہ = (ف۔مذ) آنکھ
جفا = (ف۔مث) بے وفائی

(ب) مرکبات:

زہر آگیں = زہر بھرا
شورشِ دوراں = دنیا کے ہنگامے
شوقِ نظارہ = دیکھنے کا شوق
ذوقِ تصور = خیال کا شوق
فصلِ بہاراں = بہاروں کی فصل
لطف بہاراں = بہاروں کا مزہ
رگِ جان = وہ بڑی رگ جس سے تمام رگوں میں خون پہنچتا ہے

©KTBS
Not to be republished

II (الف) درج ذیل سوالات کے جوابات ایک ایک جملے میں لکھئے۔

۱) مجازؔ غزل کے پہلے شعر میں کس سے مخاطب ہیں؟

۲) مجازؔ ذوقِ تصوّر سے کس کو بھولنے کی بات کہہ رہے ہیں؟

۳) شاعر فصلِ بہاراں کو کیوں رخصت ہونے کے لئے کہہ رہا ہے؟

۴) شاعر اپنا مداوا کیوں کر نہ سکا؟

(ب) ذیل کے اشعار کی تشریح کیجئے۔

۵) اے شوقِ نظارہ کیا کہئے، نظروں میں کوئی صورت ہی نہیں
اے ذوقِ تصور کیا کیجئے، ہم صورتِ جاناں بھول گئے

۶) سب کا تو مداوا کرڈالا، اپنا ہی مدوا کرنہ سکے
سب کے تو گریباں سی ڈالے، اپنا ہی گریباں بھول گئے

۷) یہ اپنی وفا کا عالم ہے، اب ان کی جفا کو کیا کہئے
اک نشترِ زہر آگیں رکھ کر، نزدیکِ رگِ جاں بھول گئے

III (الف) مندرجہ ذیل مصرعوں کو مکمل کیجئے۔

۸) کچھ تجھ کو خبر ہے ہم کیا کیا .... بھول گئے

۹) اے .... رخصت ہو ہم لطفِ بہاراں بھول گئے

۱۰) اک .... زہر آگیں رکھ کر، نزدیکِ .... بھول گئے

۱۱) اب .... سے نظر ملتی ہی نہیں، اب دل کی .... کھلتی ہی نہیں

(ب) ان الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجئے۔

لطف　　خبر　　تصور　　نظارہ　　کلی　　صورت　　زلف

(ج) صحیح اضداد کی نشاندہی کیجئے۔

گل x خوار، خار　　　بہار x قضا، خزاں

©KTBS
Not to be republished

وفا x جفا، جزا　　　　شورش x پریشاں، سکوت　　　　گریباں x دہن، دامن

(د) اشعار کو غور سے پڑھ کر تکرار والے الفاظ کی فہرست بنایئے۔

۱۲)　کچھ تجھ کو خبر ہے ہم کیا کیا، اے شورش دوراں بھول گئے
وہ زلفِ پریشاں بھول گئے، وہ دیدۂ گریاں بھول گئے

۱۳)　پتہ پتہ، بوٹا بوٹا، حال ہمارا جانے ہے
جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے، باغ تو سارا جانے ہے

۱۴)　بھاگ مسافر میرے وطن سے، میرے چمن سے بھاگ
بھیتر بھیتر پھول کھلے ہیں، اندر اندر آگ

۱۵)　کہتا ہے مچھر کہ مجھ کو مار کر تو دیکھ تُو،
''میرے طوفاں یم بہ یم ، دریا بہ دریا، جُو بہ جُو''

اضافی معلومات: محکمۂ ڈاک اہم اور نامور شخصیات کی تصاویر والی ڈاک ٹکٹ جاری کرتا ہے۔ 2008ء میں مجازؔ کے نام کی یہ ڈاک ٹکٹ جاری کی گئی تھی۔

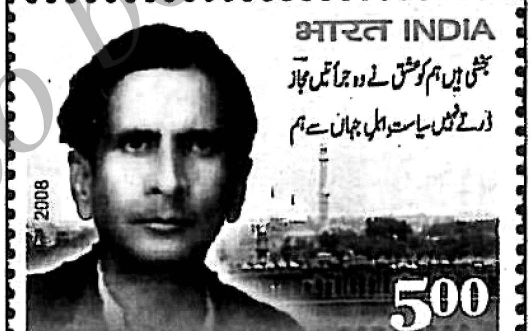

☆☆☆

©KTBS Not to be republished

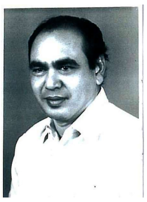

حمید الماسؔ

غزل (۳)

تخلیق: جدید غزل موضوعات اور لفظیات سے بآسانی پہچانی جاتی ہے۔ صنعتی نظام نے انسان کو ایک مشین کی صورت میں تبدیل کردیا ہے۔ اس کے سینے میں دل تو دھڑکتا ہے پر وہ مہر و محبت کے معنی بھول گیا ہے۔ جدید غزل میں تنہائی ایک اہم موضوع ہے۔ غزل کے پیرائے میں مخصوص الفاظ اور تراکیب کے ذریعہ زندگی اور زمانے کی حقیقتیں بیان کی جاتی ہیں۔ مندرجہ ذیل غزل میں بے حس اور بے مروت سماج کی باتیں کی گئی ہیں۔

تخلیق کار: نام عبدالحمید، قلمی نام حمید الماسؔ، 7 دسمبر 1935ء ضلع گلبرگی کے ایک مقام سگر شریف میں ان کی ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم سگر میں ہوئی۔ منشی کا امتحان پاس کیا۔ کچھ دنوں حیدرآباد میں مقیم رہے۔ محکمۂ محنت سے ان کی باضابطہ سرکاری ملازمت کا آغاز ہوا۔ ریاست کرناٹک کے مختلف شہروں میں ملازمت کرنے کے بعد بنگلور آئے اور بحیثیت ہیڈ کوارٹر اسسٹنٹ ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ حیدرآباد کے قیام کے دوران شاعری کی ابتداء ہوئی تھی۔ یہ شوق آخری دم تک برقرار رہا۔

1974ء میں حمید الماسؔ کا پہلا مجموعہ کلام ''پہچان کا درد'' شائع ہوا۔ اس کے علاوہ جوئے سبز، نقشِ خرابی، برف شجر آواز اور رنگِ تماشا ان کے کلام کے مجموعے ہیں۔ ان کا آخری شعری مجموعہ ''آخری ساعت سے پہلے'' ان کی وفات کے بعد کرناٹک اُردو اکاڈمی نے شائع کیا۔

حمید الماسؔ نے ہر صنفِ سخن میں طبع آزمائی کی۔ آزاد نظم، نثری نظم، مختصر نظم اور غزلوں کے علاوہ ریڈیو کے لیے فیچر اور غنائیے بھی لکھے۔ وہ ایک کامیاب مترجم تھے۔ انھوں نے بسویشور کے کنڑا وچنوں کا اُردو ترجمہ ''فرمودات'' کے نام سے شائع کیا۔ جسے ساہتیہ اکاڈمی نے انعام سے نوازا۔ انہیں ریاست کرناٹک کا باوقار اعزاز ''راجیو اُتسوا ایوارڈ'' بھی عطا کیا گیا۔ شاعری نثر اور تراجم پر مشتمل اُن کی کُل تیرہ کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ حمید الماسؔ کی غزلوں اور نظموں میں درد کی دھیمی آنچ کا احساس ہوتا ہے۔ 16 جولائی 2002ء کو ان کا انتقال ہوا۔

©KTBS Not to be republished

آخر تمھارے شہر سے ہم بھی نکل گئے
شاید تعلقات کے موسم بدل گئے

اتنی شدید شہرِ تمنا کی دھوپ تھی
باہر گئے تو اپنے کفِ پا ہی جل گئے

ہنگامہ زارِ عشق میں کیا کچھ نہیں ہوا
پھولوں سے نرم لوگ بھی پتھر میں ڈھل گئے

فرصت کہاں کہ یاد کا ملبہ کریدتے
کچھ لوگ آندھیوں میں گرے اور سنبھل گئے

اپنا قصور تھا کہ فریبِ نگاہ تھا
نظریں نہ چھونے پائی تھیں پیکر بدل گئے

ہم خوش ہیں دل میں بارِ رفاقت لئے ہوئے
ورنہ یہ ماجرا تھا کہ سینے دہل گئے

الماسؔ شہرِ نور تھا قدموں کے آس پاس
اچھا ہوا کہ برف کے تودے پگھل گئے

فرہنگ

I (الف) الفاظ و معنی:

ہنگامہ = (ف۔مذ) مجمع، بھیڑ، شورش، شور

ملبہ = (ہ۔مذ) کوڑا کرکٹ، خس و خاشاک

©KTBS Not to be republished

رفاقت = (ع۔مث) دوستی، وفاداری، خیر خواہی

پیکر = (ف۔مذ) چہرہ، شکل وصورت

الماس = (ف۔مذ) ہیرا، نہایت قیمتی جوہر

(ب) مرکبات:

شہرِتمنا = خواہشوں کا شہر | کفِ پا = پاؤں کا تلوا

فریبِ نگاہ = نظر کا دھوکا | بارِرفاقت = وفاداری کا بوجھ

شہرِنور = نور کا شہر

II (الف) ایک جملے میں جواب لکھیے۔

۱) حمید الماسؔ کے کسی ایک شعری مجموعے کا نام بتایئے؟

۲) شہرِ تمنا کی دھوپ کیسی تھی؟

۳) شہر سے شاعر کے نکلنے کی وجہ کیا ہے؟

۴) آندھیوں میں لوگوں کی کیا حالت ہوتی ہے؟

(ب) دو یا تین جملوں میں جواب لکھیے۔

۵) عشق کے ہنگاموں کا انجام کیا ہوا؟

۶) دوستی کا بوجھ شاعر کو کیوں گوارا ہے؟

۷) بے حسی کی برف پگھلنے پر شاعر مطمئن کیوں ہے؟

(ج) درج ذیل اشعار کی تشریح اپنے الفاظ میں کیجیے۔

۸) ہنگامہ زارِ عشق میں کیا کچھ نہیں ہوا
پھولوں سے نرم لوگ بھی پتھر میں ڈھل گئے

©KTBS Not to be republished

۹) فرصت کہاں کہ یاد کا ملبہ کریدتے
کچھ لوگ آندھیوں میں گرے اور سنبھل گئے

III (الف) ان مصرعوں میں مناسب جوڑ لگا کر شعر مکمل کیجیے۔

۱۰) اتنی شدید شہرِ تمنا کی دھوپ تھی	اچھا ہوا کہ برف کے تودے پگھل گئے
۱۱) فرصت کہاں کے یاد کا ملبہ کُریدتے	شاید تعلقات کے موسم بدل گئے
۱۲) الماس شہرِ نور تھا قدموں کے آس پاس	باہر گئے تو اپنے کفِ پا ہی جل گئے
۱۳) آخر تمھارے شہر سے ہم بھی نکل گئے	کچھ لوگ آندھیوں میں گرے اور سنبھل گئے

(ب) اضداد لکھیے۔

شہر، نرم ، قصور، رفاقت، نور

(ج) اِس غزل کے حوالے سے مندرجہ ذیل تراکیب کے معنوں کی نشاندہی کیجیے۔

۱۴) تعلقات کے موسم بدلنا سے مراد ہے۔ (اجنبی بن جانا، اجنبی سے دوستی کرنا)

۱۵) شہرِتمنا کی دھوپ سے مراد ہے۔ (خواہشوں کی شدت، خواہشوں کا شہر)

۱۶) برف کے تودے پگھلنا سے مراد ہے۔ (غلط فہمی ہونا، بے حسی ختم ہونا)

۱۷) یاد کا ملبہ کریدنا سے مراد ہے۔ (ماضی کو یاد کرنا، ماضی کو بھلا دینا)

☆☆☆

©KTBS Not to be republished

خلیل مامونؔ

غزل (۴)

تخلیق کار: نام خلیل الرحمٰن، قلمی نام خلیل مامونؔ، 27 اگست 1948ء کو شہر بنگلورو میں پیدا ہوئے۔ فلسفہ میں ایم.اے کی ڈگری حاصل کی، تعلیم مکمل کرنے کے بعد الیکٹرانک میڈیا اور اُردو صحافت سے وابستہ ہوئے۔ کرناٹک پولس سروِیس میں مختلف عہدوں پر فائز رہے، بطور آئی.جی.پی ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ اردو زبان وادب کی خدمت اِن کی زندگی کا مقصد رہا ہے۔ انہوں نے کرناٹک اردو اکاڈمی کے فعال صدر کی حیثیت سے کام کیا۔ ادارہ اردو منچ کے ذریعہ آج بھی اردو کی خدمت میں مصروف ہیں۔

خلیل مامونؔ کی شاعری کی ابتداء 1971ء سے ہوئی، اب تک اُن کے چار شعری مجموعے ''نشاطِ غم'' (غزلوں کا مجموعہ) ''آفاق کی طرف''، ''جسم وجان سے دور''، ''بن باس کا جھوٹ'' شائع ہوئے ہیں۔ اِن کے شعری مجموعہ ''آفاق کی طرف'' کو ساہتیہ اکاڈمی نے سال 2011ء کے ایوارڈ سے نوازا ہے۔ ان کی دونثری کتابیں بھی اہمیت کی حامل ہیں۔ خلیل مامونؔ کا شمار دَورِ جدید کے اہم شاعروں میں ہوتا ہے۔

——•——

آ کر قریب، دور بہت جا چکے ہیں ہم
لگتا ہے اپنے آپ سے اُکتا چکے ہیں ہم

آتی نہیں ہے راس ہمیں منزلِ وفا
اِس راہ میں فریب بہت کھا چکے ہیں ہم

دروازۂ سکوت کھلے کب خبر نہیں
لفظ و خیال و خواب سے تنگ آ چکے ہیں ہم

برسیں گے نور کی طرح شب بھر زمین پر
زخموں کے آسمان میں لہرا چکے ہیں ہم

©KTBS Not to be republished

منزل نہیں کوئی نہ سہی رہ گذر تو ہے
پہلے بھی اپنے قدموں کو بہلا چکے ہیں ہم

مامونؔ اپنی آنکھوں میں آنسو نہیں کوئی
شاید کہ نفسِ غم کا پتا پاچکے ہیں ہم

فرہنگ

I الفاظ ومعانی:

اُکتانا = بیزار ہونا
راس آنا = موافق ہونا، سازگار ہونا
سکوت = خاموشی، امن
نفسِ غم = غم کی حقیقت
منزلِ وفا = وفا کی منزل
دروازۂ سکوت = خاموشی کا دروازہ (خاموشی کا خاتمہ)
رہ گذر = راستہ

II (الف) ایک جملے میں جواب دیجئے۔

۱) بہت زیادہ قرب کا انجام کیا ہوا؟
۲) کس چیز سے شاعر تنگ آچکا ہے؟
۳) قدموں کو بہلانے کی خاطر کونسا بہانہ بنایا گیا ہے؟
۴) شاعر کی آنکھوں میں آنسو کیوں نہیں ہیں؟
۵) نور بن کر برسنے کا حق شاعر کو کب ملا؟

(ب) مختصر جواب لکھئے۔

۶) شاعر کو اکتاہٹ کا اندازہ کیسے ہوا؟
۷) منزلِ وفا سے متعلق کونسی بات طے ہے؟
۸) طویل خاموشی کی کیا وجہ بیان کی گئی ہے؟
۹) نفسِ غم کا پتا سے کیا مراد ہے؟

©KTBS
Not to be republished

(ج) درج ذیل اشعار کی تشریح اپنے الفاظ میں کیجئے۔

۱۰) آتی نہیں ہے راس ہمیں منزلِ وفا اِس راہ میں فریب بہت کھا چکے ہیں ہم

۱۱) منزل نہیں کوئی نہ سہی رہ گذر تو ہے پہلے بھی اپنے قدموں کو بہلا چکے ہیں ہم

III (الف) سابقے اور لاحقے الگ کیجئے۔

راہ نما، وفادار، بے وفا، پُرفریب، رہ گذر، لاپتا

(ب) مندرجہ ذیل الفاظ کے اپنی پسند کے دو دو قافیے لکھئے۔

راہ .... دور .... تنگ ....

شب .... وفا .... غم ....

(ج) ان الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجئے۔

اکتاہٹ، سکوت، نور، منزل، شب

(د) درج ذیل اشعار میں کونسی صنعتیں استعمال ہوئی ہیں۔اُن کے نام لکھئے۔

۱۲) میں بھٹکتا پھرتا ہوں دیر سے، یوں ہی شہر شہر، نگر نگر
کہاں کھو گیا مرا قافلہ، کہاں رہ گئے مرے ہم سفر

۱۳) اس زندگی سے موت بھلی ہے ہزار بار
جیتے ہیں اور جینے کا کچھ مدعا نہیں

۱۴) تہذیب کی شمعیں روشن کیں، اونٹوں کو چرانے والے نے
کانٹوں کو گلوں کی قیمت دی، ذرّوں کے مقدر چمکائے

۱۵) برسیں گے نور کی طرح شب بھر زمین پر
زخموں کے آسمان میں لہرا چکے ہیں ہم

۱۶) نارِ نمرود کو کیا گلزار
دوست کو یوں بچا دیا تو نے

©KTBS Not to be republished

سبق:19

رُباعیات

تخلیق: رُباعی۔ ہر دَور کے شعراء نے صنفِ رباعی میں طبع آزمائی کی ہے۔لفظ رباعی، ربع سے مشتق ہے جس کے معنی چار کے ہیں۔رباعی کو دوبیتی بھی کہا جاتا ہے۔کیونکہ اس میں دوبیت یعنی دوشعر ہوتے ہیں۔اصطلاحِ شاعری میں رباعی سے مراد ایسی نظم ہے جو چار مصرعوں پر مشتمل ہوتی ہے۔رباعی اور قطعہ میں چار مصرعے ہوتے ہیں،لیکن رباعی کا پہلا، دوسرا اور چوتھا مصرعہ ہم قافیہ اور ہم ردیف ہوتا ہے۔جبکہ تیسرا مصرعہ ردیف اور قافیہ کا پابند نہیں ہوتا۔رباعی کا چوتھا مصرعہ حاصلِ کلام ہوتا ہے۔عموماً اس صنف میں عارفانہ،فلسفیانہ،سماجی،اخلاقی،اصلاحی اور مذہبی مضامین بیان کیے جاتے ہیں۔

---

(۱) شادؔ عظیم آبادی، نام سید علی محمد، قلمی نام شادؔ عظیم آبادی، 1842ء کو پٹنہ میں پیدا ہوئے۔کم عمری سے ہی اُن کی شاعری کی ابتداء ہوئی مگر انھیں بہت جلد مقبولیت نصیب ہوئی۔انھوں نے شاعری کی تمام اصناف میں طبع آزمائی کی۔ ان کی مثنوی ''چشمۂ کوثر'' کئی سو اشعار پر مشتمل ایک طویل مثنوی ہے۔ان کی لکھی غزلیں اور رُباعیات بھی مشہور ہیں۔1927ء میں وفات پائی۔ذیل میں چند رباعی گو شعراء کی رباعیات پیش ہیں۔

ہے دور کبھی دن کا کبھی یاں شب ہے
گردش کا زمانے کی یہی مطلب ہے
ہم تم نہ رہیں گے ورنہ دنیا ساری
تا حشر یوں ہی رہے گی جیسی اب ہے

(۲) تلوک چند نام، محرومؔ تخلص۔انھوں نے اردو اور فارسی کے استاد کے طور پر خدمات انجام دیں۔اِن کے کلام میں اخلاقی اور نیچرل مضامین کا کافی ذخیرہ ہے۔برجستگی اور روانی اُن کے کلام کی خوبیاں ہیں۔اُن کے شعری تصانیف میں گنجِ معانی، رباعیات محروم، کاروانِ وطن اور بہارِ طفلی کا شمار ہوتا ہے۔

©KTBS Not to be republished

مذہب کی زباں پر ہے نِکوئی کا پیام
حسنِ عمل اور راست گوئی کا پیام
مذہب کے نام پر یہ لڑائی کیسی
مذہب دیتا ہے صُلح جُوئی کا پیام

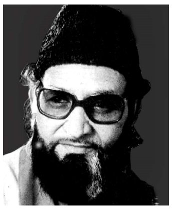

(۳) نام لودی محمد شفیع خاں، تخلص بیکلؔ اتساہی، یکم جون 1928ء کو ضلع گونڈہ کے ایک موضع میں پیدا ہوئے۔ عربی، فارسی کی تعلیم گاؤں میں حاصل کی۔ ادیبِ کامل کا امتحان پاس کیا۔ آگے چل کر قانون کی تعلیم بھی پائی۔ انھوں نے نعت، غزل، نظم، گیت، دوہے اور رباعیات لکھیں۔ ہندی اور اُردو میں اِن کے قومی نظموں کے مجموعوں کے علاوہ غزلوں اور نعتوں کے مجموعے بھی شائع ہوئے ہیں۔ انھیں بے شمار اعزازات سے نوازا گیا۔ وہ دلوں کو موہنے والی پیار کی بولی بولتے ہیں۔ انسان کو انسان بنے رہنے کا سبق دیتے ہیں۔

اب غیر جو احسان کی تمہید کرے ہے
تقدیر اسی بات کی تائید کرے ہے
افلاس کی آنکھوں سے چھلک جائیں گے آنسو
کاہے کو کوئی تذکرۂ عید کرے ہے

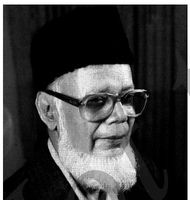

(۴) نام ہچ محمد غوث اور قلمی نام اعجاز حسنی، 1926ء کو اپنے آبائی وطن ہاسن میں پیدا ہوئے۔ اِن کی ابتدائی تعلیم ہاسن میں ہوئی۔ حصولِ تعلیم کی غرض سے انھیں میسور و جانا پڑا وہاں اِن کے شعری شوق کو جلا نصیب ہوئی۔ وہ خوش مزاج انسان تھے۔ بہت جلد سنجیدہ شاعری سے ظریفانہ شاعری کی جانب راغب ہوئے۔ اِن کے کلام کا مجموعہ ''ذائقے'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ ان کے کلام میں سادگی کے ساتھ ساتھ طنز و مزاح کا ذائقہ بھی ہے۔

باپ، بیٹی کا ہمیشہ ہی سے ناشاد رہا
سہہ کر فرمائشیں داماد کی برباد رہا
یوں تو ہر شخص کی فطرت کو بدل سکتے ہیں
لیکن داماد کو اُلٹا بھی تو داماد رہا

©KTBS Not to be republished

فرہنگ

I الفاظ و معانی:

گردش	=	چکر، دَور، انقلاب، بدنصیبی	حشر	=	قیامت، شوروغل، ہنگامہ
نکوئی	=	نیکی، راستی	حسنِ عمل	=	اچھا عمل، اچھا کام
راست گوئی	=	سچائی	صلح جوئی	=	صلح، دوستی
ناشاد	=	ناخوش	تمہید کرنا	=	کسی بات کی ابتداء کرنا
تائید	=	حمایت، طرفداری	عید	=	خوشی، خوشی کا تہوار
افلاس	=	مفلسی، غریبی	غیر	=	اجنبی، دشمن

II (الف) ایک جملے میں جواب دیجئے۔

۱) زمانے کی گردش کا کیا مطلب ہے؟

۲) مذہب کی زبان پر کونسا پیغام ہوتا ہے؟

۳) افلاس کی آنکھوں سے آنسو کب چھلکتے ہیں؟

(ب) دو یا تین جملوں میں جواب دیجئے۔

۴) شادؔ عظیم آبادی نے رباعی میں کونسی حقیقت بیان کی ہے؟

۵) تلوک چند محرومؔ نے اپنی رباعی میں کس بات کا پیغام دیا ہے؟

۶) غیروں پر احسان کی تمہید کرنا کیوں درست نہیں؟

©KTBS Not to be republished

۷) اعجازؔ احسنی نے سماج کی کس بُرائی کی جانب اشارہ کیا ہے؟

III (الف) قوسین میں دیئے گئے بے ترتیب حروف کو کچھ اس طرح ترتیب دیجئے کہ وہ الٹا اور سیدھا یکساں طور پر پڑھے جائیں۔

(ب۔ ا۔ ش۔ ش۔ا)　　(ن۔ ا۔ ن۔ د۔ ا)　　(م۔ د۔ ا۔ ا۔ د)

____________　　____________　　____________

(ت۔ ت۔ خ)　　(ہ۔ م۔ م)　　(س۔ ک۔ ک)

____________　　____________　　____________

(ب) چاروں رُباعیوں کے قوافی کی فہرست تیار کیجئے۔

IV پہلے دو لفظوں کی مناسبت سے تیسرے لفظ کا جوڑ لکھئے:

۱۔ عورتوں سے بات چیت : غزل :: چار مصرعوں والی نظم : -----------

۲۔ برباد : آباد :: صلح : -----------------------

۳۔ گردش : چکّر :: افلاس : -----------------------

سرگرمی:

مشہور رباعیات کو جلی حروف میں لکھ کر اپنی جماعت میں آویزاں کیجئے۔

☆☆☆

©KTBS Not to be republished

Model Question paper First Lang URDU (12U) X- Std.

وقت:3 گھنٹے | جملہ نشانات:100

حصّہ-الف (part-A)

درج ذیل سوالات کے جواب ایک جملے میں لکھئے: 11x1=11

1. اللہ تعالیٰ کی کونسی صدا سے دنیا وجود میں آئی ؟
2. حضور ﷺ نے کس ناقہ پر سوار ہوکر حج ادا کیا؟
3. روزانہ مصنف کے جاگنے کا معمول کیا تھا؟
4. پنڈت جواہر لال نہرو کو کس زبان سے دلی لگاؤ تھا؟
5. عدالت کا کیا اختیار ہوتا ہے؟
6. سقراط کو زہر کا پیالہ کیوں پینا پڑا؟
7. آنکھیں کس نے دان کی تھیں؟
8. امیر خسؔرو کے پیرو مرشد کا نام کیا تھا؟
9. ہوا چاروں طرف کیا پکارتی آئی؟
10. شاعر کو کس نے پالا تھا؟
11. حضرت فاطمہؓ کا نورِ عین کس کو کہا گیا ہے؟

©KTBS Not to be republished

درجِ ذیل سوالات کے جواب دو تین جملوں میں لکھئے: 8x2=16

12. تاریخِ عالم کی سب سے بڑی ناانصافیاں کیا کیا ہیں؟

13. اماں کی شکل اور قد کے بارے میں لکھئے۔

14. دنیا کے کونسے ممالک میں زعفران کی کاشت کی جاتی ہے؟

15. زعفران کے پودے کو دائی پودا کہنے کی وجہ کیا ہے؟

16. حضرت امام حسینؓ اُمت کے واسطے کیا کچھ کر گذرنا چاہتے تھے؟

17. ملک کی سرحدوں میں بٹے آدمی کی بے بسی کو شاعر نے کس طرح بیان کیا ہے؟

18. شاعر نے انسان کو انسان کا قاتل کیوں کہا ہے؟

19. اعجاز حسینی نے سماج کی کس بُرائی کی جانب اشارہ کیا ہے؟

بحوالہء متن جملوں کی تشریح کیجئے: 3x3=9

20. ''اگر کسی نے اس ہانڈی کو ہاتھ بھی لگایا تو اچھا نہیں ہوگا''

21. ''اردو میری اور میری دادی کی زبان ہے۔''

22. ''پھر سارا دیش ہمارے محلے جیسا کیوں نہ بنے۔''

23. کسی ایک مصنف کا تعارف کرائیے: (i) پطرس بخاری (ii) سید سلیمان ندوی 1x3=3

24. کسی ایک شاعر کی تعارف کرائیے: (i) فراقؔ گورکھپوری (ii) مرزا غالبؔ 1x3=3

©KTBS Not to be republished

مندرجہ ذیل اشعار کی تشریح کیجئے: 3x3=9

25 ؎ یہ عشق نے دیکھا ہے، یہ عقل سے پنہاں ہے قطرے میں سمندر ہے، ذرے میں بیاباں ہے

26 ؎ یہ جنت مُبارک رہے زاہدوں کو کہ میں آپ کا سامنا چاہتا ہوں

27 ؎ سب کا تو مداوا کر ڈالا، اپنا ہی مداوا کر نہ سکے سب کے تو گریباں سی ڈالے، اپنا ہی گریباں بھول گئے

درجِ ذیل سوالات کے تفصیلی جواب مطلوب ہیں: 2x4=16

28. حجتہ الوداع کے خطبہ میں حضور ﷺ نے حسنِ معاشرت سے متعلق کیا ارشاد فرمایا؟

29. امیر خسرو کی شاعرانہ اور فنکارانہ صلاحیتوں کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

30. ''حمد'' یا ''نعت'' کے کوئی چار اشعار زبانی لکھئے۔ 4x1=4

31. نظم ''آمدِ بہار'' یا ''رشوت'' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے۔ 1x4=4

حصّہ - ب (Part-B)

ذیل میں ہر سوال کے لئے چار متبادل ہیں، سب سے مناسب جواب چن کر لکھئے: 10x1=10

32. وہ علم جس میں شعر کے اوزان معلوم ہوتے ہوں۔

الف) علمِ نجوم ب) علمِ عروض ج) علم کیمیا د) علمِ فلکیات

33. ایسا جملہ جس میں مسند الیہ اور مسند دونوں اسم ہوں، کہلاتا ہے۔

الف) مفرد جملہ ب) مرکب جملہ ج) جملہ اسمیہ د) جملہ فعلیہ

©KTBS Not to be republished

34. جملہء خبریہ کی نشاندہی کیجئے۔

الف) یہ نہ کہوں تو اور کیا کہوں؟ ب) ہوشیار! آگے کا راستہ پُرخطر ہے۔

ج) اے خدا! ہمیں صراطِ مستقیم پر چلا۔ د) جوشؔ پورے طمطراق کے ساتھ نظم پڑھے جا رہے تھے۔

35. یہ نثری ادب کی مقبول صنف ہے۔

الف) افسانہ ب) طنزومزاح ج) خودنوشت سوانح د) مضمون

36. اس شعر میں استعمال ہوئی صنعت ہے ۔ ؎ ابنِ مریم ہُوا کرے کوئی

مرے دکھ کی دوا کرے کوئی

الف) صنعتِ تضاد ب) صنعتِ تلمیح ج) صنعتِ تکرار د) صنعتِ تشبیہ

37. چار مصرعوں پر مشتمل نظم کہلاتی ہے۔

الف) رباعی ب) غزل ج) حمد د) نعت

38. مفرد لفظ ہے۔

الف) سحر خیز ب) دل شکنی ج) بیداری د) بر سبیل تذکرہ

39. محاورہ ''ترکی بہ ترکی جواب دینا'' کے معنی ہیں۔

الف) آسان جواب دینا ب) مشکل جواب دینا ج) سخت جواب دینا د) کاہلی سے جواب دینا

40. جملہء فعلیہ وہ جملہ ہے، جس میں مسند الیہ اسم ہوتا ہے اور مسند

الف) مبتدا ب) فعلِ ناقص ج) خبر د) فعل

©KTBS Not to be republished

41. ان میں سے واحد لفظ ہے۔

الف) اوقات　　ب) باطل　　ج) اعمال　　د) منازل

پہلے دو لفظوں کی مناسبت سے تیسرے لفظ کا جوڑ لکھئے۔ 4x1=4

42. زمین : آسمان :: بہار : ....

43. بےوفا : سابقہ :: وفادار : ....

44. جَلد : فوراً :: جِلد : ....

45. بدایوں کے شام وسحر : اداجعفری :: درشٹی : ....

مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھئے: 2x3=6

46. جملہء انشائیہ کسے کہتے ہیں؟ مع مثال لکھئے۔

47. صنعتِ تشبیہ کی تعریف کرتے ہوئے مثال دیجئے۔

حصّہ - ج

48. اپنے والد/ والدہ کے نام ایک خط تحریر کیجئے جس میں امتحان کی تیاری کا ذکر کرتے ہوئے امتحان کی فیس چار سو روپئے روانہ کرنے کی درخواست ہو۔ 5x1=5

یا

اپنے میر مدرس کے نام ایک خط تحریر کیجئے جس میں کوئی وجہ بتا کر دو دن کی چھٹی طلب کی گئی ہو۔

49. **کسی ایک عنوان پر جامع مضمون لکھئے:** 5x1=5

(i) تعلیم کی اہمیت　　(ii) قومی یکجہتی　　(iii) آپ کا پسندیدہ کھیل

©KTBS
Not to be republished

50. درج ذیل عبارت کو غور سے پڑھئے اور نیچے دئے گئے سوالات کے جوابات لکھئے: 3x1=3

اللہ کا دین، دینِ فطرت ہے جو تمام تر علم کی بنیاد پر قائم ہے۔ قرآنِ مجید آخری آسمانی کتاب ہے، جو حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوئی۔ قرآن مجید سے پہلے تین اور کتابیں نازل ہوئیں۔ حضرت موسیٰؑ پر ''توراۃ''، حضرت داؤدؑ پر ''زبور'' اور حضرت عیسیٰؑ پر ''انجیل''۔ ہر مسلمان پر یہ لازم ہے کہ وہ ان تمام کتابوں پر ایمان لائے۔ اسلام میں قرآن کے بعد احادیث کی بڑی اہمیت ہے۔

سوالات:

ا۔ اللہ کا دین کس بنیاد پر قائم ہے؟

۲۔ قرآن مجید کے علاوہ دوسری آسمانی کتابیں کونسی ہیں؟

۳۔ اسلام میں قرآن کے بعد کس کی اہمیت زیادہ ہے؟

☆☆☆

©KTBS Not to be republished